सर्प २ महा सर्प
KRi-3255
महा विष जन्मी जयसि
यज्ञस्य आस्तीकवचनं
सुमूयेत ॥

ॐ

فعل و فاعل ظرف و آلہ کل جمالِ ذات ہے
ذات کی تسلیم کا ثمرہ وصالِ ذات ہے

مُرتاض باخبر مجذوب سخنور مُرشدِ جادو نظر مہرشی پراشر جی
کی تصنیف لطیف

وشنو پوران

کے باب دوم کا اُردو زبان میں ترجمہ اور خلاصہ
موسوم بہ

فسانۂ توحید

طالبان راسخ الاعتقاد و شائقین علم توحید و تصوف کی خدمت میں پیش کیا جاتا ہے
گر قبول اُفتد زہے عز و شرف

از تالیف

پنڈت امرناتھ مدن ساحر دہلوی تحصیلدار کیتھل ضلع کرنال صوبہ پنجاب

خلف رائے بہادر پنڈت جانکی ناتھ صاحب مدن مرحوم مصنّف برھم درشن گرنتھ بزبان بھاشا

و مترجم صحیفہ شریمد بھگوت گیتا بزبان اُردو

سنہ ۱۹۱۶ء

یہ نادر نایاب کتاب رام نراین پریس متھرا میں باہتمام بابو راودیارمن بہار گوچھی

فرہنگ باب دویم ترجمہ اُردو وشنو پوران

لفظ	تشریح
چھیون درشن کی دھرم	یعنی ہر ششن فلسفہ کے اصول۔یہ چھ درشن حسب ذیل ہیں۔ **اوّل**۔ نیائے جسکی بنیاد گوتم رشی نے قایم کی اور جو اُس بزرگ کی تسلیم تہی۔ اصول یہ ہیں کہ جگت کا کرتا ایشور ہی اور پرمانو سے جگت بنا ہے اور جیو بے انتہا ہیں۔ اور ایشور۔ پرمانو اور جیو تینوں انادی ہیں۔ بالفاظ دیگر صانع عالم نے ذرّات سے کون ومکاں کو بنایا۔ اور ہزار ہا قسم کے جاندار پیدا کئے اور خالق و مخلوق اور ذرہ ہر سہ قدیم ہیں۔ **دویم**۔ پورو میمانسا جسکی بنا جیمنی رشی نے ڈالی۔ اور جس مہاتما کی یہ تسلیم ہے۔ اُصول یہ ہیں۔ کرم مکہہ یعنی برحق ہے کہ کرم سے ایشور (قادر) ہوا ہے کرم سے جگت (عالم) پیدا ہوا اور کرم سے جیو (صاحب جان) بنا جیسا کرتا ہے ویسا ہوتا ہے

تشریح	لفظ
(کُن فیکون) بغیر کرم کئے کچھہ حاصل نہیں ہوتا۔ **سوم**۔ ویسے شک یہ عقیدت کنادرشی کی تھی جنہوں نے کرم کو تابع کال کے بنایا ہی یعنی حرکت کو حدوث اور سکون کو قدم ثابت کر دکھایا ہے اصول یہ ہیں کہ ایشور اور جیو اور جگبت کرم کے دیش ہیں۔ کال چکر کے پھرنے سے دستوروپ ظاہر ہوتے ہیں۔ بغیر کال کے انکا کوئی وجود قایم نہیں ہو سکتا۔ **چہارم**۔ یوگ۔ جو پاتنجل منی کا انہو ہے جنکی تسلیم یہ ہے کہ جوگ کے سوا کوئی امر ثابت نہیں ہے۔ یوگ کے معنی ہیں وصال جس سے عالم کی پیدایش اور قیام ہے اور جب خیال کا علم سے وصال ہوتا ہے تو یہ تمام عالم نیست و نابود ہو جاتا ہے۔ **پنجم**۔ سانکھہ۔ جس کے مصنف کپل مہامنی ہیں۔ اور جنہوں نے وچار یعنی خوض اور فکر کو مقدم تسلیم کیا ہے اونکا اصول یہ ہے کہ خوض و فکر سے وصل اور فصل کی تمیز ہوتی ہے اور اسی سے جملہ اشیاء کی ماہیت تصدیق ہوتی ہے۔ خوض و فکر چشم	

تشریح	لفظ
بصیرت ہے جس سے عالم کی حقیقت آشکارا ہوتی ہے۔ اِنکی عدم موجودگی دیدہ کور ہے جس سے کُل عالم تاریک نظر آتا ہی ششم۔ اوتر میمانسا شاستر یعنی ویدانت یہ اصول شری وید ویاس مہرشی جی کے علم باطنی کا نتیجہ ہے۔ وہ فرماتے ہیں کہ غور و فکر بلا تحریک نہیں ہوسکتا چیتن یعنی علم محرک ہے وہ خیال کو تحریک دیتا ہے اور جملہ موجودات کا شاہد ہے چونکہ سب کا قیام اوسکی ذات سے ہے اسلئے اِس شاہد کو واحد ماننا عین علم ہے **ویدانت** دو لفظوں سے مرکب ہے **وید** اور **انت**۔ وید کے معنی ہیں جاننا اور انت کے معنی ہیں خاتمہ پس جس منزل میں کہ جاننے کا خاتمہ ہو جاتا ہے اور مزید جاننے کی خواہش نہیں رہتی وہ منزل ویدانت کی ہی یعنی جب من اور بدھی یعنی دل اور عقل ساکن ہو جاتے ہیں اور اون میں حرکت باقی نہیں رہتی تب علم معرفت حاصل ہوتا ہے۔ ویدانت کے معنی قضیہ و قضایا نہیں ہیں کہ جب دل	

تشریح	لفظ
اور عقل کو سکون ہو جاتا ہے۔ حرف و صوت گم ہو جاتے ہیں۔ اہل ہنود میں قدیم زمانہ سے چھ درشن یعنی فلسفہ موجود ہیں اور یہہ چھہ مہاتماؤں کے علم باطنی کا نتیجہ ہیں۔ جنہوں نے اِس عالم کی ہستی کا بیان اپنے اپنے اُصول کے مطابق کیا ہے اور اپنے اُصول کی عظمت دکھاتے ہوئے اوسیکو بہترین ذریعہ نجات ثابت کیا ہے یہ تقسیم قدرتی ہے جیسا کہ ذیل کے اختصار سے واضع ہوگا **اول**۔ نیایے شاستر نے حواس کی شہادت کو صحیح مان کر جسم و جان کے اُصول پر اجزاء عالم کی تقسیم کی ہے۔ **دویم**۔ پورو میمانسا نے دل کی شہادت کو واقعی مان کر شہود و غیوب کے اُصول پر عالم کی حقیقت کو آشکار کیا ہے **سویم**۔ ویشیشک شاستر نے پندار خودی کو دُرست مان کر حرکت و قیام کے اُصول پر عالم کی ہستی کا اِنکشاف کیا ہے۔ **چہارم**۔ یوگ شاستر نے قوتِ خیال کو بجا تصور کر کے فصل و	

تشریح	لفظ
وصل کے اصول کو ذریعۂ مغفرت بتایا ہے۔ پنجم۔ سانکھہ شاستر نے عقل کی شہادت درست مان کر حق و باطل کی تمیز کو شاہراہِ حقیقت دکھایا ہے۔ ششم۔ ویدانت شاستر نے علم اشراق کی شہادت کو حق تسلیم کر کے وحدتِ واجب الوجود ثابت کی ہے۔	

باب دویم وشنو پوران

تلقین سوم

مہرشی پراشر جی میترے جی سے فرماتے ہیں کہ اِس وشنو پوران میں چھیوُن درشن کے دھرم یعنی ہر شش فلسفہ کے اصُول کا بیان ہے۔ ہر فلسفہ کے اصُول دیگر فلسفوں کے اصُول سے مُختلف ہیں۔ ہوشیار اور خبردار رہنا کہ کہیں اُنکے اختلافات کو سُن سُن کر تیرا اعتقاد ڈگمگا نجاوے۔ مرد وہی ہے جو سر جائیے یار ہے۔ اپنے اعتقاد سے نہ ہٹے۔ جبکہ جسم فانی ہے اور وہ ایک نہ ایک دن ضرور گر جائیگا تو موت سے ڈر کر انسان ایمان سے کیوں منحرف ہو۔ اِس باب میں تجھکو پرابھکتی یعنی عشقِ وفا کی شاہراہ دکھلائی جاتی ہے کہ جو پرماتما کا بھکت یعنی ذات بحت کا عاشق صادق ہے وہ رُستگار ہے اور جو اِس راہ سے نابلد ہے وہ مہجور اور قید وہم میں گرفتار ہے **بھکتی کسے کہتے ہیں** بے وہم ہو کر ذرّے ذرّے میں نورِ ذات کو جلوہ گر دیکھنا۔ **وہم کے کیا معنی ہین**۔ اپنی ہستی کو ذات سے جُدا ماننا۔ **عارف کون ہے** وہ شخص جو حق کو تسلیم کرکے آزاد ہے نہ کہ وہ جو باطل میں گرفتار ہے اور ساتھ ہی کہتا ہے کہ میں عارف ہوں۔ اعتقادِ راسخ سے غور

کرنے پر تجھے تصدیق ہو جائیگا کہ یہ عالم دلبستگی کے قابل نہیں ہے۔ ایسا ثابت ہوگا کہ کوئی خواب میں خواب دیکھہ رہا ہے یا کہ سراب میں آب کی جھلک نظر آتی ہے۔ جبکہ صورت حال یہ ہے تو پھر انسان کس عقل و دانش سے اسکو سچا جانتا ہے۔ تمام بزرگوں کا اتفاق رائے ہے۔ کہ پرماتما میں دل لگانا اور عالم سے بے رُخ اور بے خبر ہو جانا واجب ہے **دلبستگی** کے معنی یہ نہیں ہیں کہ بشر صورت میں آشُفتہ رہے بلکہ حق میں واصل ہو جاوے اور کشاکش این و آن سے رہائی پاوے **عاشق صادق** ذات میں ایسے وصل ہو جاتا ہے جیسے قطرہ دریا میں گم ہو جاتا ہے اور پھر اُس کا نشان نہیں ملتا۔ اے میترے گوش ہوش سے سُن لے کہ جن لوگوں کا اعتقاد باطل پر جم جاتا ہے یعنی جو اس وجود بے بود کو اپنی ہستی مان لیتے ہیں اُن کا دوزخ سے نکلنا امر محال ہے۔ **دوزخ کیا ہے**۔ یہی پندار جسد ہے جسم انسان۔ خون و ریم۔ گوشت و پوست اور اُستخوان سے بنا ہوا خانہ چرک ہے۔ جبکی دلبستگی ایسے خانہ چرک سے ہو گئی وہی دوزخی کہلاتا ہے۔ اے میترے تو اپنی خواہش سے چاہِ عمیق میں گر پڑا ہے۔ اب کس کی مجال ہے کہ تجھے ایسے چاہ سے جس میں تو اپنی مرضی سے گرا ہے نکال سکے۔ تو قالب فنا پذیر کی دوستی کا دم نہ بھر اور ظاہر پرستی چھوڑ دے تاکہ تجھے دوزخ سے نجات ملے۔ میترے جی نے سوال کیا اے مُرشد ظاہر پرست کس کو کہتے ہیں اور باطن پرست کون ہے۔ ان دونوں مراتب کو بیان کیجیے۔ پراشر جی نے

فرمایا۔ کہ ظاہر پرست وہ ہے۔ جسکی نظر صرف اپنے جسم پر ہے اور باطن پرست
وہ ہے جسکی دوستی تمام موجودات سے ہے یعنی جو کُل عالم کو اپنا جسم سمجھہ کر دوستی
کی نظر سے دیکھتا ہے۔ اب تو اِن دونوں مراتب سے نظر اوٹھالے۔ میترے جی بولے
باب اوّل میں آپ نے بیان فرمایا تھا۔ کہ سب شری وشنو ہی۔ پس میں کہاں رہا۔ پیدائش
اور فنا کا وہم مجھے بہت تکلیف دیتا ہے اور خوف دلاتا ہے۔ برائے مہربانی اس سے
نجات دلائیے۔ پراشر جی نے ارشاد کیا قالب بے مدار کی دوستی چھوڑ دے کہ یہی
آواگون یعنی تناسخ کا باعث ہے۔ جب تجھکو اس سے ویراگ حاصل ہوگا۔ تو آسودگی نصیب
ہوگی۔ میترے جی بولے بیان فرمائیے کہ ویراگ کیا ہے اور راگ کسکو کہتے ہیں۔ پراشر جی
یوں لب کشا ہوئے کہ **ویراگ** یہ ہے کہ تو دل سے یقین کرلے کہ یہ تمام عالم ہیچ و پیچ
اور سراب کا سا دھوکا ہے **راگ** یہ ہے کہ شری بھگوان کے سوائے اور کچھہ نہیں ہے
یعنی ذات ہی ذات ہے ماسوا نہیں ہے۔ حاصل کلام یہ ہے کہ تجھے شریر یعنی جسم کی
دوستی سے قطع نظر کرکے شری گوبند کی یاد میں مشغول رہنا واجب ہے۔ یہ سُنکر میترے
جی نے پراشر جی پر اپنی حالت کو اس طرح ظاہر کیا کہ میں ویراگ کے بغیر ویراگی ہوا ہوں
اور اس کے ثبوت میں کہا کہ میرا جسم تو آپ کے سامنے موجود ہے۔ مگر میں نہ معلوم
کہاں کہاں جگہ لگا رہا ہوں۔ چیت چیتن کہلاتا ہے اور جہاں جہاں وہ دوڑتا ہے۔ چیتا

اُسکے ہمراہ جاتی ہے۔ لیکن کسی شے سے اُس کا تعلق اور لگاؤ نہیں ہوتا۔ اگر گوبند کا
بھجن کرنے بیٹھتا ہوں تو وہ جسم سے غافل ہو کر ہزار طرف پرواز کرتا ہے۔ سمجھ میں نہیں آتا
کہ چِت کیا چیز ہے۔ نہ تو تن سے اُس کا کوئی لگاؤ ہے۔ نہ بھگوان سے کوئی سمبندھ۔ وہ
ایسا بے تعلق دوست ہے کہ تن کی پرورش میں مصروف رہتا ہے اور ذراسی تکلیف سے
درد شریک ہو کر ہائے ہائے کرنے لگتا ہے تعجب تو یہ ہے کہ تمام عالم اُس سے معمور ہے مگر
وہ تمام عالم سے بے تعلّق ہے۔ اِس چِت کی کیفیت پر غور کرنے سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ
میرا جسم ہمیشہ سے ہے اور میں چِت کی مانند اُس سے بے لگاؤ ہوں۔ جیسے خلا کوزے کے
اندر بھی ہے اور باہر بھی لیکن کوزے سے اوسکی آمیزش نہیں۔ اِسیطرح میں بھی جسم کے اندر اور
باہر ہوں لیکن اُس سے میرا کوئی تعلق نہیں۔ کوزہ ٹوٹ جائے تو خلا بے اثر رہتا ہے ویسے
ہی اگر جسم گر جائے تو جان کا نقصان یا زوال نہیں ہوتا کہ وہ قدیم ہے اور ہمیشہ ایک حال
پر ہے۔ میری سمجھ میں تو راگ ویراگ اور آتم نِروان کا یہی مطلب ہے اگر اور کچھ ہے اور اُسکے سمجھنے
میں میری غلطی ہے تو آپ اِسکو رفع کر دیجئے اور آتم نِرنے کو سُنائیے۔ پراشر جی بولے جو کچھ تو کہتا
ہے راست اور عینِ حق ہے لیکن آتم نرنے وہ ہے جو پر بھگتی یعنی عشق صادق کے ساتھ کیا جاوے
بغیر بھگتی کے گیان ایک درخت بے برگ و بار کے مانند ہے۔ بھگتی بجائے خود بھگوت روپ ہے
اب مجھسے اِس امر کی تصدیق میں جڑ بھرت کی حکایت سُن۔

حکایت جڑ بھرت

پہلے جنم میں جڑ بھرت جمنا کے کنارے بیٹھا ہوا ریاضت کرتا تھا اور دن رات یادِ الٰہی میں مستغرق رہتا تھا اتفاق سے اِس جنگل میں ایک روز شیر کا گذر ہوا۔ ہرن شیر کے ڈر سے بھاگنے لگے۔ ایک ہرنی کے پیٹ سے ایک نر بچّہ پیدا ہوا اُس مقام کے قریب جہاں جڑ بھرت بیٹھا ہوا ریاضت کرتا تھا۔ چونکہ وہ بچّہ نہایت ضعیف تھا حرکت نہیں کرسکتا تھا جب جڑ بھرت اپنے دھیان سے فارغ ہوا۔ اور اُس نے آنکھ کھولی تو دیکھا کہ ایک ہرن کا بچّہ اُس جگہہ پڑا ہوا ہے۔ اُسکی رعنائی پر فریفتہ ہوگیا اور وہ اُسکو اُٹھا کر بغل میں لے آیا بعد ازاں اُسکو آہو بچّہ سے اسقدر محبت ہوگئی۔ کہ وہ اپنا سارا وقت اُسکی پرورش میں صرف کرنے لگا۔ حتیٰ کہ اُسکی ریاضت میں خلل واقع ہونے لگا۔ ایک روز کسی ضرورت سے جڑ بھرت اپنے مقام سے دُور چلا گیا۔ اُس ہرن کے بچّہ نے فرصت کو غنیمت جانا اور وہ جنگل میں بھاگ گیا۔ جب جڑ بھرت اپنی جگہہ پر واپس آیا۔ تو اُس نے دیکھا کہ ہرن کا بچّہ وہاں نہیں ہے۔ دل میں افسوس کرنے لگا کہ ایک نہایت خوبصورت بچّہ ہاتھ لگا تھا نہ معلوم کہاں چلا گیا۔ اب اُسکے بغیر میری زندگی کیسے گذریگی۔ اِسی خیال میں فی الفور اُسکی روح جسم سے پرواز کرگئی اور اُس نے ہرن کے قالب میں جنم لیا اور وہ جنگلوں میں پھرنے لگا۔ چونکہ دھیان یعنی شغل اور گیان یعنی علم

معرفت کا تخم اُسکے دِل کی سرزمین میں بویا جا چکا تھا اور اب تک زوال پذیر نہوا تھا ایک دِن
اُسکے قلب پر یہ انکشاف ہوا کہ میں پہلے جنم میں ایک مُرتاض تھا اور یادِ الٰہی سے کبھی غافل نہیں
ہوتا تھا۔ اب جو میری یہ حالت ہو گئی ہے۔ اور میں نے ہرن کا جنم پایا ہے۔ اور میں جنگلوں میں
پھرتا ہوں اور اصل حقیقت کی شناخت سے محروم ہوں۔ اسکی وجہ بجز اسکے اور کچھہ نہیں ہے
کہ میں نے اُس آہو بچہ سے محبت اختیار کی تھی پس مجھے لازم ہے کہ میں اِس دُنیا کی موجودات
میں سے کسی شے کے ساتھہ آئندہ محبت نکروں جب یہ خیال اُسکے دل میں گذرا تو وہ تخم معرفت
سرسبز ہو گیا۔ اور اُس نے ارادہ کر لیا کہ اِس قالب کو ترک کر دینا چاہئے۔ چنانچہ وہ جمنا جی کی
طرف روانہ ہوا۔ اُسکے کنارے پر پہونچکر دیکھا کہ ایک برہمن نہا دھو کر ٹھاکر جی کی پوجا میں مصروف
ہے اور یہ دیکھتے دیکھتے اُس نے اپنے جسم کو گرا دیا اور برہمنوں کے گھر آنکر جنم لیا۔ جب دو تین
سال کا ہو گیا۔ تو اُسکے ماں اور باپ اور بھائی بہت کوشش کرتے رہے کہ یہ زبان سے بولنا
سیکھے۔ مگر اُسکی زبان سے ایک لفظ بھی نہیں نکلتا تھا۔ وہ نو دس سال کی عمر تک اِسی طرح
خاموش رہا۔ باپ نے خیال کیا کہ یہ بچہ کم عقل اور گونگا ہے۔ اگر باپ اُسکو کوئی کام کرنے کے
لئے کہتا تھا۔ تو جڑ بھرت اُسکے کہنے کو خیال میں نہ لاتا تھا اور ہمیشہ اپنے رنگ میں مست رہتا
تھا۔ جب بھائیوں نے دیکھا کہ جڑ بھرت بالکل بیکار ہے اور کچھہ کام نہیں کرتا ہے۔ تو وہ اُسکو
ایک دِن سیر اور تماشے کے بہانے سے اپنے ہمراہ جنگل میں لے گئے۔ اُنکی کوئی زمین تھی

جسکو وہ سیراب کرنا چاہتے تھے - اور جو بند اُسکے گرد پانی کے روکنے کے لیئے لگا ہوا تھا وہ ٹوٹ گیا تھا- ہر چند کوشش کرتے تھے کہ پانی رُکے مگر پانی نکل ہی جاتا تھا- اُنھوں نے باہم مشورہ کیا کہ جڑبھرت بالکل نکمّا ہے- اِسکو بند میں چُن دو- چنانچہ اُسکے اوپر اور نیچے بہت سی مٹی ڈالدی گئی- اور اُسکے بھائی اِس کام کو سرانجام دیکر اپنے گھر چلے آئے- جڑبھرت سے دل میں یہ خیال تک بھی نہ گذرا کہ میں کس حالت میں ہوں- اُس کی دونوں آنکھیں کھُلی تھیں اور وہ خوش و خرّم تمام صحرا کا نظارہ کر رہا تھا- اب سُننئے اُس مُلک کے والی کا یہ دستور تھا کہ وہ ایک آدمی کا بلدان (قربانی) دیوی بھوانی کی درگاہ میں ہر سال چڑھایا کرتا تھا- ایک اجنبی آدمی کی تلاش تھی- جو دستیاب نہوتا تھا- راجہ شکار کرتا ہوا اتفاق سے اُس طرف آنکلا تو اوسنے کیا دیکھا- کہ ایک قوی ہیکل شخص بند میں خاک کے نیچے دبا ہوا ہے- اُس نے جڑبھرت کو بند سے نکلوایا- اور پوچھا کہ تو کون ہے- جڑبھرت نے کچھہ جواب ندیا- تب اُسکے دونوں ہاتھہ باندھے گئے اور وہ بھوانی کی درگاہ میں قربانی کی نظر سے لایا گیا- راجہ چاہتا تھا کہ شمشیر سے اُس کا سر اوڑا دے کہ اتنے میں غیب سے آواز آئی اور دیوی پرتکیش ہوگئی- یعنی متشکل ہوکر ظاہر ہوئی- اور راجہ سے کہنے لگی خبردار اِسکو نہ مارنا- اے نادان تو جو اِس شخص کو قربانی کے واسطے لایا ہے- تجھے یہ بھی معلوم ہے کہ یہ کون ہے یہ وہ ہے جو چاہے تو مجھے اور تجھے دونوں کو فنا کردے- راجہ نے جڑبھرت کو چھوڑ دیا اور جڑبھرت وہاں سے چلکر جنگل میں پہونچا

راستے میں اُس نے دیکھا کہ کوئی راجہ سانکھہ شاستر حاصل کرنے کے لئے کپل مُنی جی کے پاس
جا رہا ہے۔ اور اُس کی پالکی کے کہار تھک گئے ہیں۔ راجہ نے دیکھا کہ ایک ہٹا کٹا آدمی آہستے
راستے چلا جا رہا ہے اُسکو پکڑوا منگایا۔ وامدیو کو بھی جو اسی جنگل میں تھا اُسکے ملازم پکڑ کر لے
آئے اور اونہوں نے اِن دونوں کو پالکی میں لگا دیا۔ وہ دونوں پالکی اوٹھا کر لے چلے مگر اُنکو
اپنے وجود کا بالکل ہوش نہ تھا۔ ہر چند راجہ تاکید کرتا تھا کہ تیز رفتار سے چلو۔ اُنکے بھاونیں
نہوتا تھا۔ کبھی چلتے تھے کبھی ٹھہیر جاتے تھے۔ راجہ اس کیفیت کو دیکھکر حیرت کرنے لگا۔
جسقدر جبر و تعدّی وہ خود اور اوسکے کہار اُن پر کرتے تھے اُن کے چہرے پر ملال نہ آتا تھا
یہہ دیکھکر راجہ کے دِل میں آیا کہ اِن سے پوچھوں تم کون ہو۔ چنانچہ وہ پالکی سے اُترا۔ مگر
اُن کی صورت دیکھتے ہی راج اور پالکی کا غرور اُسکے دِل سے جاتا رہا اور وہ ہاتھ جوڑ کر عذر کرنے
لگا کہ میں نے جان لیا آپ سنت ہیں۔ مجُھسے بڑا قصور ہوا کہ میں نے آپ کو تکلیف دی۔ اب
آپ میرا گناہ معاف فرمائیں۔ جڑبھرت بولا تو کس سے اور کس قصور کی معافی چاہتا ہے۔ تیرا
یہ خیال ہے کہ ہمارے دوش پر پالکی رکھنے کا گناہ تجھسے سرزد ہوا ہے۔ مگر یہ تیرا وہم ہے
پالکی کا بوجھ کندھوں پر پڑا اور کندھوں کا بوجھ کمر پر۔ اور کمر کا بوجھ رانوں پر۔ رانوں کا بوجھ
پاؤں پر۔ اور پاؤں کا بوجھ زمین پر۔ پس تو زمین سے جا کر اپنا قصور بخشوا۔ اے راجہ تو نے
اپنے دل میں اس خیال خام کو جگہہ دی ہے کہ میں پالکی میں سوار ہوں۔ اب دیکھہ اور سمجھہ کہ

پالکی لکڑی سے بنی ہے اور لکڑی درخت سے آئی ہے۔ تجھے شرم آنی چاہئے۔ کہ درخت
پر سوار ہو کر تو اتنا ابھمان کرتا ہے اور اپنے آپ کو پالکی پر سوار سمجھتا ہے۔ راجہ بولا اے
جڑ بھرت میرا دیہہ ابھمان یعنی پندارِ وجود کیونکر رفع ہو۔ جڑ بھرت بولا تیرا پندارِ وجود
اِس طرح دُور ہو سکتا ہے کہ تو یہ سمجھ لے کہ جیسے تو پالکی میں بیٹھا ہے اور پالکی تجھسے جُدا ہے
اِسی طرح تو قالب میں بیٹھا ہے اور تو قالب سے جُدا ہے۔ راجہ بولا کہ جب میں سب سے جُدا
ہوں تو کون ہوں اور کیا ہوں۔ جڑ بھرت نے جواب دیا کہ تو وہ ہے جو سوال کرتا ہے کہ
میں کون ہوں اور کیا ہوں۔ راجہ چُپ ہو گیا اور حیرت میں پڑ گیا۔ جڑ بھرت بولا اے
سادہ لوح میں تجھے رکھب دیو اور مداک کی حکایت سناتا ہوں تو اوسکو سُن اور سمجھ۔

حکایت رکھب دیو

ایک دن رکھب دیو سپر برھما داک سے ملاقات کرنے کے لئے اپنے مقام سے
اُٹھ کر اُسکے مقام پر گیا۔ عرصہ دراز سے مداک رکھب دیو کا مُرید تھا۔ اُسکو آتا دیکھکر وہ اپنی جگہہ
سے تعظیم کے لئے اُٹھا۔ اور اُس نے قواعد شاستر کے بموجب تعظیم و تکریم بجا لا کر رکھب دیو کو
اعلیٰ مقام پر بیٹھایا اور عرض کرنے لگا۔ اے مہاراج کچھہ کھانا تناول فرمائیے۔ رکھب دیو
جی بولے میرا جی چاہتا ہے کچھہ میٹھی چیز کھاوں۔ مداک نے اپنی بیوی سے کہا کہ چاروں

قسم کا کھانا پکا کر حاضر کرے جب رکھب دیو طعام سے فارغ ہوئے تو مداک نے ادب
سے ہاتھ جوڑ کر سوال کیا - اے مرشد آپ نے سیر ہو کر کھانا کھایا - رکھب دیو بولے - اے
راجہ بھوک نے کھانا کھایا اور سیر ہو گئی - مجھ میں بھوک اور سیری کہاں ہے - غور کر کہ
بھوک کیا چیز ہے - جب عنصر آتش کھانے کی خواہش کرتا ہے - تو عنصر خاک گرمی کی غذا
پہونچا دیتا ہے - جب آگ کو خوراک ملتی ہی تو وہ سیر ہو جاتی ہے یہ سب شریر کا دھرم یعنی جسم کا
خاصہ ہے - بھوک سے میرا کیا تعلق ہے - مداک نے سوال کیا کہ آپ کہاں سے آئے ہیں
اور کہاں جائیں گے رکھب دیو نے کہا کہ میں آسمان کی طرح محیط ہوں - مجھ میں کہیں سے آنا
اور کہیں جانا نہیں ہے - کہ ایک آتما یعنی ذات تمام عالم میں معمور ہے - میں زیست و مرگ
سے آزاد ہوں - تو اور سب کچھ میری نظر میں نیست ہیں - ایک میں ہی ہوں - دوسرا کوئی
نہیں ہے - اے راجہ سمتا کی سادھنا یعنی مساوات کی تسلیم نجات کی صورت ہے - جڑ بھرت
راجہ سے کہنے لگا - کہ جو کچھ رکھب دیو کی نظر میں سمایا ہوا تھا وہ مداک سے کہتا تھا اور وہی
حق ہے - اُس نے مداک کو یہ تلقین کی کہ تمام موجودات میں ایک پرش یعنی ذات کو مان لے
اگر کوئی پوچھے کہ وہ پرش کیا ہے اور میں کون ہوں تو سمجھ لے کہ وہ محیط تو ہے - یہ کہکر
رکھب دیو اپنے مقام پر واپس گئے - مدتوں تک جنگلوں میں رہکر پھر ایک دن وہاں چلے
آئے اور شہر سے کچھ فاصلے پر جا ٹکے - مداک کو خبر ملی کہ رکھب دیو آئے ہیں - جلدی سے

اُن کی خدمت میں حاضر ہو کر اُس نے عرض کی کہ شہر میں تشریف لے چلیئے۔ رکھب دیو
نے فرمایا کہ میں نے کبھی شہر نہیں دیکھا راجہ اور رعیت کو میں نہیں جانتا تم مجھے دکھا دو تو
میں چلوں۔ مداک بولا کہ میں راجہ ہوں اور یہ میرا شہر ہے۔ اور یہ میری رعیّت ہے
بڑے بڑے ہاتھی میری سواری میں ہیں۔ لیکن میری خواہش یہ ہے کہ میں رُستگار ہو جاؤں
رکھب دیو نے کہا کہ یہ تمام سامان۔ فیل۔ اسپ۔ راج اور رعیّت اُسوقت تک ہیں جب تک
آنکھیں کھلی ہیں جب آنکھیں بند ہو گئیں تو ان کا ہونا اور نہ ہونا مساوی ہے۔ مداک بولا سب
لوگ جانتے ہیں کہ میں ہاتھی پر سوار ہوں اور ہاتھی زیر سواری ہے۔ رکھب دیو نے کہا کہ مجھے
بالا اور پایئں نظر نہیں آتا۔ اِتنی بات سُنکر مداک ہاتھی سے اُتر آیا اور رکھب دیو کے قدموں
پر جا گرا اور بولا کہ آپ مُرشد ہیں۔ آپ کی نظر میں تو کوئی تفاوت نہیں ہے۔ مگر میری نظر میں
لاعلمی کی وجہ سے یہ سب تفاوت موجود ہے۔ ایسا علاج بتایئے کہ جس سے میں ذات کی
شناخت کر سکوں رکھب دیو نے فرمایا کہ میں گرو بنکر تجھے اُپدیش کرنے نہیں آیا ہوں کہ تو میرے
ساتھ دوستی پیدا کرے اور میری صحبت اختیار کرے جس سے تیرا قلب صفا پذیر ہو اُپدیش اتنا ہی
ہے کہ تمام موجودات میں ذات واحد کو محیط اور نور افگن جان لے یہ کہکر رکھب دیو اپنے مقام کو
چلے گئے۔ اور اُنکی تلقین سے مداک کی رسائی اودویت پد یعنی منزل توحید تک ہو گئی۔ اور وہ
جملہ انسانات اور حیوانات کو اِس نظر سے دیکھنے لگا کہ یہ سب میرا روپ ہیں اور میں واحد یگانہ ہوں اور اِن

سب روپوں کا سروپ ہوں۔

حکایت جڑ بھرت

جب نوبتِ کلام یہاں تک پہونچی تو جڑ بھرت نے راجہ سے کہا کہ تو یہی جان لے کہ آتما کے سوا اور کچھ نہیں ہے۔ جو نکتہ داں ہے وہ سمجھ لیتا ہے۔ کہ کل موجوداتِ عالم کے باطن میں ذاتِ واحد جلوہ گر ہے اور گو بظاہر مختلف اشکال اُسکو نظر آتی ہیں۔ تاہم ایک ہستی کو غیر منقسمہ مانتا ہے۔ یعنی وہی موجود ہے اور اُسکے سوا کوئی دوسرا نہیں ہے۔ اگرچہ پانی میں مختلف نقوش پیدا ہوتے ہیں۔ مثلاً موج۔ گرداب حباب وغیرہ لیکن اہل دانش کا یقینِ کامل ہے کہ وہ سب پانی کے سوا اور کچھ نہیں ہیں۔ اِسی طرح سب نام و روپ یعنی اِسم و صفت جو دیکھنے اور سُننے میں آتے ہیں اُنکی اصل وہی ایک آتما ہے۔ تیری نظر میں اِسوجہ سے تفاوت واقع ہو رہا ہے کہ تیرے علم میں اشیاء کی ہستی جُدا جُدا ہے۔ پس تو اِس علم کو اپنے صفحۂ خاطر سے مٹا دے اور جان لے کہ آتما ایک ہی ہے اور چیونٹی سے لیکر برہما تک تمام موجودات اُس کا ظہور ہے۔ اور وہ کون ہے۔ وہ ہی میں ہوں۔ وہی تو ہے۔ اور وہی یہ سارا عالم ہے۔ مجھکو ذات مطلق و واحد جان لے۔ اپنے دل سے وہم کثرت کو دُور کر دے اور اِس خیال کو تصدیق کر کے دِل میں جگہہ دے۔ کہ آتما خلا کی مانند محیط اور بسیط ہے جس کسی کو یہ علم حاصل ہو جاتا ہے وہ بیشک اپنے سروپ یعنی اصل حقیقت تک

پہنچ جاتا ہے۔ جڑبھرت نے راجہ کو یہ اُپدیش کر کے اُسکے دلکی مُراد پوری کی اور اُسکو
وصل ذات کر دیا۔ چنانچہ راجہ پالکی چھوڑکر جنگل میں چلا گیا اور اودہوت ہو گیا اور تمام
تعلقات سے آزاد ہوکر زندگی بسر کرنے لگا۔ تب جڑبھرت مثل سابق سُنّم بُکّم ہوکر گھر پہونچا
اُسکے بھائیوں نے اُس کی خوب گت بنائی۔ لیکن اُسکے دل پر ملال نہ آیا۔ جب اُسکے باپ
نے دیکھا کہ وہ ناحق جڑبھرت کو ایذا پہونچاتے ہیں تو یوں کہنے لگا کہ اگرچہ یہ نادان ہی لیکن
بیٹا تو میرا ہی ہے۔ تم اِسکو کیوں تکلیف دیتے ہو۔ اُسکے بھائی بولے کہ یہ سنگ اور آہن کیطرح
محض بیکار ہے۔ اِسکو تنبیہ کرنا لازم ہے۔ باپ بولا کہ اِسکو مارنا مناسب نہیں ہے۔ چنانچہ وہ
اپنی جگہہ سے اوٹھا اور جڑبھرت کو ہاتھہ پکڑکر اپنے پاس لے آیا۔ اور اُسکے سر پر دستِ شفقت
پھیر کر پوچھنے لگا۔ اے پسر تو کسلئے نہیں بولتا۔ کیا تُجھے موت کا خوف ہے۔ تیری حالت دیکھکر
میرے دل میں یہ خیال آتا ہے کہ تو یوگی ہے۔ کیونکہ یوگی وہی ہے۔ جو دُکھہ سُکھہ میں سمان یعنی رنج
و راحت میں ایک حالت پر قایم رہتا ہے مجھے بتلا کہ میں اِس بحرِ ناپیداکنار سے کِس طرح پار ہو جاؤں
جب میں مرجاؤنگا تو تم گیاجی میں جاکر میرا پنڈ دوگے یا نہیں۔ جڑبھرت نے کچھہ جواب نہ دیا۔
اسی اثناء میں راجہ کی پالکی کے کہاروں نے آکر کہا کہ تیرے بیٹے نے ہمارے راجہ کو ایک
آن میں رُستگار کر دیا۔ اور وہ اودہوت ہوکر جنگل میں چلا گیا۔ برہمن (باپ) نے جڑبھرت
سے پوچھا کہ مجھے رُستگاری کیونکر حاصل ہو سکتی ہے۔ جڑبھرت نے دیکھا۔ کہ اب کلام کرنا لابدی

ہوا۔ وہ ہنسا اور باپ نے جان لیا کہ نادان نہیں ہے بلکہ ہوشیار ہے۔ پھر جڑبھرت رونے
لگا۔ باپ نے پوچھا کہ اِس ہنسنے اور رونے کے کیا معنی ہیں جڑبھرت نے جواب دیا۔ میں
اِسلئے رویا کہ دانائی سے مجھے کچھہ حاصل نہوا۔ میں نے بہت سا ویدا ور شاستر پڑھا اور میں پنڈت
ہوگیا لیکن میں اصل حقیقت سے بے خبر رہا۔ مجھے ہنسی یوں آئی کہ بااین ہمہ نقشِ دوئی میرے
صفحۂ خاطر سے نہ مِٹا۔ اے پدر تجھے میرے رونے اور ہنسنے سے کیا مطلب۔ باپ بولا مطلب
یہی ہے کہ ترشنا یعنی خواہش دُور ہوجاوے۔ جڑبھرت نے کہا یوگ کرا ور پرانا یام کرتا رہ
تاکہ ترشنا ہٹ جاوے عشقِ صادق کے ساتھہ نَفس پر نظر رکھنے سے خواہشات دُور
ہوجاتی ہیں۔ لیکن یہ جان لے کہ ایک **آتم یوگ** یعنی عشق حقیقی ہے اور دوسرا **اناتم یوگ**
یعنی عشق مجازی ہے پس تو عشقِ حقیقی کا طالب ہو۔ باپ بولا کہ مجھسے دونوں یوگ کی تشریح
بیان کر جڑبھرت نے کہا اگر تو شریر کی سادہنا کرے گا یعنی جسم پر نظر رکھکر شاغل ہوگا تو تجھے
پرمارتھہ یعنی اصل حقیقت کا علم حاصل نہوگا۔ ایسا اناتم یوگ فکرِ باطل ہے کیونکہ جسم اور اُسکے فعل
دونوں باطل ہیں۔ اور باطل سے جو فعل سرزد ہوتا ہے وہ حق نہیں ہو سکتا۔ اِس یوگ سے
بجز اسکے اور کچھ تجھے حاصل نہو گا کہ تیرا جسم دیر تک قائم رہیگا۔ لیکن جسم کے قایم رکھنے سے
کیا مطلب برآری ہو سکتی ہے۔ مجھکو اپنے پہلے جسموں سے بخوبی واقفیت ہے۔ یعنی مجھکو اپنے
پہلے جنموں کا حال بخوبی یاد ہے۔ لیکن اس سے مجھے کچھہ حاصل نہوا۔ تو اس قسم کا یوگ نہ کر

بلکہ سوائے آتما کے جو تمام موجودات میں محیط ہے اور کسی کو نہ دیکھہ اور جان لے کہ وہ
کیسی ہے۔ وہ آتما خبیر اور علیم ہے۔ اندر اور باہر یکساں ہے۔ پس تو اِس اندر اور باہر کے
تفاوت کو نظر انداز کر کے اصلِ حقیقت میں پیوست ہو جا۔ اے پدر نیک و بد کے فرق سے
اپنی نظر ہٹالے کہ آتما ابھید یعنی دوئی سے مبرّا ہے۔ برہمن بولا کہ میں پاپی ہوں۔ یوگی
کیسے ہو جاؤں۔ جڑ بھرت نے کہا کہ نہ تو پہلے تھا نہ اب ہے اور نہ آئندہ ہوگا۔ شری
گوبند ہی گوبند ہے۔ پس تو آپ کو کس طرح نیک و بد قرار دیتا ہے۔ تیرے آغاز اور انجام سے
کوئی واقف نہیں ہے۔ برہمن بولا میں آپ کو پاپی اس وجہ سے قرار دیتا ہوں کہ میں جیو ہوں
جڑ بھرت نے اُپدیش کیا کہ فی الواقع تو جیو ہے۔ اور اتیت پد تیرے ہی واسطے ہے۔ لیکن یہ
بتا کہ جب تو جیو ہے اور جیو سے شریر یعنی جسم پیدا ہوا ہے۔ تو تیرا ورن اور آشرم کیا ہے؟ برہمن
بولا کہ جیو میں وَرن اور آشرم کیا بتاؤں۔ جڑ بھرت نے کہا کہ جب جیو میں وَرن اور آشرم نہیں
ہے۔ تو پاپ اور پن یعنی عذاب و ثواب کہاں ہیں جسوقت تک تو نے یہ خیال کیا ہوا ہے
کہ میں وَرن اور آشرم رکھتا ہوں پاپ اور پن یعنی عذاب و ثواب تیرے یقین میں موجود
ہیں۔ لیکن جب تو نے وَرن اور آشرم کو باطل سمجھ لیا۔ دہرم اور ادہرم دونوں معدوم ہیں
برہمن نے اعتراض کیا کہ اگر وَرن اور آشرم باطل ہے تو یہ سارے نیک و بد افعال جو جسم
سے وقوع میں آتے ہیں اونکی سزا انسان کو کیوں ملتی ہے۔ جڑ بھرت نے جواب دیا کہ

افعالِ نیک و بد جسم سے ظہور میں آتے ہیں اور جسم آگ میں جلا دیا جاتا ہے۔ اسکے لئے
اِس سے زیادہ اور کیا سزا ہو سکتی ہے لیکن آتما یعنی ذات ورن اور آشرم سے بالا تر ہے
پس نیکی و بدی سے کیا خوف ہووا جب ہے کہ تو ہمیشہ خوش و خرّم رہے باپ نے کہا
میں کیسے خوش و خُرّم رہ سکتا ہوں۔ کہ ہمیشہ یگ یعنی ریاضت کرتا ہوں اور تو کہتا ہی کہ ریاضت
ہا سیچ ہی۔ جڑ بھرت بولا۔ اوّل یہ جان لینا چاہیئے کہ یگ کا کرنیوالا کون ہے۔ بعد ازاں
یگ کرنا چاہیئے۔ برہمن بولا کہ میں یگ کرتا ہوں۔ جڑ بھرت نے پوچھا کہ تو کون ہے۔ شریر
یا جیو۔ برہمن نے جواب دیا میرا یقین ہے کہ میں برہمن ہوں۔ جڑ بھرت بولا کہ جب جیو میں
وَرن اور آشرم نہیں ہیں اور جیو سے شریر کی اُتپتی یعنی پیدایش ہے۔ تو پھر ورن اور آشرم
شریر میں کہاں سے آسکتے ہیں اور تو کیسے کہتا ہے کہ میں برہمن ہوں۔ نیکی و بدی کی خواہش
کو چھوڑ کر شری گوبند کا بھجن کرتا رہ اور چنتا یعنی واہمات سے نجات حاصل کر۔ لیکن چنتا
اُسوقت دُور ہوگی جب تو یہ جان لیگا کہ میں شریر نہیں ہوں بلکہ شری گوبند ہے۔ جب
شری گوبند ہے تو تو بھی شری گوبند ہے اور میں بھی شری گوبند ہوں کہ شری گوبند میں
بھید یعنی دوئی نہیں ہے۔ یعنی جیو شری گوبند ہی اے باپ اب مجھے بتلا کہ گیا جی میں تیرا پنڈ
دینے کون جاوے۔ میں تیرا ایسا بیٹا نہیں ہوں کہ تیرا شریر چھوٹ جائے اور میں پھر تجھے
آواگون یعنی حیات و ممات میں پھنساؤں۔ تو کُل موجودات میں محیط اور بسیط ہے۔ میرا کہنا

یہ ہے کہ تو پِتر لوک یعنی عالمِ گذشتگان میں نہ جا۔ کیونکہ وہاں جانے پر تجھے لوٹ کر آنا پڑیگا
اور تو آوا گون میں رہیگا۔ جب تیرا شریر نہیں ہے تو پنڈ سے کیا مطلب۔ برہمن حیرت میں
ہوگیا اور کہنے لگا۔ اے پسر میں تو خیال کرتا تھا تو بالکل نادان ہے۔ اب میں جانتا ہوں کہ تو
عین دانا ہے۔ لیکن پنڈ کو ناش نہ کر یعنی پنڈ دینے کے طریقے کو نہ مٹا۔ ورنہ میں پریت
ہو جاؤنگا۔ یعنی ذات سے دُور اُفتادہ اور نجات سے محروم رہجاؤنگا۔ میں نے گرہست آشرم
اِسواسطے اختیار کیا تھا کہ میری اولاد تیری جیسی ہوتا کہ جب میرا شریر گر جائے۔ تو مجھے
مکتی دلاوے۔ جڑبھرت نے کہا اے پدر میں تیرا ایسا بیٹا نہیں ہوں کہ تجھے پریت یا پِتر
بناؤں۔ اگر تو میری بات کو گوشِ ہوش سے سُنے گا ایک لحظہ میں مکت ہو جاویگا۔ اور اپنے سروپ
میں لین یعنی واصلِ ذات ہو جاویگا۔ پریت اور پِتر نہ بنے گا۔ لفظ پریت کے معنی ہیں دُور
اُفتادہ پس پریت ہونا یہی ہے کہ جسم سے نظر دُور ہو جاوے۔ اے پدر میں تجھکو شریر
سے پریت کر کے یعنی جسم سے دُور کر کے سچدانند یعنی ذاتِ حق میں واصل کراتا ہوں۔ برہمن بولا
کہ تو خود بھرشٹ ہے اور چاہتا ہے کہ میں بھی بھرشٹ ہو جاوں۔ آخر تو میرا لڑکا ہے اور میں
تجھسے بڑا ہوں۔ تیری بات میرے دِل میں جگہ نہیں پاتی میں جانتا ہوں کہ کرم پردھان
ہے یعنی عمل لازمی ہے۔ جڑبھرت بولا تو سچ کہتا ہے کہ میں بھرشٹ ہوں۔ مگر بھرشٹ اِسلئے
ہوں کہ میں نام اور روپ کی قید میں نہیں ہوں۔ اگر تیری تمنا ہے کہ نام اور روپ کی قید سے

آزادی ملے تو بھرشٹ ہوجا۔ باپ بولا کہ اِس سے پیشتر تو پتھر کی طرح خاموش کیوں تھا
مجھسے بات کیوں نہیں کرتا تھا۔ جڑبھرت بولا اِسکی وجہ یہ ہے کہ میں نے بہت سے جنم لئے
اور بہت سی عقل حاصل کی لیکن جب میں نے دیکھا کہ اِن وسائل سے مجھے کچھہ حاصل نہوا تو
آخرکار خاموشی اختیار کی۔

اگر تیرے دلمیں یہ خیال ہے۔ کہ میں محض نادان ہوں تو اپنے دوسرے لڑکوں
سے کہہ کہ وہ مجھسے بحث کریں۔ مجھے معلوم نہیں ہے کہ میں جڑبھرت ہوں اور تو میرا باپ
ہے۔ میرے علم میں سب سچدآنند ہے۔ باپ بولا کہ وہ علاج بتا جس سے موت کا خوف جاتا
رہے۔ کال بڑا بلوان ہے۔ تو اُس سے مجھے کیونکر بچائیگا۔ جڑبھرت بولا کہ جیتے جی یعنی جسم
کی موجودگی میں موت کا خوف دُور کردینا بچاؤ کی صورت ہے۔ جب موت آوے اُس
وقت حفاظت کا طلبگار ہونا محض بیکار ہے۔ میں تیری ایسی حفاظت کرونگا کہ تو خوف
مرگ کو محض وہم تصوّر کریگا مگر اِس بات کو وہی شخص سمجھہ سکتا ہے۔ جو خوفِ مرگ سے
آزاد ہے۔ جسکا دل خواہشات میں آغشتہ ہوگیا وہ اِسکو نہیں سمجھہ سکتا۔ اے باپ اور اے
بھائیوں سنو کہ میری گفتار میں طمع اور غرض نہیں ہے۔ میں یہ بات اِسلئے جتاتا ہوں کہ
تمہارے دِل سے مرنے اور جینے کا خوف دُور ہوجاوے۔ اے پدر یوگ کر۔ جب تو یوگ
میں کامل ہوجاویگا موت کی کیا مجال کہ وہ تجھے گزند پہونچا سکے۔ کوتاہ اندیش کو دمِ رفتہ

کے گذر جانے کا کچھہ غم نہیں ہوتا - اور وہ اِسی فکر میں غلطاں اور پیچاں رہتا ہے - کہ
یہ کام تو ہو گیا ہے اور یہ کرنا ہے - وہ نہیں جانتا کہ میں کہاں سے آیا ہوں اور کہاں جاؤنگا
ہمیشہ اِس وہم میں گرفتار رہتا ہے - کہ یہ میرے ورن اور آشرم ہیں یہ میری قوم ہے
اور ایسی میری صورت ہے وہ یہ نہیں سمجھتا کہ یہ سب مفروضات متعلّق بجسم ہیں
مُجھسے تعلّق نہیں رکھتے اور جسم بھی محض وہم ہے - اِسطور پر جو حواس کا پابند ہے اور
جینے کی خواہش رکھتا ہے وہ یہ نہیں سوچتا کہ میرے ماں اور باپ کہاں گئے - اصل
حقیقت تیری سمجھہ میں کیسے آسکتی ہے کہ تو نے ایسے شخص کی صُحبت اختیار کی ہوئی ہے
جو خواہش میں آغشتہ ہے - لیکن یہ امر تحقیق ہے کہ جب خواہش کا جن دِلکو دبا لیتا ہے
اور اُبھرنے نہیں دیتا تو اُسکو زیر کرنے کا منتر اِسکے سوائے نہیں ہے کہ نہ میں ہوں نہ
یہ عالم نہ وَرن ہے نہ آشرم - نہ پدر ہے نہ پسر - سُری گو بند یعنی ذاتِ واحد ہے
اے پدر جسنے خواہش کو ترک کیا موت کی کیا طاقت ہے کہ اُس تک پہنچ سکے - خواہش
کا نابود ہونا یہ ہے کہ ایک سُری وِشن ہے اور یہ تینوں عالم ایک میں دوسرا تُو اور
تیسری کائنات کچھہ بھی نہیں ہیں کہ صرف تیرا اپندار ہیں - جبتک تو اپنے دِل سے کسی
شئے کو قرار دے رہا ہے وہ شے برقرار ہے یہی صورت موت کی ہے - اگر تو اُسکو اپنے
پندار میں قرار دیگا وہ برقرار رہیگی - اگر تو اپنی ہستی کو قرار نہ دے تو خوفِ مرگ کسکو ہوگا

جسکی نظر خوفِ مرگ سے بلند ہو جاتی ہے اور جو یہ سمجھ لیتا ہے کہ نہ میں ہوں اور نہ کوئی مجھسے ہے اوسکے لئے شری گوبند یعنی ذاتِ مطلق کے سوا۔ کچھ باقی نہیں رہتا اے پدر اوّل تو رشی کیش کو دیکھ جس نے رشی کیش یعنی حواس کی لذّت اُٹھانے والیکو پہچان لیا اوسنے تمام جہان کو دیکھ لیا۔ جیسے تیرا یقین کال یعنی مرگ میں پختہ ہو گیا ہے تو ویسے ہی اپنے یقین کو رشی کیش میں پختہ کرلے کہ موت کا وہم دُور ہو جاتے باپ بولا کہ آجتک تو میں نے اگنی میں ہون کیا لیکن رشی کیش کو نہیں دیکھا۔ وہ تدبیر بتلا جس سے رشی کیش کا دیدار میسّر ہو۔ جڑ بھرت بولا کہ اوسکے دیدار کا وسیلہ یہی ہے کہ تیرے دل نے عیب و صواب سے برگشتہ ہو کر یہ خواہش کی کہ شری گوبند کو دیکھوں۔ جو اوس میں دل لگاتا ہے وہ وہی ہو جاتا ہے خاصکر برہمن کہ تمام موجودات سے شریف تر ہی اگر کوئی چنڈال اپنے دل میں ایسی سچّی نیّت رکھتا ہے تو وہ بھی مُکت ہو جاتا ہے۔ باپ بولا کہ آج میرا جنم سپھل ہوا۔ ورنہ میں ابتک کرم یعنی عمل میں گرفتار تھا اور میری اتنی عمر ضائع ہو گئی۔ جڑ بھرت بولا کہ تجھے زندگانی کا لطف اُسوقت آئیگا جب تو جان لیگا کہ نہ جپ ہے نہ تپ نہ کرم ہے نہ دہرم نہ دہیان ہے نہ دہارنا۔ صرف رشی کیش ہے۔ رشیک حواس کو کہتے ہیں اور ایش اُنکا مالک ہے اگر تجھے اُسکے دیکھنے کی خواہش ہے تو چشمِ باطن سے دیکھ کہ جو یگ اور کرم کرتا ہے وہی رشی کیش ہے۔ برہمن بولا اگر رشی کیش

وہ ہے تو میں عبث اپنی ہستی کو قرار دے رہا ہوں۔ مجھے ثابت ہو گیا کہ نہ برہمن ہی نہ خوفِ مرگ۔ نہ میں ہوں نہ ورن اور آشرم ہیں۔ نہ دُنیا ہے نہ عقبیٰ۔ سب رشی کیش ہیں جنم لینا اور مرنا کہاں ہے۔ اِتنے میں وادیو جی تشریف لے آئے اور کہنے لگے کہ رشی کیش کی خواہش ہے کہ رشی کیش کو دیکھے جڑ بھرت نے کہا۔ اے پدر سُن لے کہ وادیو کیا کہہ رہا ہے۔ باپ بولا جو تو ہے وہی وادیو ہے اب بتا میں کون ہوں۔ وادیو بولا کہ تُو ترکِ خواہش کر دے تو ہی رشی کیش ہے۔ برہمن بولا کہ رشی کیش کی نظر بالغیر نہیں ہوتی ہے اور وہ سب کے ساتھ مساوی رہتا ہے۔ میں رشی کیش کس طرح سے ہوں کہ کسیکو دوست تصوّر کر رہا ہوں اور کسیکو دشمن۔ وادیو بولا کہ اگر تو مساوی یعنی محیط ہوتا تو سب سے دوستی اور دشمنی نکرتا چونکہ محیط ہی دوستی اور دشمنی میں بھی وہی ہے برہمن بولا میں کیسے کہوں کہ میں ایشور ہوں جبکہ میں غضب اور طیش میں گرفتار ہوں۔ وادیو نے جوابدیا کہ غضب اور طیش کو تُجھپر راہ نہیں ہے کہ تو ایسا نہیں ہے کہ تواضع و تکریم سے دوستی کا دم بھرنے لگے اور غضب اور کینہ سے دشمنی کرنے لگے یعنی تو سب میں مساوی ہے۔ برہمن تعجب کرنے لگا اور کہنے لگا کہ جب اصلِ حقیقت یہ ہے تو سنت لوگ ترک کی ہدایت کیوں کرتے ہیں۔ وادیو بولا کہ سنت لوگ ترک کو ترک کر دینے کی ہدایت کرتے ہیں۔ اِسلئے کسی شے کا ترک کرنا واجب نہیں ہے۔ اے برہمن تو یہ ابہام نہ کر کہ میں بذاتِ خود کوئی شے ہو جاؤں کہ یہ شریر

رشی کیش سے قائم ہے - وہ جانے یا رشی کیش جانے - تجھکو نیک و بد سے کیا مطلب
برہمن بولا کہ شریر رشی کیش سے قائم ہے اور شریر میں خواہش مجھسے پیدا ہو رہی ہے
پس میں ہی رشی کیش ہوں - وامدیو خاموش ہو گیا - جڑ بھرت بولا اے پدر خوفِ مرگ
سے آزاد ہونے کا یہی طریقہ ہے اور اسکو یوگ کہتے ہیں میں تیرا ایسا پسر ہوں کہ تجھکو
جیون مُکت کرائے دیتا ہوں - برہمن بولا تو غلط کہتا ہے - نہ تو کسی کا پسر ہے - نہ میں
کسی کا پدر - یہ پندارِ پسری اور پدری اُسوقت تک قائم ہے جب تک انسان جاگتا ہے
جب وہ سو جاتا ہے تو یہ پندار معدوم ہو جاتا ہے - اِسکی مثال یہ ہے کہ جب کشتی دوسرے
کنارے پر جا پہنچتی ہے - جتنے لوگ اُس کشتی میں سوار ہیں وہ اُتر کر چلے جاتے ہیں مجھے
حیرت ہے کہ جب واسدیو (یعنی محیطِ کل) ہے تو میں کہاں جاؤں کیا کہوں کِس سے
کہوں اور کون سُنے - اے جڑ بھرت میں جڑ (ساکن) ہو گیا ہوں - جڑ اور چیتن کہاں
ہیں - میں خود رشی کیش ہوں - وامدیو بولا اے جڑ بھرت تو نے باپ کو مار دیا اور ایسا
خاک کر دیا کہ وہ پھر واپس نہ آ سکے - جو کام کہ تو نے کیا وہ کسی نے نہیں کیا - جڑ بھرت
بولا اُس کا جسم سپھل ہو گیا اور وہ گوبند روپ ہو گیا - وامدیو بولا اے برہمن تو کون
ہے - برہمن بولا اے میرے روپ اے رشی کیش تو کس سے پوچھتا ہے - چونکہ محسوسات
سے سوال کرتا ہے - تجھے جواب کون دے - وامدیو بولا میں رشی کیش نہیں ہوں -

میں وامدیو ہوں۔ برہمن بولا تو سچ کہتا ہے کہ تو وامدیو ہے۔ سنتوں اور وید کا کہنا
یہ ہے کہ شری بھگوان کے اننت نام اور اننت روپ ہیں۔ وامدیو بولا کہ اگر میں
رشی کیش ہوں تو تُو کون ہے۔ برہمن نے جوابدیا کہ میں برہمن نہیں ہوں باقی تو جان
لے کہ میں کون ہوں۔ جڑ بھرت بول اُٹھا کہ یہ ایسا فنا نہیں ہوا ہے کہ اِس میں ہستی
کا کوئی ذرّہ باقی رہا ہو۔ اِسی اثناء میں اودہوت وتاتریہ آن موجود ہوئے اور کہنے
لگے کہ ایک برھم روپ ہے دوسرا نہیں ہے۔ برہمن بولا کہ اگر برہم ہی ہے تو اُسکو
کون دیکھہ سکتا ہے۔ اودہوت بولا کہ تو یہ بات جڑ بھرت کے فضل سے کہہ رہا ہے۔
لیکن اے برہمن اگر میں نے کہا تو تُو نے کیونکر سُنا۔ برہمن نے کہا کہ جس نے کہا اُسی نے
سُنا۔ کیونکہ کہنے والا اور سُننے والا ایک ہی ہے وہ زبان سے کہتا ہے اور کان
سے سُنتا ہے۔ اودہوت بولا پس تو کون ہے۔ برہمن خاموش ہو گیا۔ جڑ بھرت اودہوت
سے کہنے لگا کہ تو پرم ہنس ہے اور تو نے بہت سے راجاؤں کو پرم ہنس کر دیا ہے
میرے حال پر مہربانی کر۔ اودہوت بولا یہی مہربانی ہے کہ میں میں ہوں اور جان تن
سے مُنزّہ ہے۔ جڑ بھرت بولا کہ یہ مہربانی تو نے اپنے حال پر کی ہے۔ لیکن مہربانی کے
معنی یہ ہیں کہ وہ غیر پر کی جاوے۔ اودہوت بولا کہ تو پرم ہنس ہے اور میں تیرے
دیدار کے لئے یہاں آیا ہوں۔ جب میں نے یہاں آکر دیکھا تو مجھے معلوم ہوا کہ تو نہیں ہے،

یہی تیرا دیدار ہو گیا۔ جڑ بھرت بولا میں یہی جانتا تھا۔ کہ ست جگ میں وتاتریہ اودہوت ہوا ہے۔ جب میں نے دیکھا تو معلوم ہوا کہ تو نہیں ہے۔ یہی دیدار ہے۔ برہمن بولا نہ جڑ بھرت ہے نہ اودہوت میں ہوں۔ اودہوت بولا اگر میں نہیں ہوں تو تو کہاں ہے برہمن بولا تو اسی وجہ سے نہیں ہے کہ اودہوت ہے لیکن یہ نہیں کہتا ہے کہ میں اودہوت ہوں۔ اودہوت بولا کہ جیسے خواہشات کے بندے اُنکی پرورش میں ہمیشہ گرفتار رہتے ہیں۔ آؤ ہم سب سنت ملکر شری بھگوان کی بھکتی کریں کہ یہی پرمارتھ ہے۔ جو بھکتی کرتا ہے وہ وِکار یعنی نقص سے پاک ہوجاتا ہے اور اُسکے دلکو سکون حاصل ہوتا ہے۔ اے برہمن مجھے بتلا کہ بھکتی کیا ہے۔ برہمن نے کہا کہ بھکتی یہی ہے کہ واسدیو رشی کیش ہے پراشر جی کہنے لگے مجھے بتلا کہ بھکتی کی کیا تعریف ہے۔ میترے بولا کہ میں نہیں ہوں بھکتی کیسی اور بھگوان کس کا۔ اُن اودہوتوں کا تذکرہ مجھے سنائیے۔ پراشر جی بولے۔ اے میترے اودہوتوں کی حکایت یہی ہے کہ شری گوبند ہے اور تو دل سے یقین کرلے کہ وہی ہے۔ میترے بولا کہ میں نہیں ہوں تو یقین کون کرے پراشر جی بولے تو یہی یقین کرلے کہ میں نہیں ہوں۔ جب تو نہیں ہے تو شری گوبند ہی شری گوبند ہے۔

حکایت تیسویں

پراشر جی نے فرمایا اے میترے میں اور اودہوت اور جڑ بھرت راستہ راستہ

سیر کرتے چلے جاتے تھے۔ جب ہم بدرک آشرم کے قریب پہونچے تو ہم نے ایک تپسوی
کو دیکھا جو پنچ اگنی تاپتا تہا۔ جب وہ اِس عبادت سے فارغ ہوا تو اوسنے ہم سے پوچھا
اے سنتوں تم کون ہو کہاں سے آئے ہو اور کہاں جاؤ گے۔ جڑ بھرت نے جواب دیا کہ
تُجھے ہمارے احوال کے پوچھنے سے کیا مطلب ہے۔ تو جس حال میں ہے مگن رہ۔ ہمیشہ
آگ میں جلا کر لیکن یہ جان لے کہ بغیر شری بھگوان کے جو کُچھ تپ تو کر رہا ہے محض
جھوٹا ہے اور تیرا پندار ہے بھجن کر کہ پاک ہو سکے اور دوئی کی آلایش سے خلاصی
ہو۔ شری گوبند کے بھجن کے سوا جو دم گُذرتا ہے اوسکو دم نہ جان بلکہ یہ خیال کر کہ
وہ ہوا ہے جو نتھنوں کے راستہ آتی جاتی ہے۔ اور زبان جو کہ گوشت کے ٹکڑے سے
زیادہ نہیں ہے اوسکو دہن میں جگہہ دینے سے کیا فائدہ۔ جسوقت زبان کو نعمتِ گفتار عطا
ہوئی اوسکا اقرار یہ تہا کہ میں بیہودہ گوئی سے بُرائی کے واسطے دہن میں جاگزیں
نہیں ہوئی ہوں بلکہ شری بھگوان کے بھجن کے واسطے پیدا ہوئی ہوں۔ اے تپسوی
زبان کہتی ہے کہ میں تجھکو وِشن دہام میں پہونچادونگی بشرطیکہ تو دل کو آتما میں لگائے
رکھے۔ اگر تیرا دل شری گوبند سے مُنحرف ہے تو زبان سے رام رام کہتے ہوئے اور ہاتھ
سے مالا پھیرتے ہوتے کیا حاصل ہو سکتا ہے جب تک تیرا دل عیب و صواب میں گرفتار
ہے۔ مالا اور زبان کارآمد نہیں ہو سکتی تو ایکدم بیخواہش ہو کر شری گوبند کی پناہ میں آ۔ تاکہ

گوبندروپ ہوجاوے۔ زندہ وہ شخص ہے جسکی شری گوبند کے ساتھہ دوستی ہے اور
مطمئن وہ ہے جس کا دل واہمات سے بری ہے شری گوبند فرماتا ہے کہ جو کوئی
ایک پل بھر بھی مجھہ میں دِل لگاتا ہے وہ میرا روپ ہوجاتا ہے۔ بیوقوف اپنی قسمت
اور وقت کو ذمہ دار ٹھیراتا ہے کہ جب قسمت ہوگی اور وقت آئیگا بھجن کرلیا جائیگا مگر یاد رکھ
کہ بھجن قسمت اور وقت پر موقوف نہیں ہو سکتا تجھے کیا معلوم ہے کہ یہ شریر یعنی جسم جو
وجود اور عدم کے درمیان کھڑا ہے کسوقت گر جائیگا۔ اے نادان جب جسم معدوم ہوگیا
تو تیری خواہش تیرے کس کام آئیگی۔ حواس کے کمزور ہونے سے تمام اعضائے جسمانی
تو بیکار ہوجاتے ہیں لیکن خواہش غلبہ پاتی ہے جو بشر اپنی زندگی میں تمام حواس اور اعضائے جسمانی
پر قادر ہو کر خواہش کو دور نہیں کرسکتا وہ نزع کی حالت میں کیونکر بے ہراس ہو سکتا ہے اے
تپسوی تو پوچھتا ہے کہ کہاں سے آتے اور کہاں جاؤگے اِسکا کیا جواب دیا جاوے کہ فی الواقع
نہ آنا ہے نہ جانا صرف شری گوبند ہے۔ آمد و رفت اِسطور پر ہوتی ہے۔ جیسے حباب دریا کی
سطح سے نمودار ہوتے ہیں اور غائب ہوجاتے ہیں۔ اِس گفتگو کے بعد جڑبھرت اپنی جگہہ سے
اوٹھکر کھڑا ہوگیا۔ تپسوی نے پوچھا کہ اب آپ کہاں جاتے ہیں جڑبھرت بولا کہ تجھے ایک
روایت سُنانا چاہتا ہوں لیکن میں اُسوقت سُناؤنگا جب تو اِس پندار کو کہ میں اتیت ہوں دور
کردیگا۔ تپسوی بولا کہ میرا پندار اوسی وقت جاتا رہا جسوقت تُمسے میری ملاقات ہوئی کیونکہ

آگ کی صحبت میں مشکل سے لکڑی کی ہیت قایم رہ سکتی ہے۔جڑ بھرت بولا کہ تو اِس بات کو سُنکر دلمیں جگہہ دے کہ نہ لباس اتیت ہے اور نہ جسم اتیت ہے۔ اتیت وہ ہے جو ان سارے مراتب سے اتیت ہے۔ مجھے بتلا کہ تو کس چیز کو چھوڑ کر اتیت ہوا ہے تپسوی نے کہا میری عقل کچھہ کام نہیں کرتی مجھے معلوم نہیں کہ میں نے کیا چھوڑا اور کیا نہیں چھوڑا۔ جڑ بھرت بولا ایک حکایت مجھسے سُن کہ ایک وقت گنگا جی کے کنارے پر سنکا دک یعنی ہر چہار پسران برھما جی سنک۔ سنندن۔ سناتن اور سنت کُمار او رنیز جے اور وجے جو شری بھگوان کی بارگاہ کے دربان ہیں بیٹھے ہوئے تھے۔ اتنے میں نارد رشی وہاں آپہنچے۔ سنندن کہنے لگا اے نارد تم کہاں سے آئے ہو۔ کہاں جاؤ گے اور خود کیا ہو نارد جی نے جواب دیا کہ میں وشن سے آیا ہوں وشن میں جاؤنگا اور وشن سُروپ ہوں۔ سب جانتے ہیں کہ حباب پانی سے ظاہر ہوتا ہے پانی میں غائب ہوجاتا ہے اور خود بھی پانی ہے۔ جیسے طلا سے ہر قسم کے زیور تیار ہوتے ہیں لیکن سب کو معلوم ہے کہ یہ کس سے ہیں۔ اور کیا ہیں۔ سنندن بہت خوش ہوا۔ اب سنک نے پوچھا اے نارد تو کون ہے کہاں سے آیا ہے اور کہاں جائیگا۔ نارد مُنی نے جواب دیا کہ میں کس سے کہوں کوئی سُننے والا نہیں ہے۔ سنک نے دریافت کیا کہ بتا تو کون ہے نارد مُنی نے جواب دیا میں کیا بتاؤں۔ تو ہی بتا کہ کون ہے۔ سنک چپکا ہو رہا۔ سنت کمار نے سوال کیا۔ اے نارد

بتاکہ توکون ہے تیرا نام کیا ہے اور توخود کیا ہے۔ نارد منی نے جواب دیا کہ اگر شری
وشن میں بھول پڑجائے کہ میں کون ہوں تو ایسا کون ہے کہ اوسکو اِس بھول سے نکال سکے
پنچ عناصر۔ انانیت اور صفات نے ذات سے ظہور پایا ہے اور یہ سب جڑ ہیں پس
ذات کو کون بتا سکتا ہے کہ یہ ہے یا یہ نہیں ہے اور جو تمنے پوچھا ہے کہ تیرا نام کیا ہے جتنے
نام نام میں شُمار ہوتے ہیں وہ سب میرے ہیں۔ اور میں وہ ہستی ہوں کہ یہ تمام موجودات
اُس سے ہیں جس سے آنکھ دیکھتی ہے کان سُنتا ہے اور ناک سونگھتی ہے وہ سب میں
ہی ہوں جے اور وجے بولے اے نارد ایسا نہ کہہ ورنہ وہ تیرے مالک کے سامنے جاکر یہ کہدینگے کہ
نارد کہتا ہے میں وشن ہوں نارد منی نے کہا تم یہ کس سے کہتے ہو تم خود وشن ہو جو کچھ تم سُنتے ہو وشن سُنتا ہے تم کہاں
جے اور وجے نے کہا کہ جب تم شری وشن کی خدمت میں جاتے ہو تو ڈنڈوت کرتے ہو اور یہاں
کہتے ہو کہ میں وشن ہوں نارد جی بولے جو ڈنڈوت کرتا ہے وہی وشن ہے اور جسکو ڈنڈوت
کیا جاتا ہے وہ بھی وشن ہے کیونکہ تمام فعلوں کا فاعل ایک ہی ہے جے اور وجے خاموش ہو گئے
جڑ بھرت اِس حکایت کو ختم کرکے بولا اے تپسوی میں تجھے کیا بتاؤں کہ میں کہاں سے آیا
ہوں اور کہاں جاؤنگا تپسوی نے کہا اے جڑ بھرت تیرے فضل سے میں نے جان لیا کہ نہ
کوئی آتا ہے نہ جاتا ہے۔ ایک ادویتی شری گوبند یعنی ذاتِ واحد لاشریک ہے جتنا تپ
کیا گیا وہ وہم تھا اور میں نے اپنی اوقات ضایع کی۔

حکایت زنّار دار (برہمن)

پراشر جی نے میتری سے کہا اے میترے میں تجھکو ایک برہمن کی حکایت سُناتا ہوں
غور سے سُن کہ گذشتہ زمانے میں ایک زنّار دار تھا جو اپنے دہرم کے اصول میں بڑا پکا تھا
اوسکی عورت نے اُس سے پوچھا ایخداوند مُکتی یعنی نجات کیونکر ملسکتی ہے میرا بدن تو کال
کے ماتحت ہے مبادا اِسیدم فنا ہو جاوے اور میں اپنی ماہیت کی دریافت سے محروم اور
مایوس رہجاؤں (برہمن بولا جسوقت کال آئیگا جسم کو روح سے خود خلاص کر دیگا۔ پس تو
نجات کی فکر نہ کر اُسکے حاصل کرنے کی کوشش بیفائدہ ہے۔ مُکت اُسکو کہتے ہیں جو قیدِ جسم
سے آزاد ہو اور یہ کال کے آنے پر خود بخود ہو جاتا ہے) پس مُکتی کا حاصل کرنا کسی نفس
یا کوشش پر منحصر نہیں ہے۔ عورت بولی کہ جم پوری کے راستے میں ویترنی ندی یعنی ایک
دریائے عمیق واقعہ ہے میں اُس سے کیونکر پار ہو سکتی ہوں۔ برہمن بولا جہاں تونے ویترنی ندی کا تذکرہ
سُنا وہاں یہ بھی کبھی سُنا کہ فلاں شخص اتنے عرصہ تک ویترنی ندی میں پڑا رہا تونے یہ
بھی سُنا ہوگا کہ اِس دریا کو پار کرنا ہوتا ہے پس تجھے فکر نکرنا چاہیئے بالآخر اُس سے
عبور کرکے تجھے سوال و جواب کے واسطے دہرم راج کے پاس جانا پڑیگا۔ یہ سمجھ لے کہ
جن دُوتونکا کام انسان کی جان قبض کرنا ہے اونکا یہ بھی فرض ہے کہ راہ سے گذار کر دہرم
راج کے سامنے لیجائیں۔ وہ اپنے حاکم کی حکم عدولی نہیں کرسکتے اور بالفرض وہ تجھکو

ویترنی میں چھوڑ جائیں تو بھی کوئی فکر کی بات نہیں ہے۔ جب تو دلمیں سوچیگی تو تجھے
معلوم ہوگا کہ ترشنا یعنی حرص ہی ویترنی ندی ہے۔ جو بشر اس سے پاک ہوگیا اوسکو
ویترنی ندی سے کیا مطلب رہا۔ عورت بولی کہ جم پوری کا راستہ کانٹوں سے پُر ہے
اور وہاں تلوار کی دہار پر سے گذرنا ہوتا ہے۔ اگر گھوڑا اور زیر پائی خیرات میں ندیا جائے تو اُس
راستے سے بے آسیب گذر ممکن نہیں۔ برہمن بولا مجھ میں اتنی طاقت کہاں ہے کہ میں
گھوڑا اور زیر پائی خرید کر کے لاؤں اور تو اسکو خیرات میں دے اور جو تکلیف کہ اُس راہ میں تجھکو پہنچیگی
وہی دونوں کو پہنچیگی۔ عورت بولی کہ دونوں کو کوئی تکلیف نہیں پہنچتی کہ جو تکلیف اس راہ میں ہے
وہ صرف جاندار کو ہوتی ہے۔ برہمن بولا اے نادان جسم عنصری جسکا خمیر آب و گل ہیں
وہ تو یہیں پڑا رہجاتا ہے اور جلا دیا جاتا ہے پس جیسے دوت سوکشم روپ ہونگے
ویسے تیرا روپ بھی سوکشم ہوگا۔ تجھکو کیونکر تکلیف پہونچے گی۔ عورت بولی کہ جو کوئی ہر
مہینے پانی کے گھڑے کا دان کریگا اُسکو وہاں پانی میسر ہوگا۔ برہمن بولا کہ جب جم دوت کو
پیاس لگے گی تو جہاں سے وہ پانی پیئےگا تو بھی پانی پی سکیگی۔ عورت بولی وہ مجھے نہیں
چھوڑینگے کہ میں پانی پی سکوں۔ برہمن بولا۔ اے نادان جم کے سارے دوت جانتے
ہیں کہ ایشور سب کی پرورش کرتا ہے اور سب کی قسمت اُسکے ہاتھ میں ہے۔ درینصورت
اُنکی کیا مجال ہے کہ وہ تجھکو پانی پینے سے روکیں کسی شاستر میں یہ نہیں لکھا ہوا ہے۔

کہ پانی جم سے پیدا ہوا ہی اور اُسکے اختیار میں ہے۔ اگر وہ تجھے پانی پینے سے روکیں پھر بھی کوئی رنج کی بات نہین ہے۔ وجہ یہ ہے کہ جسم پانچ عنصروں سے بنا ہوا ہے اگر پانی فنا ہوگا دیگر عناصر قایم نہ رہ سکیں گے۔ پس ایسی حالت مین جم سے تیرا کوئی مدعا نہین رہیگا اور تو بے غرض ہو جائیگی اور جو سوال وجواب جم سے کرنے ہوتے ہین اُنسے تجھے چھٹکارہ ملیگا۔ عورت بولی کہ اگر اسوقت جم دوت تیری روح کو قبض کرکے دھرم راج کے پاس لیجائین اور وہ تجھسے پوچھے کہ تو نے پاپ کئے ہین یا پن تیرا کیا جواب ہوگا۔ برہمن بولا کہ عالم خواب مین وہی چیز نظر آتی ہے جو کہ عالم بیداری مین دل نشین ہو چکی ہے۔ چونکہ تو نے اپنی زندگی مین پاپ اور پن کو قرار دیا ہے یقین ہے کہ بعد از مرگ یہی خیال متشکل ہو کر تیری آنکھون کے سامنے آئیگا۔ وجہ ظاہر ہے کہ جو بھلا یا بُرا کام صدق دل سے وقوع مین آتا ہے اُسکے نتیجہ پر نظر رہا کرتی ہے۔ کہ اُس فعل سے فلان چیز حاصل ہوگی یعنی فاعل اپنے فعل کے نتیجہ کو آپ پیدا کرتا ہے۔ اسلئے وہ اوسکو ضرور حاصل ہوتا ہے۔ اسی طرح سے تو یہ سمجھی ہوئی ہے کہ مین نے پاپ اور پن کئے ہین پس غالب ہے کہ یہ تیری آرزو صورت اختیار کرکے تیرے سامنے آجائیگی۔ اگر اصلیت پر نظر کریگی تو دیکھے گی کہ عذاب ہے نہ ثواب۔ نہ دھرم راج ہے نہ جم کنکر۔ یہ سب تیرا وہم ہے۔ عورت بولی مین عذاب و ثواب سے کیوں نہ ڈروں گی چترگپت نامی کاتب ابد

افعال کو لکھتا رہتا ہے۔ برہمن بولا سچ بتا کہ کبھی تونے چتر گپت کو آنکھ سے دیکھا ہے
اے ناداں یہ سب تیرا وہم ہے اور جو کچھ تو اپنے دلمیں سوچتی رہتی ہے وہی ظہور میں
آجاتا ہے۔ یہ اہنکار یعنی پندارِ خودی جس کے باعث تو ذات کے سوا اور کو دیکھتی ہے
سارے عیب و صواب کا مصوّر اور سارے سوال و جواب کی بُنیاد ہے ورنہ دراصل نہ
عیب ہے نہ صواب نہ سوال ہے نہ جواب۔ عورت بولی اہنکار کو کیونکر چھوڑوں۔
برہمن بولا کہ بھگتی یوگ کر یعنی شری گوبند کی شرن میں آجا تجھے اہنکار سے رہائی ملیگی
اگر تو یہ پوچھے کہ بھگتی یوگ کیا ہے تو جان لے کہ وہی ایک ناراین ہے۔ دوسرا کچھ
نہیں ہے اور نہ ہوگا۔ جس نے وہم و خودی کو چھوڑ کر شری گوبند میں دِل لگایا کال یعنی
موت کا قبضہ اُس پر نہیں ہو سکتا اگر تیری خواہش ہے کہ موت کے خوف سے نجات
ملے تو وہم خودی کو ترک کر دے یوں رشی کیش یعنی اندریوں کی مالک ہو جاویگی یاد رکھنا
چاہیے کہ رشی کیش تمام اعضاء درونی و بیرونی میں ایک ہی ہے پس تو کہاں اور میں
کہاں اور عالم کہاں اور موت کیسی۔ تجھے لازم ہے کہ رشی کیش کا بھجن کرے تا کہ
رشی کیش ہو جاوے۔ عورت بولی ابھی تمنے کہا ہے کہ رشی کیش ایک ہے پس اُس کا
بھجن کون کرے۔ برہمن نے جواب دیا کہ میں نے رشی کیش کا بھجن اسوجہ سے بتایا ہے
کہ رشی کیش کو یہ خوف پیدا ہو گیا ہے کہ میں جم پوری میں جاؤں گا۔ عورت نے کہا کہ

جب شری بھگوان ہی ہے تو کال کہاں ہے کہ اُس کا ڈر پیدا ہو یہی یقین کر لے کہ
شری گوبند ہے اور میں شری گوبند ہوں - برہمن بولا اب بتا کہ تو کون ہے - عورت
نے جواب دیا اے خاوند میں رشی کیش ہوں کیونکہ میں بخوبی سمجھ چکی ہوں کہ میں کچھہ
نہیں ہوں - (برہمن بولا کہ اگر تو رشی کیش ہے تو میں اب بھوگ کس کے ساتھ کرونگا
عورت بولی کہ تو ہمیشہ بھوگ کرتا ہے کہ خود اندریونکو بھوگ دیتا ہے اور اُنسے بھوگ
لیتا ہے اور وہ تیرے بھوگ سے آنند میں ہیں پھر اب بھوگ سے کیا مطلب رہا) برہمن
بولا کہ اب تو میری عورت نہیں رہی اِسلئے میں اتیت ہوتا ہوں - عورت بولی تو
کِس چیز سے اتیت ہوتا ہے کہ رشی کیش تو ایک ہی ہے - برہمن بولا کہ میں تُجھسے اتیت
ہوتا ہوں - عورت نے جوابدیا کہ اس سے پیشتر میرا تیرا وصال کب تھا کہ اب تو اتیت
ہوتا ہے - دیکھہ اگر شوہر زندہ رہا اور عورت مرگئی یا عورت زندہ رہی اور شوہر
مرگیا وہ خود بخود اتیت ہے - اب تو کیسا اتیت یعنی تارک ہوتا ہے - تو ایسا ترک کرکہ
اوسمیں ترک وا خذ دونو نہ ہیں - برہمن بولا اے میرے روپ تو کیا ہے - عورت بولی
کہ تیرا روپ یہی ہے کہ تو تو ہی ہے - پراشر جی نے میترے سے کہا کہ وہ برہمن کی
عورت تو دم بھر میں اپنے سُروپ میں واصل ہوگئی مگر تو یہی کہتا جاتا ہے کہ بتاؤ میرا
روپ کیا ہے - تیرا روپ یہی ہے کہ تو تو ہی ہے - پرم ہنسوں کا ذہن پرماتما تک پہنچتا ہے

لیکن جو شخص حرف و پوست میں گرفتار ہے اُسکو میرا کلام سُنکر تعجب آتا ہے۔

خلاصۂ تلقینِ سوم

اس تلقین میں طالب ذات کو ذہن نشین کرایا گیا ہے کہ پرابھکتی ذریعۂ نجات ہے۔ اور اس امر کی تشریح میں بھکتی یوگ کی تعریف یوں کی گئی ہے کہ بے وہم ہو کر نورِ ذات کو ذرّہ ذرّہ میں جلوہ گر دیکھنا پرابھکتی ہے بھکتی کے معنی عشق ہیں اور عشق کی دو صورتیں ہیں مجازی اور حقیقی مجاز کا پابند ہونا ماسوا تک رسائی کراتا ہے حقیقت میں دلبستگی سے اپنی ہستی کو مٹا دینا وصالِ ذات بخشتا ہے آتم یوگ برحق ہے اور اناتم یوگ باطل ہے۔ وجودِ انسانی میں چت یعنی خیال جڑ اور چیتن یعنی بے خبر اور خبیر کا علم پیدا کرنیوالا ہے۔ اور وہ بحالتِ یکسوئی سچدآنند ہو جاتا ہے اور بحالت پریشانی واہمات میں گرفتار رکھتا ہے۔ خیال کی یکسوئی قربِ ذات اور اوسکی پریشانی بُعد کہلاتی ہے۔ لفظ راگ قربِ ذات پر اور لفظ ویراگ بُعد ذات پر دلالت کرتا ہے۔ لیکن یہ قرب و بُعد مفروضِ ذہنی ہیں پندارِ خودی کو فنا کر دینا کمالِ عشق ہے اور یہی وصالِ ذات اور رستگاری ہے جہاں قرب و بُعد کچھہ نہیں رہتا۔ مضمونِ بالا کی تفسیر میں اوّل جڈ بھرت کی حکایت بیان کرکے یہ یقین دلایا گیا ہے کہ اناتم یعنی ماسوا میں دلبستگی سے مہجوری ہوتی ہے جیسے

کہ آہو بچہ کی محبت میں جڑ بھرت خود آہو بنگیا اور سرگردان و پریشان پھرتا رہا۔ آتما میں وابستگی سے اوسنے برہمن کے گھر میں جنم لیکر اُس برہمن کو نجات دلوائی۔ اور بہت سے راجاؤنکو وصل ذات کیا اور خود دستگار ہوکر سنت پدوی پائی۔ رکھب دیو اور مداک کی حکایت کا یہ مدعا ہے کہ پندار خودی اور خوفِ مرگ دونوں باطل ہیں۔ جڑ بھرت نے وہم خودی کی تمثیل میں کہا ہے کہ انسان باوجود خانۂ تن میں مقید ہونے کے اوس سے اِس طرح پر جُدا ہے جیسے کہ کوئی پالکی میں بیٹھا ہے اور پالکی سے جدا ہے رکھب دیو نے اِسی امر کو دیگر پیرایہ میں ذہن نشین کردیا ہے۔ جان جملہ حواس اور خواص سے برتر ہے۔ بھوک لگتی ہے تو عنصر آتش تیز ہوجاتا ہے عنصر خاک اوسکی خوراک پیدا کرتا ہے تو گرسنگی سیر ہوجاتی ہے۔ جان کی آمد و رفت کا خیال غلط ہے۔ وہ خلا کی مانند محیط کل اور یکساں ہے اجسام کے فنا ہونے سے جان پر کوئی اثر نہیں پڑتا کہ جسم حادث ہے اور جان قدیم۔ جان کی آمد و رفت کا وہم اِس جسم کو جس میں صفات سہ گانہ حواس درونی و بیرونی اور جملہ عناصر شامل ہیں قدیم ظاہر کرتا ہے لیکن دراصل جو صورت ترکیب امتزاجی سے پیدا ہوتی ہے وہ حادث یعنی ناپائدار ہے اور اوس میں آشفتہ ہوجانا اناتم یوگ ہے اِس قسم کا یوگ محض قیل و قال اور ظاہر پرستی ہے عشق صادق سے جان کی حقیقت دریافت کرلینا وصال ذات ہے اور لفظ آتم یوگ کا اِس طریقت پر اشارہ ہے۔ تیسری حکایت ایک تپسوی کی اِس بابت کو ثابت کرنے کے لئے بیان کی گئی ہے کہ شریر کو تکلیف

پہنچانے سے آتما کے وصال کی راحت نہیں ملتی ہے اسلئے اِسکو تکلیف دینا بیکار ہے انسان
کو واجب ہے کہ انانیت کو ترک کرکے صدق دِل سے یادِ الٰہی کرے کہ خوف پیدایش و
مرگ سے آزاد ہو جاوے۔ سنکاوک کی حکایت کا یہ مُدعا ہے کہ کلُ عالم میں ایک ذاتِ
لاشریک جسکو وشنو کہتے ہیں ساری اور علیم ہے پس ماسوا کا خیال باطل ہے زنّار دار کی حکایت
میں دلکو رد جِک اور بہیانک یعنی بیم و رجا سے ہٹا کر ذات پاک میں لگانے کی تلقین کیگئی
ہے۔ بعدِ مرگ جم پوری سے گذر کر دہرم راج کے سامنے سوال و جواب ہونے کا جو عام خیال
ہے عقلی دلائل سے اوسکی تردید کی گئی ہے یہ بتایا گیا ہے کہ اُمید و حرص چھوڑ دینا ویترنی ندی
سے عبور کرنا ہے نیک و بد عذاب و ثواب سوال و جواب محض وہم ہیں اور کچھہ اصلیت نہیں رکھتے
جنہوں نے ذات کو شناخت کر لیا اون کے لئے یہ اندیشۂ باطل ہارج نہیں ہو سکتا لیکن جنکو
ذات کی شناخت نہیں وہ توہم میں گرفتار رہتے ہیں زندگی میں جو عقیدہ اونکا ہوتا ہے وہی
بعد مرگ پیش نظر ہو جاتا ہے اسلئے انسان کو لازم ہے کہ اناتم یوگ یعنی فکر باطل کو چھوڑ کر
آتم یوگ یعنی عشق حقیقی میں مصروف ہو اِس طریقہ سے انانیت کے دُور ہونے پر عشق و فنا
کی منزل سے گذار ہوتا ہے اور بالآخر وصال ذات کا علم و سرور نصیب ہوتا ہے جسکو رستگاری کہتے ہیں

دل اندر زلفِ لیلیٰ بند و کارِ عشقِ مجنون کن	کہ عاشق رازیان دارد مقالاتِ خردمندی

تمام شد

کتب مصنفہ رائے بہادر پنڈت جانکی ناتھ صاحب مدن مرحوم دہلی

(۱) برہم درشن۔ ایک قابل دید جدید صحیفہ ہے جس میں ہندو مذہب اور فلسفہ کے اصول بذریعہ نقشہ جات اور تصاویر سمجھائے گئے ہیں اور سلیس بھاشا زبان اور دیوناگری حروف سے کام لیا گیا ہے قیمت فیجلد معہ محصولڈاک دو روپیہ آٹھ آنہ عہ

(۲) فلسفہ الوہیت یعنی شری مد بھگوت گیتا۔ کا اردو زبان میں بامحاورہ ترجمہ معہ تشریح اور نقشہ جات بخط فارسی اور مول منتر دیوناگری حروف میں قیمت فی جلد معہ محصولڈاک ایک روپیہ بارہ آنے عــہ

---

(۳) فسانہ توحید یعنی ترجمہ انتخاب وشنو پوران مرتبہ پنڈت امرناتھ مدن تحصیلدار پنجاب حصہ اول دو دوم قیمت فیجلد ایک روپیہ عہ

(۴) مخزن اسرار یعنی گیتا منظوم مرتبہ پنڈت دینا ناتھ مدن بی۔ اے اکاونٹنٹ محکمہ انہار پنجاب قیمت فی جلد معہ محصولڈاک آٹھ آنہ ۸

مندرجہ بالا کتب پنڈت برجموہن ناتھ مدن لال حویلی محلہ چوڑیگران دہلی سے ملسکتی ہیں۔

المشتہر

رادھا رمن بھارگو مالک رام نراین پریس محلہ گھاٹی بجالرائے متھرا

रायबहादुर पं० जानकीनाथ मदन देहलवी की रची हुई पुस्तकें

१–ब्रह्मदर्शन–चित्र सहित एक ग्रन्थ है जिसमें आस्तिकधर्म के प्राचीन सिद्धान्त नवीन विधि से स्पष्ट करके दिखाये गये हैं इसकी भाषा शुद्ध और सरल है और यह पुस्तक नागरी अक्षरों में लिखी हुई है। प्रत्येक पुस्तककी क़ी० मय डाक मह० २॥) रु०

२–श्री मद्भगवद्गीता का उर्दू में उलथा और टीका फ़ार्सी अक्षरों में और मूलमन्त्र संस्कृत में। क़ीमत डाकमहसूल मिलाकर १॥।)

३–फ़िसानह तौहीद–हिस्सा १ व २ अर्थात् विष्णुपुराण का सारांश जिस में महर्षि पराशर और मैत्रेय का सम्वाद है और अद्वैतपद के प्राप्ति की युक्ति वर्णन हुई है विरचित पण्डित अमरनाथ मदन साहिब देहलवी तहसीलदार कैथल पंजाब क़ी० १)

४–मखज़न इसरार–अर्थात् श्रीमद्भगवद्गीता का उर्दू नज़्म (पद्य) में अनुवाद विरचित पं० दीनानाथ मदन बी.ए. एकौंटेण्ट नहर पंजाब क़ीमत मय डां.म. ।=) आना

यह पुस्तकें पण्डित ब्रजमोहन नाथ मदन
लाल हवेली मुहल्ला चूड़ीगरां देहली से भी मिल सकती हैं।

निवेदक–राधारमण भार्गव मालिक रामनारायण प्रेस मथुरा

فعل و فاعل ظرف و آلہ کل جمال ذات ہے

ذات کی تسلیم کا ثمرہ وصال ذات ہے

مرتاض باخبر مجذوب سخنور مرشد جادو نظر مہرشی پراشر جی

کی تصنیف لطیف

وشنو پوران

کے باب ہائے سویم و چہارم و پنجم و ششم کا اردو زبان میں ترجمہ اور خلاصہ

موسوم بہ

فسانۂ توحید

طالبان راسخ الاعتقاد و شائقین علم توحید و تصوف کی خدمت میں پیش کیا جاتا ہے

گر قبول افتد زہے عز و شرف

از تالیف

پنڈت امرناتھ مدن ساحر دہلوی تحصیلدار پنشنر متوطن دہلی

خلف رائے بہادر پنڈت جانکی ناتھ صاحب مدن مرحوم مصنف برہم درشن گرنتھ بزبان

بھاشا و مترجم صحیفہ شریمد بھگوت گیتا بزبان اردو

اول ایڈیشن ۲۵۰ جلد

سنہ ۱۹۲۲ع

باب سویم وشنو پوران

تلقین چہارم

حکایت راجہ ماندہاتا

پراشر مہارشی میتری جی سے ارشاد فرماتے ہیں کہ زمانہ سابق میں ماندہاتا نام ایک راجہ گذرا ہے۔ آدہی رات اوسکی آنکہہ سوتے سوتے کُہل گئی۔ رانی سے کہا کہ بہوک لگی ہے کچھ کہانا نکولا۔ رانی نے جوابدیا کہ تمہارا دن رات خواب وخور میں گذر گیا مگر کوئی پرمارتہہ تم کو حاصل نہوا۔ یہہ کلام رانی کا سنکر راجہ حیرت میں غرق ہوگیا اور دریافت کرنے لگا کہ وہ کونسا کام ہے جس سے پرمارتہہ حاصل ہوتا ہے۔ رانی نے جوابدیا اگر پرمارتہہ حاصل کرنا چاہتا ہی تو ایسے سنتونکی صحبت اختیار کر جو خواہشات سے پاک ہوں یہہ سُنکر راجہ بستر پر بیٹہا بیٹہا سری بشن دیو کی یاد میں مشغول ہوگیا اور رانی سے بولا کہ اگر اسوقت سری بشن دیو تشریف لے آدیں تو اونکی نذر و نیاز کیا کرنا چاہیئے۔ رانی بولی جب بشن دیو آجاویں تو من تن اور زبان اونکے نذر کردینا مناسب ہے۔ راجہ نے کہا تن تو ناپاک شئے ہی خون اور ریم اور گوشت پوست اور استخواں سے مرکب ہے اور زبان پارہ گوشت ہی پر از لعاب دہن اور من محض سنکلپ (خیال نیک) و وکلپ (خیال بد) ہی یہہ چیزیں اوس ذات مقدس کے نذر کرنیکے لایق کب ہیں۔ رانی بولی کہ لعل وجواہر کے خوان نذر کردینا۔ راجہ نے جوابدیا کہ لعل وجواہر تو ہماری تمہاری نظروں میں وقعت رکہتی ہیں درحقیقت پارہ سنگ وخذف سے زیادہ اونکی وقعت نہیں ہے۔ رانی کہنی لگی کہ تم تو تمسخر کرتے ہو بہلا غور کرو کہ ہزاروں سال ریاضت شاقہ کرتے ہیں کہ دیدار ذات میسّر ہوجاوے اور نہیں ہوتا تم کو ایک دم میں کسطرح حاصل ہوسکتا ہے۔ راجہ نے جوابدیا کہ جو کچھ اے رانی تو نے کہا وہ بلاشک درست اور بجا ہے مگر سنتوں کا کہنا یہہ ہے کہ جب کوئی بیخواہش ہوجاتا ہے اوسیدم سری بشن دیو

کا دیدار اوس کو حاصل ہو جاتا ہے۔ چنانچہ سری کرشن دیو نے سر مد بہگوت گیتا میں جو زبان سنسکرت ہے
یہہ فرمایا ہے سرو دہرماں پری تیجی ماہم ایکم سرنم ورجہ اہتہوام سروپاپ ابہیو موکہ یشامی ماشوچہ جس کا
ترجمہ بزبان اردو یہہ ہے۔

مجھ میں اپنا دل لگا اور مجھکو سچا مان لے ۔۔۔ میری خاطر کر ریاضت مجھکو مالک جان لے
نقد ہستی کر مجھے تفویض تو ہو جا فنا ۔۔۔ مجھ میں واصل ہوگا میرے قول پر ایمان لا

راجہ کی زبان سے ان الفاظ نکلنا تہا کہ سری گو بند کی دیدار کا شعلۂ شوق اوسکے دل میں جوش زن ہو گیا
اور فرط شوق سے اوس نے گریہ آغاز کیا اور استغراق میں جا پڑا۔ جب ہوش آیا اور آنکھ کہولی تو جس شے
پر نظر ڈالتا تہا سوائے سری بشن دیو کے اور کچھ نہ پاتا تہا پراشر مہرشی میتری جی سے فرماتے ہیں کہ راجہ ستبر
پر سویا نہ تہا عین صدق و محبت سے اوسکی سنکلپ کو دیکھکر ذات مطلق بشن دیو کی کسوت میں اوسپر
ظاہر ہو گئی۔ راجہ بولا کہ اے بشن دیو آ اور مجہسے بغلگیر ہو جا کیونکہ لوہا جب پارس سے مس کرتا ہی طلا
ہو جاتا ہے اسیطرح میرا جسم ناپاک جب تیرے جسم اطہر سے مس کریگا لطیف ہو جاویگا اور میں جملہ عیب و
صواب سے پاک ہو جاؤنگا۔ اگر تجہے اسوجہہ سے بغلگیر ہونے میں تامل ہے کہ میرے ہاتھوں سینکڑوں کا
خون ہوا ہے اور سینکڑوں کو آزار پہونچا ہو تو یہہ جان لے کہ راج میں تیرے ہی حکم سے کرتا رہا ہوں اگر
غفلت میں گناہ مجھ سے سرزد ہوا اور میں نے راج نیتی کو عمل میں لاکر حکم موت اور آزار دیا تو یہہ بہی تیری
ہی حکم سے ہوا اب علمی روشنی سے مجھے ظاہر ہو گیا ہے کہ میں بذاتہ کچھ نہیں ہوں میں اپنے زعم ناقص میں خود
کو راجہ تصور کئے ہوئے تہا مگر حقیقتاً کچھ نہ تہا۔ سری بشن دیو آکر سامنے موجود ہو گئے۔ راجہ دیدار سری بشن
دیو سے بیخود ہو گیا اور اوسکی زبان گویائی سے ساقط ہو گئی۔ اوس حالت وجد میں راجہ کی زبان سے
یہی نکلتا تہا کہ میں ہی بشن ہوں اے میتری اوسوقت راجہ سے خودی دور ہو گئی تہی۔ سری بشن دیو
نے راجہ سے خطاب کیا کہ اے راجہ مانگ کیا مانگتا ہے کہ تیری آرزو پوری کروں راجہ بولا کہ جو میری
تمنا تہی بر آئی کہ تمہارے درشن ہو گئے۔ اب تم کو چہوڑکر اور کس مطلب کی آرزو کروں کہ سب کچھ
تمہیں ہو سری بشن دیو بولے کہ اے راجہ تو فکر مند تہا کہ جب سری بشن آویں گے اونکی نذر پیش کرونگا اب
میں آگیا ہوں میری نذر حاضر لا میری نذر میں اپنا اہنکار یعنی پندار جسد مجہے پیشکش کردے۔ راجہ نے جواب
دیا کہ جبتک میری انانیت قایم ہے تیرے قدموں کا دہیان میرے دل پر نقش ہے جب پندار

نہ رہا تو تیرا دھیان کیا رہیگا۔ خیر آپ کی نذرانا نیت کرتا ہوں۔ یہہ لیجائیے اور آپ ہی تشریف لیجائیے۔ کہ سری بشن دیو کی ہستی اوسیوقت تک ہے جبتک پنڈار جسد موجود ہے جب پنڈار جسد نہ ہا تو بشن کہاں رہا۔ یہہ کہکر اور پنڈار جسد سری بشن دیو کی نذر کرکے راجہ سروپ میں یعنی دیدار میں محو ہوگیا اور سری بشن دیو غائب ہوگئے۔

پراشر مہرشی میتری جی سے فرماتے ہیں کہ راجہ طرفۃ العین میں اپنی حقیقت سے واقف ہوکر دیدار میں محو ہوگیا مگر میں نے جو تجھے اسقدر مدت مدید تک تلقین کی اوسکا کوئی اثر تیرے قلب پر نمودار نہیں ہوا۔ تیری عقل و شعور پر افسوس آتا ہے۔ اے عزیز یہہ کالبد عنصری دم بھر میں فنا پذیر ہے۔ اسکی محبت چھوڑدے اور اپنے باطن میں اصل حقیقت کو ادراک کر۔ میتری جی نے عرض کیا کہ اے واجب التعظیم جو کچھ آپنے فرمایا اور جو کچھ حقیقت یقین اور اعتبار کی آپ نے عیاں فرمائی اس سے میں نے یہہ تو جان لیا کہ سوائے آتما کے اور کوئی شئے نہین ہے مگر اب مجھی یہہ بتائیے اور میرے شک کو رفع کیجیئے کہ پنجہ ملک الموت سے کیونکر خلاصی ہوسکتی ہے کہ میں دیکھتا ہوں کہ شہری برہما جی سے مورچہ ضعیف تک سب دام فنا کے پابند ہیں کسی کو مفر نہیں ہے۔ پراشر مہرشی نے فرمایا کہ یہہ سوال جو تونے اب مجھسے کیا ہے ایک مرتبہ نکل نے بھیم سین سے کیا تھا کہ وہ طریق ظاہر کیجیئے جس سے جم پوری میں جانا نہ پڑے بھیم سین نکل کو یہہ جواب دیا تھا کہ میں نے بھی سابقاً یہہ سوال کالنگ رکھیشر سے کیا تھا جو میرے گھر آگئے تھے جو کچھ اونہوں نے فرمایا تھا وہ تیرے روبرو بیان کرتا ہوں۔

حکایت جم کنکر

کسی وقت جم کنکر (منکر نکیر) نے جم راج (ملک الموت) سے سوال کیا کہ تمہارا خوف اور وہم جاندار کے قلب سے کیونکر معدوم ہوسکتا ہے دھرم راج نے جواب دیا کہ جبتک شناخت ذات سے محروم ہے اور غفلت میں ہے اوسوقت تک میرا خوف قلب میں متمکن ہے جب انسان اپنے اصل حقیقت سے آگاہ ہوتا ہے مرگ کا وہم اوس کے قلب سے رفع ہو جاتا ہے اور وہ مجھ سے بےخوف ہو جاتا ہے کہ وہ جان لیتا ہے کہ سب آتما ہی ہے سری بشن دیو تمام واہمات کا رفع کنندہ ہے۔ جو اوسکی پناہ میں آجاتے ہیں وہ میرے پنجے سے باہر نکل جاتے ہیں اور میرے پاس آنیکی اون کو کوئی ضرورت نہیں رہتی

نام اور روپ کا پندار تمثیلاً ایسا ہے جیسا کہ رسّی میں سانپ کا وہم ہوتا ہے اسی نام وروپ کا پندار وبال دوش ہوکر آواگون کا سرمایہ بنگیا ہے جسکی نظر نام وروپ کے پندار سے اوٹھ جاتی ہے وہ بلشبک اور بلاتکلف مکت یعنی رستگار ہوجاتا ہے۔

بیشنو وہ ہے جو بشن دیو کو جان لیتا ہے نہ وہ کہ جو ننگا ہوکر غسل کرتا ہے اوس سے شناخت دیو بشن نہیں ہوسکتی بشن دیو کے جان لینے کے یہہ معنی ہیں کہ جان لے کہ میں خود بشن دیو ہوں کیونکہ از قسم زیور جو بنایا جاتا ہے اہل حقیقت کی نظر میں وہ طلا ہوتا ہے اسیطرح سے جو تعینات گوناگون کہ از قبیل دیوتا وانسان وحیوان وغیرہ ہیں وہ سب ایک شری گوبندہی ہیں۔ اے کنکر تونے جو یہہ سوال کیا تھا کہ میرا وہم خاطر سے کسطرح معدوم ہوجاتا ہے اس کا جواب یہہ ہے کہ جنکی نظر طلسمات ظاہری سے اوٹھ گئی ہے اور جو بھجن اور فرض کی ادائگی کو مقدم جانتے ہیں اور ہاتھی سے لیکر چیونٹی تک اوسے ایک برہم آتما کے ناظر ہیں وہ میرے خوف سے ایمن ہیں اون کو ابھید بھگتی نصیب ہوچکی ہے۔ کہ اون کی نظر دوستی اور دشمنی سے بلند تر ہے۔ ابھید بھگت اسکو کہتے ہیں کہ سوائے بشن دیو کے اور کسی سے واسطہ نرکھے اور آئینہ دل کو زنگ شرک دودی سے پاک وصاف رکھے اور مانند سنگ بلور کے خود بیرنگ رہے اور تمام رنگوں میں ہمرنگ ہوجاوے جب یہہ پایہ حاصل ہوجاتا ہے تو دوستی کس سے کرے اور دشمنی کس سے نکالے۔ کہ اپنی ذات کو دوست اور دشمن سب میں بسیط او محیط پاتا ہے۔ ای کنکر یقین کرلے کہ واسودیو کے سوا اور کوئی نہیں ہے اور یہہ تمام عالم اوسی کا ظہور ہے اگر تیرا ارادہ یہہ ہے کہ مجھے نجات حاصل ہو تو اس قالب خاکی کی نفسانی خواہشات سے اس طرح دور بھاگ جیسی کوئی زہر کے پینے سے دور بھاگتا ہے اور یہہ تصدیق کرتا جا کہ جو کچھ کہ وہی ہے۔

کنکر بولا کہ جب میں کسی کو قالب سے جدا کرکے اپنے پنجہ میں لے آتا ہوں مجھے معلوم نہیں ہوتا کہ اوس کا سروپ کیا ہے مجھے یہہ بتاؤ کہ تم کس سے افعال نیک وبد کی پرسش کرتے ہو اور اوس کے معاوضہ میں جزا وسزا اسکو دیتے ہو۔ دہرم راج بولا کہ یہہ پوچھ اور جو کچھ میں نے تجھے بتایا ہے اوسپر عمل کر تجھ کو ایسے امور دریافت کرنے سے کیا مطلب ہے۔ جمدوت کہنے لگا کہ یہہ حیرت کی بات ہے کہ تم اور میں جسپر حکومت کرتے ہیں اوس کا اندیشہ ضمیر میں تو گذرتا ہے مگر آنکھ سے نظر نہیں آتا ہے پس دوزخ اور بہشت اور ہنگامہ سوال وجواب دہرم راج کیا معنی رکھتا ہے۔ تمہارا حکم ہونا

ہے کہ فلاں شخص کو بپاداش فلاں کردار چاہ عمیق میں قید کردو - تمہارے حکم کی میں تعمیل کرتا ہوں
میرے کانوں میں اوسکی آہ وزاری کی آواز آتی ہے الا اوس کے کمال میں مجھے کوئی نقص معلوم نہیں
ہوتا اور رنج وراحت میں ایک ہی حالت پر رہتا ہے - اس سے یہہ پایا جاتا ہے کہ جس چیز کو میں اپنے
پنجہ میں لیکر آتا ہوں اور جسم سے علیحدہ کرلاتا ہوں جس سے تم سوال وجواب کرکے جزاو سزا تجویز کرتے
ہو وہ شئے جسم سے مبرا ہے - جو شئے جسم سے مبرا ہے اور صفات تن سے عاری ہے اوس کو دام مرگ سے
کیا نقصان پہونچ سکتا ہے - اس سے میرے دل میں یہہ یقین ہوتا ہے کہ تمہارا سارا غوغا محض وہم و
خیال ہے - یا تو میرے دل کے شک کو رفع کردو اور میری بات کا جواب دو ورنہ مجھسے تعمیل حکم کی یعنی
ڈنڈ و پھانسی کی امید نہ رکھو کہ اب ان سے مجھ مطلب نہیں رہا ہے - دہرم راج نے جواب دیا کہ عیب و
صواب جو کرتا ہے اور اوس کی پابندی میں جو مقید ہے وہ جیو ہے - جدوت بولا کہ یہہ تو میں نے مان لیا
کہ وہ جیو ہے مگر یہہ میں نے نجانا کہ اوس کا روپ کیا ہے اور اوس کا رنگ کیسا ہے سیاہ ہے یا سفید
دہرم راج نے جواب دیا کہ ایشور یعنی کرتا سے کون یہہ سوال کرسکتا ہے کہ تو نے کیا کیا ہے - یہہ سوال
صرف جیو ہی سے ہوسکتا ہے - جدوت بولا کہ جب تم اوس کے اعمال سے واقف نہیں ہو تو عیب صواب
و نیک و بد کی تہمت اوسپر کیوں لگاتے ہو - دہرم راج نے فرمایا کہ اگر یہہ راز تجھ بتادوں تو میرا
سارا کارخانہ بہہ نہنڈ ہو جاویگا پس خاموش رہ اور کچھ نپوچھ - جم کنکر نے کہا کہ لعنت ہی مجھپر اور میری تعمیل حکم
پر مجھ یہہ تو معلوم نہیں کہ یہہ کیا ہے مگر میں اپنے آپ کو جم کنکر قرار دیر ہا ہوں - دہرم راج نے کہا کہ ای
نادان تجھ ان امور سے کیا نسبت جو خدمت تیرے سپرد ہی تو وہ بجا لا انمیں مشغول رہ اور شری گوبند
کا بھجن کیا کر اسطرح ہر زمانہ کے مکروہات اور حادثات سے ایمن رہیگا - جب بھجن کمال پہ پہونچیگا اور
تیرے دل کے آئینہ سے غفلت کا زنگ صاف اور معدوم ہوجاویگا اوسوقت اصل حقیقت خود بخود نمودار
ہو جاویگی - جدوت نے کہا کہ اگر شری گوبند کا بھجن میں نے کیا ہی اور اپنی اصل حقیقت سے بیخبر رہا تو
کیا حاصل ہوا - دہرم راج نے جواب دیا کہ یہہ نہیں ہوا کرتا کہ اول خود کو جانے اور پھر بھجن کرے قاعدہ
کلیہ یہہ ہے کہ اول بھجن کرے ازاں بعد خود شناس ہو - جم کنکر نے کہا کہ میں نہیں جانتا کہ میں کون
ہوں پس بھجن سے کیا حاصل ہوگا مجھے یہہ بتادو کہ میں کون ہوں - دہرم راج نے جواب دیا کہ
اس سوال کا جواب میں تجھے نہیں دیسکتا - تیرے سوال کا جواب بشسٹ جی دیں گے جم کنکر

بولا کہ میرے آقا تو تم ہو مجھے بسشٹ جی سے کیا مطلب ہی اگر میرے سوال کا جواب دیتے ہو تو بہتر ورنہ میں
اپنے آپ کو ہلاک کر ڈالونگا - دہرم راج نے کہا کہ تیرا قلب زنگ کدورت سے صاف نہیں ہوا ہی اور
بلا صفائی قلب کے تلقین کرنا خلاف اصول ہے اور گناہ تجھے لازم ہے کہ بدرگ آشرم میں جاکر چندے
ریاضت کر اور تمام خواہشات سے بیزار ہو جا کہ تیرا قلب خود بخود مصفا ہو جاویگا اور اپنے سروپ
کو جان جاویگا - جم کنکر نے سوال کیا کہ اے خداوند دل کیا چیز ہے جو صفائی قبول کرتا ہے - دہرم راج
نے جواب دیا کہ اے عزیز - دل معدن نیرنگی کا ایک لطیف جوہر ہے - جو راگ اور دویش - (تعلق اور
دوگانگی) میں آشفتہ ہو رہا ہے اور اسوجہہ سے تیرہ ہو گیا ہے اور پندار حبد نے اوسکو احاطہ کر لیا ہے
چونکہ اوس نے اپنے آپ کو یہی جسد قرار دے رکہا ہے اسیوجہہ سے کام اور کرودہ اوس کے گرد محیط
ہیں اور وہ ششدر میں مقید ہو گیا ہے - جب اپنے آپ کو جسم قرار دیا تو تعلقات جسمانی لازم آجاتے
ہیں - یعنی پیدا ہونا - جوانی پیری اور فنا اس قرار داد کے لازمہ ہیں - جب تصور کرتا ہے کہ میں پران
ہوں تو بہوک اور پیاس کہ پران کا شعار ہی لازم آجاتا ہے - جب خود کو من قرار دیتا ہے - خوشی
اور ناخوشی کا پابند ہو جاتا ہے بس یہہ سب لوازم اوسپر اسوجہہ سے عائد ہو جاتے ہیں کہ اوس نے
خود کو جسم قرار دی رکہا ہے - یہہ حال تو ایسے دل کا بیان ہوا جو زنگ سے مبرا نہیں ہے اب ایسے
دل کا حال سُن جو زنگ سے پاک ہے اور جسکو صفائی باطن حاصل ہو گئی ہے - اوس کی حقیقت کے
بارہ میں تجھے ایک حکایت سناتا ہوں -

حکایت راجہ سکہدیج

کسی زمانہ میں خاندان سورج بنسی راجاؤں میں ایک راجہ سُکہدیج نامی تہا - راج اوسکا دور دور تہا
رعایا پروری میں بے نظیر اور عدل گستری میں بیعدیل تہا - ایکدن حسب معمول شکار کیواسطے نکلا
کوئی شکار نہیں ملا مایوس ہو کر واپس پہرا - وسط راہ میں ایک گیدڑ ملا چاہا کہ تیر مارے - گیدڑ ہنسا
راجہ نے یہہ دیکہکر تیر چلانے میں توقف کیا اور گیدڑ سے ہنسنے کا سبب دریافت کیا - گیدڑ نے جواب
دیا کہ ہنسی مجھے اسوجہہ سے آئی کہ جب میں تیری تیر سے ہلاک ہو جاؤنگا تو ہر سہ عالم فنا ہو جاوینگے
یہہ بات سنکر راجہ کو کمال حیرت ہوئی اور بولا کہ تیری مانند میں نے بہت سے جانوروں کا شکار
کیا ہے لیکن عالم کے نظام میں کوئی خلل پیدا نہیں ہوا - تیرے مارے جانے سے کیا خلل واقع ہو سکتا

ہے شغال نے جواب دیا کہ غور کرو اگر میں ہوں تو ہر سہ عالم ہیں جب میں نرہا تو عالم کہاں رہ گیا
راجہ یہہ بات سنکر غرق حیرت ہو گیا اور اوس نے جان لیا کہ جو کچھ شغال نے کہا درحقیقت درست
ہے۔ اور سکے شکار کرنے سے باز آیا اور گہر آکر نہایا دہو یا اور دل کو خواہش و آرزو کی زنگ سے صاف
کردیا۔ زنان رقاصہ جو اوسکی مجلس میں ناچتی گاتی تہیں حسب معمول حاضر ہوئیں۔ راجہ نے اون کو
یہہ کہکر رخصت کردیا کہ زندگی چند روزہ ہے اب مجھے اس بیمعنی گفتار سے فرصت دو۔ رانی کو بولا کر
کہا کہ مجھی ویراگ طاری ہوا ہے۔ اب میں تارک ہوتا ہوں رانی نے جواب دیا کہ ای خداوند اس سے
کیا بہتر ہو سکتا ہے لیکن ایک بات میری سن لو پہر جو کچھ جی چاہے کرو۔ وہ یہہ ہے کہ جب تم
تارک ہو گئے تو تم کو غرور پیدا ہو جاویگا کہ میں تارک ہو گیا ہوں۔ ابہی تک تو تم کو اسی امر کا زعم ہے
کہ میں گرہست یعنی راجہ ہوں جب یہہ زعم جاتا رہا تو تارک ہونیکا پندار اس کی جگہہ لیلیگا کہ میں نے
راج پاٹ سب چہوڑدیا ہے اور ایشور کا فضل مجہپر ہوگا۔ راجہ بولا کہ جو کچھ تو کہتی ہے سچ ہے۔ مگر
بات یہہ ہے کہ تارک ہونے میں اسقدر آسودگی ضرور ہے کہ دل جو ہر طرف دوڑتا ہے پریشانی سے
آرام میں آجاویگا صفحہ خاطر سے زنگ غیریت سوائے شری گو بند کے بہجن کے صاف ہونا ممکن نہیں
ہے۔ میں اوسکو گیانی تصور کرتا ہوں جس نے تعلقات کو بروے وچار ترک کردیا ہو اور پہر پندار
ترک میں مقید رہے میری کیفیت تو اب یہہ ہے کہ میں سب امور سے بے تعلق ہو گیا ہوں جو تو کہے
سو کروں۔ رانی نے کہا کہ اول تو راج میں مصروف رہ بعد ازاں جو کچھ تیرا دل چاہے کر۔ راجہ کہنے لگا
کیا کروں کہاں جاؤں کوئی ہے جو مجہی ویدانت تلقین کرے۔ رانی نے جواب دیا کہ ایک شرط سے تلقین
ویدانت میں کرتی ہوں وہ شرط یہہ ہے کہ تیرے دل میں جو یہہ گمان ہے کہ یہہ میری عورت ہے
اسکو دل سے دور کردے راجہ بولا کہ میرے دل میں شعلہ شوق ایسا مشتعل ہوا ہے کہ مجہے زن و مرد
کی تمیز باقی نہیں رہی ہے۔ اس خانہ چرک و پیشاب پر اوس کی نظر پڑتی ہے جو حق سے منحرف ہے
جب حوران بہشتی میری نظر میں نہیں سماتیں تو تو کس شمار قطار میں ہے۔ رانی نے کہا اب مجھے یہہ
بتا کہ تو کون ہے اور تیرا کیا ہے۔ یہہ تمام موجودات جو نظر میں ہے آنکھ کہلنے پر موجود ہوتی ہے اور
آنکھ بند ہونے پر غائب ہو جاتی ہے۔ نہ تو رہتا ہے نہ کوئی تجھ سے رہتا ہے۔ جب تو کچھ نہیں ہے تو
تو کیا ترک کرتا ہے اور کیا اخذ کرتا ہے۔ یہہ کلام سنکر راجہ کا دل تمام دنیاوی امور سے سرد ہو گیا

मूत्र पुरीश भाजनम

اور اوٹھ کر اندر خلوت میں چلا گیا اور کارپردازان کو حکم دیدیا کہ اگر کوئی پوچھے کہ راجہ کہاں گیا تو کہدینا
کہ مر گیا۔ جب خلوت میں پہونچا تو حسب معمول پریاں لاتعداد عجیب وغریب زیور اور پوشاک پہنے ہوئے
حضور میں حاضر ہوئیں۔ چونکہ صورت پرستی سے اب دل سرد ہو چکا تھا راجہ بولا کہ اے گوشت اور پوست
کی تصویرو تم یہاں کس کام کی خاطر آئے ہو۔ جب میں ہی نرہا تو تم سے کیا مطلب رہا سب نے جانا کہ راجہ
پاگل ہو گیا ہے۔ رانی نے یہہ کہکر سب کو رخصت کیا کہ کوئی فکر کی بات نہیں ہے راجہ بخیر وعافیت ہے
جب آدھی رات گذری تو راجہ خواب سے بیدار ہوا اور ایسا زار زار رویا کہ اوسکے سیلاب سے گرد مائی
وہنی بالکل بیٹھ گئی۔ اب راجہ کی زبان سے نکلا کہ اگر میں کہوں کہ ہاتھی میرا ہے تو غلط اگر یہہ خیال
کروں کہ اسپ و پیادہ میرا ہے تو غلط اگر یہہ کہوں کہ زن و فرزند میرے ہیں تو غلط یہہ سب محض وہم
ہو اب میں کسکی پناہ میں جاؤں کہ مجھے عالم حدوث سے برکراں کرے۔ جب وہ جسم ہی جسکی پرورش کے
واسطے اسقدر خون جگر پیتا تھا اور جد وجہد کرتا تھا پائیدار نہیں ہے جو چیز کہ ایسے جسم سے تعلق رکھتی
ہے کب پائیدار ہو سکتی ہے۔ اے رانی مجھے معلوم نہیں کہ میں کون ہوں اور کسواسطے چڑیا کی طرح
قفس تن میں مقید ہوں۔ وجود انسان فی الحقیقت جو ہر گران بہا ہے جو میرے ہاتھ آیا اور میں نے
اوسکی قدر نہ جانی اور خاک میں پنہاں کر دیا۔ اپنی ماہیت سے کچھ وقوف حاصل نہیں کیا۔ ای رانی میرے
حال کی مصداق وہ حکایت ہے کہ ایک فقیر دریا کے کنارہ پر بیٹھا تھا۔ حباب کو دیکھکر بولا۔ ای حباب
تو میرا دوست جانی ہو جا کہ میں اور تو ایک ہو جاویں۔ فقیر یہہ کہہ رہا تھا کہ حباب معدوم ہو گیا
فقیر رونے لگا اسیوقت کوئی صاحبدل وہاں آپہونچا فقیر کو روتا ہوا دیکھکر سبب پوچھا فقیر نے کہا
کہ میں نے حباب سے دوستی کی تہی وہ معدوم ہو گیا اسوجہہ سے روتا ہوں۔ صاحبدل نے کہا کہ اے
نادان حباب کے معدوم ہو جانے پر کیا روتا ہے اپنے واسطے رونا بجا ہے کہ اوسکی مانند تو بہی ایکدم
کا مہمان ہے۔ اے رانی میرا خیال بعینہ اسکے ہو گیا ہے۔ رانی بولی کہ جب یہہ جانتا ہے اور بوجھتا
ہے تو پہر دوستی کیوں کرتا ہے۔ راجہ بولا کیا کروں کہ خواہش بہوت کی طرح دل کو چھٹے ہوئے ہے
کہاں جاؤں کیا کروں کون ہے جو مجھے بچاوے۔ رانی بولی خواہش تو خود کرتا ہے اور امید پناہ
دوسرے سے رکھتا ہے پس کون ہے کہ تجھے پناہ دیسکے۔ ایک دم بہر کے لئے بیخواہش ہو کر دیکھ خود بخود
رستگار ہو جاویگا۔ راجہ بولا کہ اگر اسوقت ستری گو بند آجائیں تو میں کیا کروں رانی بولی کہ تو

تو جیو پورش تن میں گرفتار ہے دیدار سری گوبند تجھ کو کیسے میسر ہو سکتا ہے راجہ بولا کہ میں عدالت میں بیٹھا تھا کہ ایک درویش وہاں آیا اور اوس نے بیان کیا کہ اگر دل کیسا ہی خواہش میں گرفتار ہو جس وقت کہ بیخواہش ہو کر یہہ جان لیتا ہے کہ عالم حجاب سے زیادہ نہیں ہے اوسی وقت مُکت ہو جاتا ہے کسواسطے کہ ذات کے دیدار کا حجاب یہی خواہش ہے پس اگر اسوقت جبکہ تمنا دل سے دور ہے اگر سری گوبند کے درشن ہو جائیں تو کوئی تعجب نہیں ہے۔ خود شری گوبند فرماتے ہیں کہ اگر کوئی بیخواہش ہو کر میرے پناہ میں آتا ہے مجھ میں اور اوسمیں کوئی تفاوت نہیں رہتا اے رانی مجھے تو یہہ سوجھتا ہے کہ نہ میں ہوں نہ کوئی مجھ سے ہے۔ یہہ تمام چشم و گوش وبینی اور دیگر اعضا کہ تو دیکھتی ہے پائیدار نہیں ہیں آخرکار مجھے چھوڑدیں گے اگر اسوقت کوئی مجھے ہر دو عالم بخشدے تو مجھ اوسکی بہی پرواہ نہیں ہے اگر اسوقت شری بھگوان تشریف لے آئیں تو اون کا نیاز کیا پیش کرنا چاہیئے۔ رانی بولی کہ جو کچھ تیری بساط میں ہے وہ سب اون کے قدموں میں نیاز کر دینا چاہیئے۔ راجہ بولا کہ میں نے عزم بالجزم کر لیا ہے کہ اگر وصال میسر ہو تو اپنا جسم اوسکے حوالہ کردوں اور پاک ہو جاؤں۔ رانی بولی کہ شری گوبند کو تیرے تحویل تن سے کیا حاصل ہوگا۔ اوپر چمڑا منڈہا ہوا ہے جس کے نیچے گوشت خون اور استخواں ہے ایسی چیز کو بہلا شری گوبند کو کیا نذر کرنا مناسب ہے۔ راجہ بولا تیرا کہنا سچ ہے یہہ تن تحویل کے لائق نہیں ہے اے رانی مجھے اوس شری گوبند کا جو مکٹ دہاری ہے کب درشن ہونگے فرط شوق سے راجہ مدہوش ہو گیا اور طاقت گویائی زائل ہو گئی۔ رانی نے دیکھا کہ راجہ مر گیا اور بے تن ہو کر میرے روبرو گر پڑا اوسکا سر اوٹھا کر راجہ راجہ کہکر فریاد کرنے لگی دو گھڑی بعد راجہ بولا اور کہنے لگا کہ کون راجہ اور کس کی رانی خالص شری گوبند ہے۔ رانی نے جان لیا کہ نادانی رفع ہو گئی زمین سے اوسکا سر اوٹھا کر بولی اے خداوند شری لشن دیو آئے ہیں اون کے درشن کرو۔ راجہ نے جواب دیا کہ شری لشن کہاں ہیں جو اوس کی دیدار کروں رانی بولی کہ تارک ہو جا۔ راجہ کہنے لگا کہ میں ہوں ہی نہیں ہو کیا جاؤں یہہ کہکر پھر خاموش ہو گیا جب پہر بہر رات باقی رہی دونوں ہاتھ پسار کر راجہ نے انگڑائی لی اور شری لشن کو بغل میں پایا۔ اور تمام گھر شری گوبند کے مقدم سے نورانی ہو گیا۔

دہرم راج نے جم کنکر سے کہا جس کا دل زنگ شرک سے پاک ہو کر توحید میں آجاتا ہے اوس کی حالت ایسی ہوتی ہے جیسے میں نے اوپر بیان کی۔ جم کنکر بولا کہ اور کچھ تکہو مجھے اوس راجہ کی

کیفیت بیان کرو۔ دہرم راج نے جواب دیا کہ تجھے اوس کے احوال سننے سے کیا حاصل ہوگا۔ تو خود
اوسکی مانند ہوجا اور شری گوبند کی شناخت کی آسودگی کو حاصل کرلے جم کنکر بولا کہ جب راجہ کو
بشن دیو کا دیدار حاصل ہوا اوس کے بعد راجہ اور بشن دیو میں کیا کیا سوال و جواب ہوئے۔ اس
آبحیات کو مجھ سے دریغ نہ کہو۔ سوای شری گوبند کے جو کچھ کہنے اور سننے میں آتا ہی میری نگاہ میں
ہیچ ہے۔ وجہہ یہہ کہ جب جانداروں کی جان نکالکر راہ میں اون سے پوچھتا ہوں کہ اسوقت تمہاری مادر
پدر اور پسر کہاں ہیں مال منال اور زر و قوت کہاں ہے تو جواب ملتا ہے کہ اسوقت میرا کوئی
نہیں ہے جو اس بلا سے مجھی نجات دے پس ای دہرم راج واحد لاشریک ہی۔ کوئی دوسرا نہیں ہی یکہ آتا
ہے اور تنہا جاتا ہے اسمیں کوئی تفاوت نہیں ہے کہ اپنے وچار سے خود بخود مکت ہوجاتا ہے اے
دہرم راج اس حکایت کو بکلی بیان کر اور میری پیاس اس آبحیات سے بجُہا۔
دہرم راج بولے کہ جب راجہ نے شری گوبند کو بغل میں لیا راجہ بیخود ہوگیا۔ بشن دیو ہنسے اور بولے
اے راجہ جو کچھ میرے واسطے نیاز کر رکہا ہے مجھے لادے۔ راجہ نے کچھ جواب ندیا۔ پھر بشن دیو نے
فرمایا اے آتم روپ بات کیوں نہیں کرتا راجہ نے جوابدیا کہ اے خداوند اپنا سوراج میں نے تمہاری
نذر کردیا۔ میں نہیں ہوں جو کچھ ہے توہی ہے (من نیستم ہرچہ ہستی توئی) شری بشن نے فرمایا کہ یہہ تو کچھ نہوا
تونے اپنا پندار وجود میرے نذر کیا۔ کہ اسی پندار وجود سے تمام عالم طپش میں ہے۔ راجہ بولا کہ کیا
یہہ اہنکار کوئی جدا ہستی رکہتا ہے یعنی پندار وجود غیر ہے میں تو یہہ جانتا تہا کہ تیرے سوا اور کچھ
نہیں ہے سری بشن دیو نے فرمایا کہ اگر غیر اور ماسوا نہیں ہے تو اہنکار (پندار وجود) کہاں ہے راجہ یہہ
ارشاد سنکر سو آتم میں محو ہوگیا۔ ہرچند سری بشن نے سوال کیا کچھ جواب نہ ملا جیسے کہ آب میں آب
ملجاتا ہے اور تفاوت برطرف ہوجاتا ہے ایسے ہی راجہ نے خود کو ابہید یعنی وحدہ لاشریک دیکھا
اس کے بعد رانی کہنے لگی کہ اے سری بشن تم نے میرے مالک کو مار ڈالا۔ سری بشن بولے میرا روپ
مرا نہیں ہے وہم مرگ سے آزاد ہوگیا ہے رانی بولی جیسا کہ تمنے میرے مالک کو مارا ہے اوسی طرح مجھے
بہی مار ڈالو کہ بعد مرگ خاوند عورت کا زندہ رہنا گناہ ہے سری بشن دیو بولے کہ تو عورت کہاں ہے
جو تجھے عورت جانے وہ ناقص العقل ہے تونے تو مجھے ابہید دیکھا ہے اور جانا ہے۔ رانی نے سوال
کیا کہ اے سری بشن تم کون ہو بشن دیو نے جواب دیا کہ میں ست چد آنند ادویتی ہوں۔ رانی

بولی کہ میں نے وید اور پوران نہیں پڑھے ہیں مجھے ہر ایک مرتبہ کی تشریح کرکے بتائیے سری بشن نے جواب دیا کہ ست (حق) اوسکو کہتے ہیں جسمیں است (غیر حق) آمیختہ نہو۔ چاد (علم) اوسکو کہتے ہیں جسمین چنتا (وہم) کی گنجایش نہو آنند (سرور) اوسکو کہتے ہیں جسمیں (الم) کی آمیزش نہو اور ادویتی وہ ہے جسمیں شرک غیریت نہیں ہے۔ رانی بولی میں تو یہہ جانتی تہی کہ تم ذات مقدس ہو مگر تمہاری قول سے ظاہر ہوتا ہے کہ تم سراسر آلودہ شرک ہو کیونکہ جو اوصاف تم نے اپنے بیان کئے یہہ سب بقید شرک ہیں بشن دیو ہنسے اور بولے کہ اے میرے روپ مجھکو برہم کہتے ہیں سب میرا ہی روپ ہے۔ رانی بولی کہ آپ کی تقریر یعنی آنجہانی ہے۔ اور میں سواے آپ کے کسی دوسرے کو نہیں جانتی ۔سری بشن دیو بولے کہ تو غلط کہتی ہے اگر میں ہوں تو تجھے کون جانسکتا ہے کہ مجھ سے برتر کوئی نہیں ہے کہ مجھے جانے ۔ رانی نے جواب دیا کہ اگر دانستن کو تجھ میں دخل نہیں ہے تو ندانستن کو کب تجھ میں تصرف ہوسکتا ہے۔ خالص تو ہی ہے ۔ اب سری بشن دیو بولے کہ اے رانی اگر میں ہی میں ہوں تو تو کون ہے رانی بولی کہ میں اپنے آپ کو نہیں جانتی کہ کون ہون ۔ سری بشن دیو نے فرمایا اے رانی تو جو یہہ کہتی ہے کہ میں خود کو نہیں جانتی یہہ کیسے ہوسکتا ہے تو جانتی ہے کہ من و تو سے عالم کا ظہور ہو رہا ہے ۔ رانی نے جواب دیا کہ آتما میں دانش کو دخل نہیں ہے اسوجہہ سے نہین جانتی کہ وہ شرک سے مبرا ہے ۔ سری بشن دیو بولے کہ معلوم ہوا کہ مجھ سے برتر ہے ۔ رانی بولی کہ پستی اور بلندی کو مجھ میں بار نہیں ہے میں ایک آتما سروپ ہوں ۔ سری بشن دیو بولے کہ ای میری روپ اسقدر باتیں نہ بنا کہ جس نے سروپ کو پالیا ہے وہ خود نہیں رہا ہے وہ سروپ ہوگیا ہے ایک دنیوی مسلمہ ہے کہ اگر کسی مالدار سے پوچھا جاوے کہ تیرے پاس کسقدر مال و دولت ہے تو وہ جواب دیتا ہے کہ میرے پاس کچھ نہیں ۔ تو کہ میرے راز حقیقت سے واقف ہوچکی ہے یہہ حرف و صوت تجھ سے عیاں ہونا تعجب ہی اب یہہ جان لے کہ جب میں ہوں اور ہستی میری ہی تو تو کون ہے اور تیری ہستی کہاں ہے جب تو نیست ہے تو پہر اس تسلیم میں وہم کو کیوں دخل دیتی ہے مناسب یہہ ہے کہ خاموشی اختیار کرلے اور قیل و قال سے باز آ اور حقیقت حال پر نظر رکھ کہ فہمید اور فکر کے سوا گفتار سے آتما کی راحت حاصل نہیں ہوسکتی جب سلسلہ کلام یہانتک پہونچا دہرم راج نے جم کنکر سے کہا کہ جس سے خوف مرگ معدوم ہوجاتا ہے ۔ وہ صورت یہہ ہے کہ شری گوبند گو

وحدہ لاشریک جانے اور خودی اور واہمات کو ترک کردی جس کا اعتقاد اس مسئلہ پر کہ شری گوبند کے
سوا اور کچھ نہیں ہے پختہ ہوگیا ہے اوسکو جمراج سے کوئی واسطہ اور تعلق و خوف نہیں رہتا ہے جمدوت
بولا کہ اسی بیان کو مکمل و مفصل مجھے سنائیے دہرم راج بولے کہ ان باتوں کے سننے سی تیرا کیا مدعا
ہے تجھے چاہیئے کہ بھکتی کرے جس سے قلب صفا پذیر ہو - جو تیری خدمات اور فرائض کے متعلق معلومات
دوزخ و بہشت سے ہی وہ پوچھے تو بتا سکتا ہوں - جمدوت بولا کہ مچھلی کو اگر پانی سے باہر نکالکر
دودھ کے دریا میں ڈالدیں تو اوس کی حق میں وہ دودھ زہر ہو جاتا ہے میرا مدعا یہہ ہے کہ میں اپنے
ماہیت سی واقف ہونا چاہتا ہوں اور تیرا قول یہہ ہے کہ دوزخ اور بہشت کے مراتب کی بابتہ
واقف ہو اس سے صاف یہہ ظاہر ہوتا ہے کہ بیوقوفوں کی بہکانے کو تو دہرم راج ہے اور میں جم کنکر ہوں
ورنہ اصل حقیقت میں دونوں محض وہم باطل اور خیال فاسد ہیں ہم نے اپنے ذہن میں یہہ سمجھ رکھا ہے
کہ ہم بھی کچھ ہیں - دہرم راج بولے خبردار جو ایسا لفظ زبان سے نکالا وہ ہرگوبی کرونگا کہ یاد رہے گی
نوکر کو آقا کے ساتھ برابری عین نادانی ہے - جمدوت نے جوابدیا کہ نہ تو میرا آقا نہ میں تیرا نوکر اگر تو
میرا مالک ہے تو اوس راجہ کی حکایت مجھے سنا - دہرم راج بولے کہ ابھی ایک اشارہ بیان سے تو تیرا
یہہ حال ہے کہ کہتا ہے کہ دہرم راج کچھ نہیں ہے اگر بالتفصیل تجھ سے بیان کرونگا تو تحقیق طور پر جان لیگا
کہ ہرسہ عالم محض وہم ہیں اور صرف کہنی ماتر ہیں - نیای شاستر کا حکم ہے کہ راجہ کو اپنے معتقدان
کے ساتھ حد سے زیادہ گفتگو کرنی مناسب نہیں ہوتی - اے جم کنکر چوراسی لاکھ نرک اور چوراسی لاکھ
سورگ یعنی دوزخ اور بہشت ہیں - بتا کہ ان میں سے تجھے کونسا پسند ہے کہ تجھے اوسمیں جگہہ دون
جمدوت نے جواب دیا کہ دوزخ و بہشت دونوں محض پندار اور وہم ہے دراصل ذات واحد شری گوبند
ہے - جب شری گوبند واحد مطلق ہے تو دوزخ کہاں اور بہشت کیسی اگر تم میرے آقا ہو تو مجھی راجہ کی
حکایت سناؤ - دہرم راج نے فرمایا کہ جو امور تیرے متعلق ہیں اون کے انجام دہی میں مصروف رہکر
اونکے متعلق جو کچھ دریافت کرنا ہے دریافت کرکہ اوسکو بیان کردوں اور تو جو اوس راجہ کی حکایت
پر اصرار کرتا ہے اگر تمام و کمال تجھے سنادوں تو آداب خوردی اور بزرگی تیری نظر سے جاتا رہیگا
اگر وہ راجہ مکت اور رستگار ہوگیا تو تجھے اوس سے کیا مطلب ہی تو خود اوس کی مانند نہیں ہو سکتا
تجھے تو یہی چاہیئے کہ سری بشن دیو کو ذات مطلق جان لے کہ پاک ہو جائیگا اور تیرا مطلب حاصل ہو جائیگا

رباعی ❊ سالک کہ ز راہ چشم دل بینا شد ❊ در چشم دلش حقیقتے پیدا شد ❊ دانست کہ من قطرۂ دریا ہستم ❊ دانستہ ہماں چشم زدن دریا شد ❊ جبکہ تیرا قلب زنگ دوئی سے پاک و صاف نہیں ہے میرے قول سے تجھے کیا فائدہ پہونچ سکتا ہے کہ تو برودی دچار یعنی غور و فکر پسندگان نہیں ہوا ہے تا وقتیکہ تو سر گریبان انصاف میں ڈالکر خود نہیں سمجھے اور سوچیگا اگر شری برہما اور شری بشن دیو خود آکر تجھکو تلقین کریں تو بھی کوئی فائدہ متصور نہیں ہو سکتا جب کوئی اپنے پندار ہستی کو درمیان سے دور کر دیتا ہے اور کامل اعتقاد سے یقین کر لیتا ہے کہ سوائے آتما کے اور کچھ نہیں ہے تو شری بھگوان ہی ایسے سنت کے مقابل وہم غلط ہو جاتا ہے۔ کہ سنت نرمل بے عیب ہے اور شری بھگوان میں یہہ نقص موجود ہے کہ اوس کا خاصہ پیدا کرنا اور فنا کرنا ہے۔ جمدت بولا کہ پاکی اور آلایش کو رہنے دی اور اوس راجہ کی حکایت سنا میری خواہش تو یہہ ہے کہ اوس راجہ کی حکایت سنوں اور مکت ہو جاؤں اور تو کہتا ہے کہ پاکی یہہ ہے اور ناپاکی یہہ ہے مجھے پاکی اور ناپاکی دونوں سے بے تعلقی ہے۔ دھرم راج بولے کہ سن۔ اوس راجہ نے کہا کہ اے شری بشن میں نہیں ہوں جو کچھ ہے تو ہی ہے ازل میں تو ہی تھا درمیان میں تو ہی ہے اور ابد میں بھی تو ہی ہوگا۔ شری بشن دیو نے جواب دیا کہ اگر اول اوسط اور آخر میں ہی ہوں تو تجھے مجھ سے کیا واسطہ ہے۔ راجہ بولا کہ جو کچھ میری زبان سے نکلتا ہے یہہ کمال نادانی ہے تیرے وصال کو نصیب ہو جانے سے میں اپنے آپ میں نہیں رہا ہوں پس کیا کہوں جو کچھ کہ ہے تو ہی ہے اور جو کچھ کہتا ہے تو ہی کہتا ہے۔ شری بشن دیو بولے کہ مانگ کیا مانگتا ہے کہ میں تجھے بخشدوں راجہ بولا کہ میرے دل میں سوائے تیرے اور کچھ دلنشین نہیں ہے تجھ سے سوائے تیرے اور کیا مانگوں مجھے اچل بھگتی عطا کر کہ سوائے تیرے نہ نظر میں آوے نہ علم میں ہو شری بھگوان نے فرمایا کہ نظر بلا تفاوت اوسوقت میسر ہو سکتی ہے کہ خواہش سے کلیتاً برکنار ہو جاوے۔

یہی خواہش ہے جو عقل پر پردہ ڈالدیتی ہے۔ جب انسان بےخواہش ہو جاتا ہے خود بخود آتا ہے۔ راجہ نے کہا وہ طریقت بتائیے جس سے خواہش نیست اور نابود ہو جاوے۔ شری بشن دیو نے فرمایا کہ طریقت یہی ہے کہ میں نہیں ہوں۔ دنیوی تمثیل یہہ ہے کہ جب کسی کو کسی سے عشق ہو جاتا ہے تو لوگ چاہے کتنا ہی منع کریں مگر وہ اوسکی صحبت سے باز نہیں آتا۔ اور اوسپر کسی کے کہنے کا کچھ اثر نہیں ہوتا پس جو کوئی میری دوستی کا دم بھرتا ہے اوسپر حیف ہے کہ میرے ہوتے اپنی ہستی قائم کرے اور میرے

سوا ناسوا کی تمنا کرتا رہے - اوس کی صورت یہہ ہونی چاہیئے کہ اگر کوئی برا کہے برا نمانے اور رنج نہ کرے اگر کوئی اچھا کہے دل خوش نہ کرے بلکہ رنج و خوشی دونوں سے غیر تعلق رہے -
جس انسان کی نظر جسم پر ہوتی ہے جو گوشت اور پوست سے زیادہ نہیں ہے اوسکو ہجو سے رنج اور تعریف سے خوشی ہوتی ہے جس انسان کا اعتقاد آتما میں درست ہو اوس کے لئے یہہ شرمناک امر ہے کہ ہجو سے دلتنگ اور تعریف سے دلشاد ہو - ای راجہ تو مجھ سے ایسی الفت کر جیسے کہ تجھے اپنے پران سے ہے - جیسے کہ خلا اندر اور باہر قایم ہے اور محیط اسی طرح ظاہر و باطن مین مجھے واحد مطلق تسلیم کر کہ یہہ تمام گوناگونی نام و روپ کے میں ہی ہوں نہ میرے سوا کچھ تہا نہ ہے تمثیل یہہ ہے کہ سمندر میں جو لہریں اور حباب پیدا ہوتے ہیں وہ ذات آب کے مختلف نقوش ہیں - اصلیت اون کی آب ہے پس یہہ عالم کی بوقلمونی میں ہی ہوں - اصل میں نرنگ جیسے جیو اور برہم ایسی لاکھ روپ دکھیئی کو ایک روپ مانئے) اگر تیرا یہہ کہنا ہے کہ یقین نہیں آتا اور یہہ کیونکر ممکن ہو سکتا ہے تو تجھے چاہیئے کہ ہمیشہ ضبطِ حواس کی کوشش کرے اور حواسوں کی دوستی کو زہر کی مانند ترک کر دے - اس سے رستگاری حاصل ہو جائیگی - تیرے دل میں زندہ رہنے کی خواہش بسی ہوئی ہے اور اسی ادنی سی خواہش کیوجہہ سے تونے مجھ سے انحراف کر لیا ہے زندگی وہی ہے جو میرے حضور میں میرے ساتھ گذرے زندگی وہ نہیں ہے کہ تمام عمر مال و زر پیدا کرنے میں صرف کیجاوے مال و منال دنیا کی دوستی محنت و غم کی دم کی برابر ہے اور در اصل ہجر کی صورت ہے - فرض کرو کہ مالدار زندہ ہے اور کسی وجہہ سے مال تلف ہو گیا یا چور چورا لیگیا یا حاکم نے ضبط کر لیا - جبتک زر ہے جبتک اوسکی صاحبی ہے جب زر نہ رہا اور نہ صاحبی وہ بمنزلہ مردہ کے ہے - مال و زر جمع کرنیکی خواہش جو تیرے دل میں جا کرتی ہے اوس کو صفحہ خاطر سے دہو ڈال اور تمام امید و ں سے ناامید ہو کر مجھ میں دل لگا کہ بلاشک میرا روپ ہو جائیگا - ظاہر ہے کہ لکڑی آگ میں ڈالو اور دیکھو جبتک آگ نہیں لگی ہے لکڑی نظر آتی ہے جب آگ لگ چکی اور اوس نے خود کو حوالہ آتش کر دیا تو جو لباس ظاہری اوس کا تہا اوس سے عریاں ہو کر عین آتش ہو گئی - اس طرح سے اے راجہ جبتک کہ تونے اپنے آپ کو مجھ سے جدا تسلیم کیا ہوا ہے تو آواگون کی قید سے رہائی نہیں پا سکتا - مگر جب یہہ تشفی کر لیگا کہ چتن ایک ہی ہے دوسرا کوئی نہیں ہے بلاشک میرا روپ ہو جاویگا - ای راجہ اگر کوئی مرگ کی خوف سے یار نسیت

کی امید سے دم بہر شری بھگوان کا بھجن کرتا ہے وہ تو سمجھتا ہے کہ میں نے بہت بھجن کیا ہے اور تمام ذراات جو پرورش تن اور خواہشات کے پورا کرنے میں گذار دیتا ہے اوس کا خیال بھی دل میں نہیں لاتا ہی تجھے چاہیئے کہ تو ایسا نہو تو تمام خواہشات سے بیخواہش ہو جا اور مجھے جان لے کہ میں کیسا ہوں میں خلقی ما نند سب میں محیط ہوں اور سب کے شامل ہوں۔ اگر میں ہوں تو غور کر کہ تو کہاں ہے اور جب تو نہیں ہے اور میں ہی ہوں تو وہم میں کیوں گرفتار ہوتا ہے راجہ بولا کہ اندر و باہر ظاہر و باطن میں توہی ہے پس کیا وسواس ہے۔ اگر خواہش ہے وہ بھی توہی ہے جب میں نہیں تو وہم کیسا۔ شری شِن دیو نے فرمایا کہ حواسوں سے دم بہر قطع نظر کرلے اور میری پناہ میں آجا اور میرا سوا کچھ نہ جان اور یقین کرنے کہ یہہ تمام موجودات عالم جو ظہور پا رہی ہے شری گو بنا رہی ہے۔ کسواسطے کہ دریا سے جو حباب پیدا ہوتا ہے بنظر حقیقت محض دریا ہے پس یہہ تمام موجودات ساکن و متحرک جو پیش نظر ہے ذات واحد شری شِن ہے۔ یہہ مراتب سہل و دروغ جو پیش نظر ہوتے ہین تو اون میں ایسا آشفتہ ہو رہا ہے کہ اپنی انتہہ کرن پر تیری نظر پڑتی ہی نہیں ہے ہر روز دیکھتا ہے کہ فلان کس مرگیا اور اوسکی لاش کو آگ میں جلا دیا گیا مگر دل میں ذرا بھی غور نہیں کرتا کہ آخر کار ایکدن میرا بھی یہی حال ہونا ہی صحبت تیری گرفتاران حواس کے ساتھ رہی ہے اور اسوجہہ سے تیرا عقیدہ یہہ ہو گیا ہے کہ قابل و ارجمند وہی ہے جس کے پاس مال و زر بہت ہے ایسون کے ساتھ نہیں رہی ہے جن سے کبھی یہہ سنا ہو کہ قابل اور ارجمند وہ ہے جو اپنے سروپ کو جانتا ہے۔ ای راجہ تجھے مردم ظاہر پرست کی دوستی سے کوئی فائدہ نہیں پہونچ سکتا۔ اپنی راحت کو اپنے قلب سے حاصل کر اور یہہ جان لے کہ میں خود بخود آتم سروپ ہوں۔ یہی احکام وید مقدس اور شاستر کے ہیں کہ جس کا اعتقاد آتما میں راسخ ہے وہ تعلقات عالم ناپائیدار سے برکراں ہے۔ حاصل زندگی وہی دم ہے جس دم میں یاد الہی ہوتی ہے یہہ نفس یعنی پران جواہر گران بہا ہے اسکو خواہشات کی خاک میں ملا کر ضائع نہ کر اور اصلی مدعا کو پہونچ اور بھگتی میں مصروف رہ راجہ نے سوال کیا کہ اگر میں بذاتہ کوئی چیز ہوں تو بھگتی کروں جب میں بذاتہ کچھ بھی نہیں ہوں تو بھگتی کون کرے۔ شری بھگوان نے فرمایا پھر بھی بھگتی مناسب ہی کس لیئے کہ جب خودی سے نظر اُٹھ گئی اور خود درمیان میں نہ رہا یہہ ابھید بھگتی ہو گئی۔ اے راجہ بھگتی تین قسم کی ہے۔ اول اوسط اور ادنی۔ ادنی بھگتی سنگ و

گن کی پرستش ہے۔ اوسط بھگتی خود کو خدا سے جدا جانتا ہے اور اول بھگتی وہ ہے کہ سوائے میری کسی کو نجانے اور کسی دوسرے کی خواہش نہ کرے اور خود اور بیگانہ سے بے تعلق رہے۔ اس بھگتی کو اعلیٰ طریقت تبلایا ہے بھگتی یہہ نہیں ہے کہ اپنی خودی کو قایم رکھے اور ذکر و فکر کرتا رہے اس کو مکر اور ریاکاری کہتے ہیں۔ راجہ نے کہا کہ جو کچھ ہے تو ہی ہے۔ میں کس کی بھگتی کروں کون ہوں۔ شری بھگوان نے جوابدیا کہ میں ہی ہوں اور میں ہی بھگتی کرتا ہوں کیونکہ جب مجھے خواہش ہوئی کہ عالم کی آرایش کروں جملہ افعال مجھ سے وقوع میں آئے کسی دوسرے کی فعل نہیں پس میں ہی بھگت ہوں اور میں ہی بھگتی کرتا ہوں۔ اے راجہ بھگتی کر کہ بھگتی میں سر در ہے اور اعلیٰ درجہ کی راحت ہے۔ راجہ نے کہا کہ جب تو ہی تو ہے اگر بھگتی نہ کی تو کیا کمی ہو گئی۔ شری گوبند نے جوابدیا کہ راحت سوائے یاد الہٰی کے حاصل نہیں ہوتی۔ راجہ نے پھر سوال کیا کہ جب تو ہی تو ہے تو دوکھ اور سُکھ (رنج و راحت) کیا ہیں شری بشن دیو نے فرمایا کہ رنج و راحت بھگتی سے ماسوا ہیں اگر بھگتی نہ کریگا تو اون کا سزاوار ہوگا۔ دراصل تو کون ہے میں ہی ہوں۔ راجہ بولا کہ اب میرا وہم رفع ہو گیا کہ دراصل میں نہیں ہوں تو ہی ہے۔ شری بھگوان نے فرمایا کہ یہی بھگتی ہے۔ راجہ بولا کہ داس یعنی طالب کی بغیر بھگتی عبادت ہو نہیں سکتی اور میری نظر میں سوای تیرا اور کچھ نہیں آتا ہے حیرت میں ہوں کہ بھگتی کون کرے۔ شری بشن دیو نے فرمایا کہ جب داس پد یعنی طالب و طلب درمیاں میں نہیں ہے وہ ابہید بھگتی۔ یعنی عشق پاک کہلاتا ہے۔ راجہ نے کہا کہ تیرے اسرار بے انتہا ہیں جو میری سمجھ سے باہر ہیں میں کہتا ہوں کہ سوائے مرید اور طالب کے بھگتی نہیں ہو سکتی اور تیرا کہنا یہہ ہے کہ بے طلب ابہید بھگتی ہے میری عقل حیران ہے یہہ بتا کہ عالم حدوث سی کسطرح عبور کروں اور رستگار ہو جاؤں اور کیا ہو جاؤں کہ میں فی الواقع کچھ بھی نہیں ہوں اور مجھے یہہ حیرت ہے کہ میرا انجام کیا ہوگا۔ شری بھگوان نے فرمایا کہ اگر میں ہوں خود کو خود تلقین کرونگا جسکو مکت حاصل ہو اوس کے لئے سخت شرمناک امر ہے کہ وہ مکرر خواہش میں مبتلا ہو اور وہ خواہش بھگتی کی ترک کر دینے کی کرے۔ یہہ کہکر شری بھگوان انتردھیان یعنی نظر سے غائب ہو گئے۔ جب راجہ نے دیکھا کہ شری بھگوان نظر سے غائب ہو گئے جان لیا کہ سوائے شری بھگوان کے اور کچھ نہیں ہے۔ جب سلسلہ کلام یہان تک پہونچ گیا۔ دہرم راج نے جم کنکر سے کہا کہ جب تیری وہ حالت ہو جائے گی جیسے تذکرہ بالا میں بیان ہوئی ہے تو نے تکلف اپنی سرو

کو حاصل کریگا۔ جدوت نے سوال کیا کہ جبتک دل ساکن اور قایم نہو جائے سروپ کا پالینا دشوار اور سخت معلوم ہوتا ہے۔ کیونکہ زبان سے نام واسودیو نراین کا لیتے رہنا اور دل سے عیب وصواب میں آشفتہ رہنا بھی نہیں کہلاتا۔ جو کہ تمام کاموں سے بیکار ہو جائے اور امیدوں کو ناامیدی میں مبدل کردے شاید وہ سروپ حاصل کر سکے۔ اے دہرم راج یہہ بتا کہ میں کون ہوں اور میرا روپ کیا ہے۔ دہرم راج نے جواب دیا کہ میں کئی مرتبہ تجھے سمجھا چکا ہوں کہ تو یہہ امر مجہہ سے دریافت نکر کہ شری بہگوان کا مجھے یہہ حکم ملا ہے کہ عدل کر۔ اگر اوس کے حکم سے انحراف کرتا ہوں تو سزاوار ٹہرتا ہوں۔ اوسوقت شری بشسٹ جی وہاں آپہونچے۔ بشسٹ کیا گویا برہما جیکی مورتی آموجود ہوئی۔ سر اور داڑہی کے بال منڈہے ہوئے تہے آنکھ آفتاب کی مانند سرخ اور روشن تہی مِرگ چھالا کندہے پر پڑا تہا اور دونوں ہاتوں میں ڈنڈ اور کمنڈل لئے ہوئے تہی شری نراین شری نراین کہتے ہوئے تشریف لائے اون کی آمد کیا تہی گویا آفتاب نے مشرق سے طلوع کیا تہا سب نے اوٹہکر اون کی تعظیم اور تکریم کی۔ جدوت نے دہرم راج سے سوال کیا کہ آپنے بیان کیا ہے کہ جس کا دل غفلت سے زنگ آلودہ ہو رہا ہے اوس کے لئے سروپ کا دیدار مشکل ہے اور جسکا قلب صاف اور آلایشات سے پاک ہے اوس کے لئے آسان ہے اب یہہ بتائیے کہ تیرگی اور صفائی کس سے ہے اور کس میں ہے۔ دہرم راج نے جوابدیا کہ تیرگی اور صفائی دونوں کا ظہور آتما سے ہی ہے پراشر مہرشی نے میتری سے کہا کہ دہرمراج کا جواب سنکر جم کنکر کی تسلی ہو گئی اور اوس نے مکرر سوال کیا کہ آتما کیا ہے مرد ہے یا عورت دہرمراج نے جوابدیا کہ آتما خود بخود ہے بشسٹ مہارشی بولے تونے سچ کہا کہ اگر خود ہے تو غیر بہی ہونا چاہیئے اگر غیر نہیں ہے تو خود کہاں ہی یہہ کلام سنکر جم کنکر کو ایسی خوشی حاصل ہوئی جیسے کہ طالب کو مطلب پر پہونچنے سے ہو جاتی ہے دہرمراج نے جواب دیا کہ آتما سے تمام مراتب جلوہ اور شہود پائے ہوئے ہیں مگر ان سب کا ظہور دینے والا سوائے آتما کے اور کوئی نہیں ہے وہ خود اور بیگانہ سے برتر ہے اور دوئی اور یگانگی سے پاک ہے۔ بشسٹ جی بولے کہ اگر خودی اور بیگانگی سے برتر اور دوئی اور یگانگی سے آتما پاک ہے تو پہر کیوں دو مراتب آتما اور پرم آتما قایم ہوئے ہیں۔ دہرمراج خاموش ہو گیا۔ بشسٹ جی جم کنکر سے مخاطب ہو کر بولے کہ تو جو کچھ پوچھنا چاہتا ہے مجھ سے سوال کر۔ اسی

اثنا رہیں گوتم رکھیشر اور یاگنہ ولک دونوں آ پہونچے۔ گوتم رکھیشر نے بشٹ جی سے سوال کیا کہ میرا روپ کیسا ہے سیاہ ہے یا سفید۔ بشٹ جی نے جوابدیا کہ میں نے جان لیا کہ میرے بیان کا سننے والا کوئی ہے اس سے مجھے تعجب ہوتا ہے کہ مجھ میں دوئی کو گنجایش نہیں ہے کیا کہوں اور کس سے کہوں گوتم رکھیشر نے کہا کہ تم کو گوئندہ اور شنوندہ کیسے نظر آگیا۔ میری نظر میں نہ گوئندہ ہے نہ شنوندہ۔ میں خود بخود ہوں۔ بشٹ جی نے جوابدیا کہ اگر ہر دو مراتب نہیں ہیں تو تو نے سنا کیسے۔ گوتم رکھیشر خاموش ہو گئے (یاگنہ ولک بولے کہ اصل حقیقت میں بیان کرتا ہوں کہ ایک آتما ہے سوای اوسکے جو کچھ نظر میں آتا ہے محض اوہام ہے۔ جم کنکر نے سوال کیا کہ مجھے ابتک یہہ معلوم نہیں کہ راست کیا ہے اور دروغ کیا ہے تفصیل بیان فرمایئے (یاگنہ ولک جی نے جوابدیا کہ جس سے کہ عالم کی پیدایش اور پرورش اور فنا ہوتی ہے اوسکو راست جانو اور یہہ تمام تعینات کہ ظاہر ہو رہی ہے اسکو باطل تصور کرو۔ جم کنکر نے سوال کیا کہ تم اس تعینات کو باطل کیسے قرار دیتے ہو کہ راست سے سوائے راست کے ظہور میں نہیں آسکتا جیسا کہ حباب دریا میں پیدا ہوا تو دانشمند جان لیتے ہیں کہ اوسکی حقیقت آب ہے (یاگنہ ولک نے فرمایا کہ ابھی تک غفلت کا پردہ تیری آنکھوں سے نہیں اوٹھا ہے۔ نہ شناخت ذات تجھے حاصل ہوئی ہے) جمدوت نے جوابدیا کہ نہ میں گیانی ہوں نہ اگیانی۔ یہہ دونوں تو ہی ہے۔ یاگنہ ولک نے سوال کیا کہ میں کون ہوں۔ جم کنکر نے جوابدیا کہ حیرت یہہ ہے کہ تجھے معلوم نہیں کہ میں کون ہوں۔ یاگنہ ولک نے جواب دیا کہ جب تو مجھے جانتا ہی نہیں ہے تو مجھ میں گیانی اور اگیانی ہونے کی صفت کیسے قایم کرتا ہے۔ جم کنکر خاموش ہو گیا۔ اوسوقت سوامی ویاس رشی آن پہونچے اور بولے کہ جس کسی کو مکت ہونے کی خواہش ہے اوسے لازم ہے کہ بھگتی کرے۔ یاگنہ ولک بولا کہ مکت جوگ سے حاصل ہوتی ہے۔ بیاس جی بولے کہ جسکو مکت حاصل ہو گئی وہ دونوں جہان سے آزاد ہو جاتا ہے کہ شری بھگوان کی بھگتی میں خواہش اور آرزو کو بار نہیں ہے۔ یاگنہ ولک بولا کہ یہہ بتاؤ کہ آتما ایک ہے یا دو۔ ویاس جی نے جوابدیا کہ آتما ذات واحد لاشریک ہے۔ غیر کہاں ہے کہ دو ہو جاوے۔ یاگنہ ولک نے کہا کہ مجھے وحدت واجب الوجود میں شک ہے۔ وجہہ یہہ ہے کہ اگر ذات واحد ہے تو سب میں یکساں کیوں نہیں ہے بعضے جوگ کرتے ہیں بعضے جپ کرتے ہیں بعضے کرم۔ دھرم اور سادھنا کے پابند ہیں واحد کس طرح مان لوں۔ اوسوقت بشٹ جی بولے اے

یاگنہ ولک سُن اور تصدیق کر کہ تمام کردار ایک ہی کردار سے وقوع میں آئے ہیں اگر جوگ میں پیوست ہی خود ہے اگر بھوگ میں آشفتہ ہے خود ہی غیر نہیں ہے تمثیل یہہ ہے کہ پانی تو ایک ہی ہے اگر درخت شیرین کی بیخ میں ڈالا جاویگا پھل شیرین ہوگا اگر درخت ترش کی جڑ میں پڑیگا ترش پھل دیگا۔ مگر پانی وہی ہے اوس کی ذات میں کوئی تفاوت نہیں ہے۔ یاگنہ ولک بولا کہ جوگ سے شتری بھگوان میں متوصل ہو جاتا ہے بشسٹ مہرشی بولے کہ فی الواقع درست ہے مگر متوصل اوسوقت تک ہے جبتک جوگ میں ہے جب جوگ سے اوتر آتا ہے تو دل ہر طرف پریشان جیسا کہ تہا ہو جاتا ہے۔ یہہ کرم جوگ میں نقص واقع ہے مگر گیان یوگ کی یہہ فضیلت ہے کہ کہاتے پیتے سوتے جاگتے اوٹھتے بیٹھتے ہمیشہ ایک حالت قایم رہتی ہے کسواسطے کہ پندار خودی برطرف ہو چکا ہوتا ہے یاگنہ ولک نے کہا کہ جس نے پندار خودی مٹا دیا اور جسکے افعال وجود عدم ہو چکے اوس کا جسم نظر میں کیسے آسکتا ہے۔ بشسٹ جی نے فرمایا کہ جسم عارفان محض دیدنی ہے ورنہ فی الحقیقت جسم اونکا نہیں ہے صورت اس معماکی یہہ ہے کہ رسّی کو آگ میں ڈالدو رسّی تمام وکمال جل جاویگی مگر بل اور پیچ رسّی کے بدستور قایم رہیں گے اور نظر آتے رہیں گے مگر اگر کوئی چاہے کہ اوس سے کوئی کام لے سکے یہہ ممکن نہیں ہو سکیگا۔ اسی طرح عارف کا جسم بھی ہست و نیست ہے۔ یاگنہ ولک بولا کہ آپ کا نام جہان میں جوگ باشسٹ ہے آپ کا فرض تو یہہ ہے کہ آپ جوگ کی پرورش کریں اور اوس کی بزرگی تسلیم کرادیں بشسٹ جی بولے میں کیا کروں میرا پسر پراشر جوگ کو قبول نہیں کرتا۔ یاگنہ ولک بولا کہ تجھے پسر سے کیا مطلب تو خود قبول کرلے بشسٹ جی بولے کہ قبول کیسے کروں کہ جوگ باطل اور بیدار ہے۔ پس باطل کا کیا اعتبار یاگنہ ولک بولا کہ تیری گفتار سے مجھے یہہ شک پیدا ہو گیا ہے کہ جوگ کرنے سے ہوتا ہے اور جوگ کو میں کرتا ہوں بشسٹ جی نے کہا کہ ہاں تیرا تصور کیا ہوا اور قرار دادہ ہے غور کر کہ ہر فعل جو نمود اور شہود میں ہے وہ کسی فاعل سے ظہور پذیر ہوتا ہے اگر فاعل فعل سے دست بردار ہو جاوے تو فعل کہاں قایم رہا یاگنہ ولک بولا کہ تجھے بیاس دیو کی رعایت منظور ہے اسیوجہہ سے جوگ کو باطل قرار دیکر گیان کو تسلیم کرتا ہے بشسٹ جی نے جوابدیا کہ میری نظر میں خویش و بیگانہ نہیں ہے فی الواقع جو راست ہے اوس کو معتبر مانتا ہوں اگرچہ جوگ سب سے بہتر طریقت ہے مگر یہہ جو کہا جاتا ہے کہ خود بخود ہے درست نہیں ہے فاعل سے ظہور میں آتا ہے۔ یاگنہ ولک نے سوال کیا کہ ست

یعنی برحق کیا ہے بشسٹ جی نے جوابدیا کہ آتما ست یعنی برحق ہے پر اشر جی میتری سے فرماتے ہیں
کہ اے میتری میں بھی وہاں جا پہونچا اور بولا کہ میں ہی ہوں اور سب نیست ہیں بشسٹ جی بولے کہ
یہہ کہنا واجب نہیں ہے میں نے کہا کہ اس لئے کہنا واجب ہے کہ میں خود بخود ہوں خود اور بیگانہ کو
مجھ میں بار نہیں ہے بشسٹ جی بولے کہ تو نے خود و بیگانہ کی صحبت اختیار کی ہے جب تو وہ تجھ سے برکنار
ہوئے ہیں - خود بخود ہونا تیرا کیسے ثابت ہوتا ہے - پراشر جی نے جوابدیا کہ میں نے کسی کی صحبت اختیار
نہیں کی ہے میں خود بخود ہوں یاگنہ ولک بولا کہ جس کسی نے جوگ کیا ہے وہ مکت و رستگار رہی
خود اور بیگانہ جوگ سے عدم پذیر ہو جاتا ہے - پراشر جی بولے جوگ تجھے نصیب ہو مجھے اوس کی ضرورت
نہیں ہے - میں نے ایک وقت شری بشن دیو سے سوال کیا تہا کہ اگر جوگ کروگے تو کیا تمہارا
مرتبہ اوس سے اعلےٰ ہو جاویگا جواب ہے شری بشن دیو نے ارشاد فرمایا کہ بیش و کم کو مجھ میں گنجایش
نہیں ہے میں بذاتہ جیسا ہوں ہوں بذاتہ الا گا گان ہوں بشن دیو کی یہہ بات سنکر جوگ کا اعتقاد
میرے دل سے دور ہو گیا اور میں نے جان لیا کہ اگر جوگ در اصل کچھ حقیقت رکھتا ہے تو خود بخود کیوں
نہیں ہو جاتا - یہہ جوگ فعل اور فاعل سے آہستہ آہستہ عمل میں آتا ہے - اے یاگنہ ولک جوگ اور بھوگ
دونوں کو چھوڑ اور یہہ بتا کہ تو کون ہے یاگنہ ولک بولا کہ میں دیرینہ سال جوگی ہوں پراشر جی بولے
کہ یہہ تو میں نے جان لیا کہ تو پراچین جوگی ہے مگر تیرا روپ کیا ہے - یاگنہ ولک بولا کہ تعجب یہہ ہے
کہ آغاز فعل کو نیک پورک اور بیچک کرتا ہوں مگر میں نہیں جانتا ہوں کہ میں کیا ہوں تو بتا کہ میں
کون ہوں - میں نے کہا کہ اگر تیری خواہش یہہ ہے کہ سروپ کو حاصل کرے تو جوگ کو ترک کردے
اور کچھ نہ کر اور جو کچھ میں کہوں اوسپر یقین لے آ - اپنی کیفیت تجھ پر منکشف ہو جائے گی یاگنہ ولک
بولا کہ شروِن اور منن - اور ندھیاسن اور ساکھشات پہر چہار مراتب مجھپر ظاہر کردے - میں نے
جواب دیا کہ شروِن اوسکو کہتے ہیں کہ ست سنگ اور ست شاستر کی وچار کو سنتا ہے اور
منن یہہ ہے کہ جو کچھ سنتا ہے اوسپر غور اور فکر کرے - اور ندھیاسن یہہ ہے کہ جو کچھ سنی اور برو وچار
اور غور و فکر تجھے خاطر نشین ہوا ہے اوسکو معتبر سمجھے - اور اوسپر یقین لاوے جب یہہ یقین
پختہ ہو جاتا ہے ساکھشات کار ہو جاتا ہے یعنی ظاہر میں نظر آنے لگتا ہے اور اپنا سروپ خود
بخود عیاں نظر آتا ہے - مثلاً پرہلاد کو دیکھو کہ اوس کے باپ نے کسقدر تکلیف اوس کو دی مگر

وہ اپنے جادہ اعتقاد سے منحرف نہوا جس کسی کو ایسا اعتقاد راسخ نصیب ہو جاتا ہے اوس کا ثمرہ یہ
ہوتا ہے کہ جہاں نظر ڈالتا ہے اوس کو سوائے اپنے روپ کے کچھ نظر نہیں آتا۔ تمیز مرد و زن کی
اوس کے دل سے دور ہو جاتی ہے اور وہ جان لیتا ہے کہ شش جہت اور روز و شب سب شری گوبند
ہے۔ اے یاگنہ ولک اگر تجھے خواہش دریافت سروپ کی ہے جوگ کو چھوڑ اور شری گوبند میں وارد
ہو جا یاگنہ ولک بولا کہ جس شری گوبند کو تو نے اس نام اور روپ سے ظہور دیا ہے اوسکو کسطرح
دیکھوں پراشر جی بولے کہ تجھے معلوم ہونا چاہیئے کہ ذات اور صفات میں ذرا سا بھی تفاوت نہیں
ہے اگرچہ ذات طلا سے قسم قسم کے زیور بنائے جاتے ہیں مگر دانشمند نظر اعتبار سے اوس کو طلا جانتے
ہیں۔ اسیطرح سے درخت ہزار ہا قسم کے مختلف ناموں سے موسوم ہیں لیکن نظر تحقیق میں اصلیت
چوب یعنی لکڑی ہے پس یہہ رنگارنگی کثرت کی جو نظر میں آتی ہے صرف وحدت پر دلالت کرتی ہے
اول اوسط اور آخر وہی ایک ہے۔ یاگنہ ولک خاموش ہو گیا ظاہر ہے کہ جب دریا جوش میں آکر
لہریں لیتا ہے تو حوض اور چاہ اور ندی نالوں کے آثار کیسے قایم رہ سکتے ہیں اب گوتم رشی
بولے کہ مکت یعنی رستگاری کی سبیل یہی ہے کہ بھجن کرتا رہے۔ بھجن یہی ہے کہ شری بھگوان کا نام
زبان سے جپا کرے۔ پراشر جی بولے کہ سب ایسا ہی کرتے ہیں اور زبان سے شری بھگوان کا نام
لیتے ہیں۔ مگر اس نام اور روپ کی راحت اون کے قلب کو حاصل نہیں ہوتی۔ ابھید بھی میں دانستن
غیر ہے۔ شری نراین کو اگر عناصر کا تکیہ گاہ قرار دیا جاوے تو یہہ درست نہیں کہ وہ اودیتی (واحد
یگانہ) ہے تکیہ گاہ کس کا ہوسکتا ہے بشسٹ جی فرماتے ہیں کہ بالا و پائین و ظاہر و باطن نراین
ہے اور میرا قول یہہ ہے کہ میں خود بخود ہوں یہی مکت ہے۔ گوتم رشی بولا کہ میری تمنا یہہ ہے
کہ سنیاس کو چھوڑ کر تیاگی ہو جاؤں پراشر جی نے کہا کہ ویرکت اوس کو کہتے ہیں کہ جو کسی سے
دوستی نہیں کرتا۔ تو جو سنیاس کو چھوڑ کر تیاگی ہونا چاہتا ہے تیاگی نہیں ہوسکتا کہ تو نے کسی
چیز کو چھوڑا اور کسی چیز کو اختیار کیا ویرکت ہو جا یعنی تیاگ سنیاس چھوڑ دے اور کچھ اختیار نکر تب
ویرکت یعنی تیاگی ہو سکتا ہے۔

گوتم بولا کہ ویرکت کا بانا مرگ چھالا اور میکھلا وغیرہ رکھتا ہے۔ پراشر جی نے کہا کہ تیری عقل
پر افسوس ہے تیاگی کو لباس سے کیا تعلق ہے ویرکت وہ ہے جس نے پندار خودی کو ترک

کردیا ہے یاگنہ ولک بولا کہ پرانایام (حبس نفس) کرنا چاہیے کہ سوائے جوگ کے مکت نہیں ہوسکتا تمام
جوگی اور منی جورستگار ہوئے ہیں جوگ کی بدولت ہوئے ہیں۔ بیاس جی بولے کہ پرانایام
کسطرح سے کیا جاتا ہے۔ یاگنہ ولک بولا کہ پرانایام میں پورک اور کنبنک اور ریچک کو ہردم نگاہ
رکھنا پڑتا ہے اور اسی سے مطلب اصلی حاصل ہوجاتا ہے اور دل سے تمام خواہشات دور ہوجاتی
ہیں اور وہ صاف و پاک ہوجاتا ہے۔ بیاس جی بولے کہ جسقدر جوگی مرتے ہیں اون کے اعضاء
میں گوشت پوست اور استخوان جیسا کہ تمام موجودات میں پایا جاتا ہے نظر آتا ہے یہہ بتا کہ
جوگی کس قسم کی صفائی کامل حاصل کرتا ہے اے یاگنہ ولک یاد رکھ کہ سوائے بہکتی کے کسی صورت میں
راحت حاصل نہیں ہوتی۔ شری گوبند کی بہکتی سے شخص ہی گوبند روپ ہوجاتا ہے شری بہگوان
نے ویدانت میں فرمایا ہے کہ تیرے سوا نہیں ہے اور بہکتی کی تلقین فرمائی ہے اور تنبیہ کیا ہے کہ اپنی
ماہیت سے آگاہ ہونا اور کردار باطل جوگ وغیرہ سے باز آنا بہکتی ہے جو اس کو گوش ہوش سے
سنے گا یقین ہے کہ وہم میں گرفتار نہیں رہ سکتا۔ مثلاً ایک آدمی دریا میں جا پڑا ہے دوسرا آدمی
ساحل پر کہڑا ہے وہ ڈوبنے والے کو کہتا ہے کہ اپنا ہاتہہ مجھے پکڑا دے کہ تجھے ڈوبنے سے بچالوں
مگر وہ نہیں مانتا ہے اور بالآخر غرق ہوجاتا ہے یہی صورت اون کی ہے شری بہگوان بہکتی کی
تلقین کرتا ہے لوگ تسلیم نہیں کرتے کردار باطل کی طرف رجوع لاتے ہیں پس گرفتار وہم رہتے ہیں
اور گوبند روپ نہیں ہوتے بہکتی بہترین طریقت ہے۔ جوگ سے واہمات رفع نہیں ہوتی۔
شری گوبند کی بہکتی سے گوبند روپ ہوجاتا ہے۔ یاگنہ ولک بولا کہ جبتک یوگ نکریگا باطن
پر نظر ہی کیسے پڑے گی۔ بیاس جی نے فرمایا کہ باطن پر نظر اوسوقت پڑجائے گی جب بہکتی کریگا
جوگ کرنے سے باطن تیرہ ہوجاتا ہے۔ کیونکہ جب جوگ کرتا ہے تو عقل کے زور سے تمام اندام جسم
پر نظر ڈالتا ہے اور سوائے گوشت اور پوست اور ریم کے کچھ اوس کو نظر نہیں آتا یہہ باطن
کی تیرگی کہلاتی ہے جس کے باطن میں سوائے شری گوبند کے اور کچھ نہیں ہے اوس کی چشم باطن
کہلی ہوئی تسلیم کیجاتی ہے۔ اسی نظر کو دیودرشت کہتے ہیں کہ ماضی اور مستقبل کی حقیقت جس
سے ظاہر اور عیاں ہوجاتی ہے یہہ کمال درشٹ اور دیو درشٹ اس لئے ہوتی ہے کہ دیو
بہگوان کو جانے۔ اے یاگنہ ولک چشم باطن یوگ سے نہیں کہلتی کہ سوائے گوبند کے جو کچھ نظر

میں آتا ہے وہ تیرگی اور کثافت ہے۔ جان لے کہ جو کوئی ظاہر و باطن میں یکسو ہو کر شری بھگوان کا بھجن کرتا ہے وہ دوئی کی آلایش سے پاک اور منزہ ہو کر نارائن روپ ہو جاتا ہے اسوجہ سے بھکتی بہتر ہے۔ پراشر جی میتری جی سے کہتے ہیں کہ بیاس کے سامنے کس کی تاب ہے کہ گفتگو کرے کہ بیاس خود وید روپ ہے بیچارہ یاگنہ دلک کے جو جوگ کی تقویت پر گفتگو کرتا تہا کیا ہستی ہو سکتی ہے بیاس جی نے فرمایا کہ اے حاضرین جلسہ سب شری گوبند کا بھجن کرو کہ خوف مرگ سے آزاد ہو جاؤ یقین کرلو کہ مادر اور پدر اور اور دوست ایک ہی شری گوبند ہے شری گوبند کو چھوڑ کر ماسوا میں دل لگانا واجب نہیں ہے۔ تم تمام حواسوں کو بھوگ بہی دو اور بھجن سری گوبند کا کرتے رہو دیکھو کہ غور کرو کہ آگ کہا تا ہے اِلّا ماہتاب پر عاشق ہے۔ ماہتاب کا شوق ہمیشہ اوس کے دل میں پیوست ہے اس لئے حرارت کا اثر اوسپر نہیں ہوتا اسطرح سے اگر بھجن کرتے رہو گے اور حواسوں کو بھوگ دیتے رہو گے تو بھجن کے اثر سے حواسوں کے بھوگ کا اثر زائل ہو جاوے گا۔ اس لئے بھجن کرنا واجب ہے کہ انسان رستگار ہو جاوے۔ یاگنہ ولک بولے کہ سکھ اوسوقت نصیب ہوتا ہے جب تریا میں بیٹھتا ہے۔ پس تریا بہتر ہے۔ بیاس جی نے جوابدیا کہ تو تریا لئے پہرتا ہے۔ اور میرے یہاں جاگرت بہی تریا ہی ہے کہ شری گوبند سے کیا چیز جدا ہے یہہ تمام جاگرت سپن سکہپت اور تریا صرف شری گوبند واحد ہے جسکو شری گوبند کی لگن ہے اوسکو دوسرے سے کیا مطلب ہے وہ خود گوبند روپ ہے۔ ۵

میان عاشق و معشوق رمزیست ۔۔۔ کرام الکاتبیں را ہم خبر نیست ؎ ؎ ؎

میان عاشق و معشوق ہیچ حائل نیست ۔۔۔ تو خود حجاب خودی حافظ از میان برخیز

خلاصہ تلقین چہارم

پراشر مہرشی نے اس تلقین میں میتری رشی کو سمجھایا ہے کہ بخواہش ہو جانا راحت دیدار کا حاصل کرنا ہے جسوقت انسان دم بہر کے لئے بہی بخواہش ہو جاتا ہے فوراً وصال نصیب ہو جاتا ہے دہرم راج اور جم کنکر کی حکایت سے مقصود یہہ ہے کہ جیو کی اصلی کیفیت کو جیسا کہ وہ تعلقات میں پابند ہوتا ہے دکہایا گیا ہے اور عذاب اور ثواب کو جہل و نادانی کی غفلت کا پردہ بتایا ہے

کیا گیا علمی روشنی میں یہہ حجاب زائل ہو جاتا ہے اور جب جیو اپنی حقیقت سے باخبر ہو جاتا ہے تو وہ
عین عالم ہو کر جملہ موجودات میں اپنا جلوہ دیکھتا ہے اور خوف مرگ سے آزاد ہو جاتا ہے یہی حالت زندگاری
ہے۔ اسی بیان میں سنتوں کے اعلے مرتبت کو ترگن اتیت ہونا ظاہر کیا ہے اور اوسکی تشریح یہہ ہے
کہ وشنو جو ہرسہ دیوتا میں بزرگ ہے اور جسمیں پیدایش قیام اور فنا کا جلوہ ہر دم ظہور میں آتا ہی
وہ بھی اس اعلے مرتبت سے محروم ہے۔ سنت بیخواہش اور بے لوث ہیں۔ ایشور میں لوث پیدایش
اور فنا کا موجود ہے اوس کا خاصہ پیدا کرنا اور فنا کرنا ہے۔ اس لئے سنتوں کو ایشور پر فضیلت حاصل
ہے بتدریج جم کنک کے خیالات کو بلند کر کے اس پایہ پر پہونچایا گیا ہے کہ وہ اپنے آتما کی حقیقت دریافت
کرنے کے قابل ہو جاوے اور جہاں ہستی ذات پر بحث شروع ہوتی ہے دہرم راج کنارہ کش ہو جاتا ہے
اور ششش فلسفہ کی کرتا آموجود ہوتی ہیں۔ یوگ کو ایک کریا سے زیادہ وقعت نہیں دیگئی ہے مگر
یہہ تسلیم کیا گیا ہے کہ یہہ اعلے کردار ہے یوگ میں شامل جتنک پیوست ہی دیدار ہے جب یوگ سی
باہر آتا ہے بہوگ ہو جاتا ہے اس لئے دوامی راحت حاصل نہیں ہوتی اور اسی وجہہ سے اس کو
باطل قرار دیا ہے بینائی کی بحث کو اسطرح پر قطع کیا گیا ہے کہ تثلیث حرف و صوت تک قایم
رہتی ہے تو جبہ ہیں تثلیث افعالی و علمی گرجاتی ہے اور نظر اور ناظر منظور میں محو ہو جاتے ہیں گفت
و شنود باقی نہیں رہتی۔ ویدانت کے اصول سے سری وید ویاس نے جملہ تعینات اور اوس کی
نیرنگی کو ذات واحد ثابت کیا ہے اور جملہ شاستروں میں اوسکی فضیلت تسلیم کرائی ہے اور بھکتی کو
مقدم قرار دیا ہے خود شری بھگوان نے اپنی زبان مبارک سے بھکتی کی تین قسمیں ادنی اوسط اور اعلی
بیان کی ہیں۔ اول بھکتی سنگ دگل کی پرستش ہے اس پرستش کا مدعا یہہ ہے کہ کوئی مرکز خیال
قرار دیکر اوس پر نظر اور توجہہ قایم کیجاوے جس سے کہ قلب ساکن ہو جاوے اور خیالات پریشان
دل سے دور ہو جاویں۔ اوسط بھکتی خالق اور معبود کی پرستش ہے اس بھکتی میں انسان اپنی ہستی
ہستی مطلق سے جدا جانتا ہی اور اوس کی پرستش کے ذریعہ سے اوس میں وصل کا طالب رہتا ہے
خواہش اور طلب قایم رہتی ہے اسوجہہ سے یہہ اوسط بھکتی قرار دی گئی ہے۔ اعلی بھکتی وہ ہے کہ انسان
تمام خواہشات سے بیخواہش ہو کر اوس ذات مطلق کی یاد اپنے پندار ہستی کو ترک کر کے کرتا رہے
اس صورت میں وہ ہر وقت ذات میں واصل اور مسرور رہتا ہے اور خوف مرگ سے آزاد ہو کر

زندگی جیسا کہ قسمت اوس کو رکھی بسر کرتا ہے۔ ہر حال میں مطمئن اور مسرور رہتا ہے۔ اسی ہکتی کا نام ابھیاسپتی ہے۔ اسی زندگی کے بسر کرنیکی بہترین صورت عارفاں باخبر نے حسب ذیل بیان کی ہے۔ اول شروں یعنی شنیدن قایم ہوئی ہے جس کا مدعا یہہ ہے کہ ست سنگ میں رہکر کلام وید مقدس و شاستر سنتا رہے اور اس سننی کی برکت سے اوس کے قلب میں اعتقاد کو جگہہ ہو جاوے دویم منن یعنی تسلیم کردں جس کا مدعا یہہ ہے کہ جو کچھ سنا ہے اوسپر غور و فکر کرے اور عقل سلیم سے غور و فکر کی بعد جو نتیجہ برآمد ہو اوسپر قایم رہے۔ یہہ اوس کی عقیدت کہلائے گی۔ سوم ندھیاسن۔ جو عقیدت کہ انسان کے منن سے قایم ہو گئی ہے اوس کو عمل میں لانا اور اوس کی مزاولت کرتے رہنا جس سے کہ عمل اور فعل زندگی میں وہ دلنشین ہو جاوے مراد اصلی ندھیاسن کی ہے۔ چہارم ساکھشات۔ اسکی صورت یہہ ہے کہ مزاولت دایمی سے عادت طبیعت ہو جاتی ہے اور طبعی طور پر جو اعتقاد راسخ ذہن نشین ہو کر آتا رہا ہے وہ ہر دم پیش نظر رہنے لگتا ہے۔ اسی کو ساکھشات کہتے ہیں کہ انسان اوسی عقیدت میں محو ہو کر عالم میں بچشم ظاہر اوس کو دیکھتا ہے۔ یعنی صفات جلوۂ ذات نظر آتی ہے۔ اس امر کی تشریح کہ عالم ہیچ و پوچ ہے نیست ہے قابل دلبستگی نہیں ہے بہت خوبی سے کی گئی ہے حق سے سوائے حق کے پیدا نہیں ہو سکتا پس عالم جو حق سے پیدا ہوا ہے حق ہے باطل نہیں ہو سکتا۔ اور جب وہ باطل نہیں ہے تو اوس میں دلبستگی کیسے باطل ہو سکتی یہی صورت ہے جو عالم صفات اور عالم ذات کی یکتائی ثابت کرتی ہے اور صفات کو جلوہ ذات اور حجاب ذات تصدیق کراتی ہے نظر جاہل اور نظر عارف کا تفاوت ہے۔

این جا ہمہ ہستی ہمہ ستیت ہمانا
این جا ہمہ عشق است حقیقت نہ مجاز است

تمام شد

تلقین پنجم

میتری نے سوال کیا کہ اے پراشر میں کیا ہوں - آنکھ یا کان یا سر یا پاؤں یا خون یا پوست یا گوشت یا استخوان یا من یا بدھی یا چیت یا اہنکار - پراشر جی نے جواب دیا کہ اے عزیز یہہ سب تجھ سے ظہور میں آئے ہیں اور تو ان سب کا ظہور دینے والا ہے تجھے کون بتا سکے کہ تو کیا ہے اسکی تصدیق کے لئے میں ایک حکایت تجھے سناتا ہوں -

حکایت پراشر مہرشی

ایک وقت میرے جی میں آیا کہ برہم لوک (عالم معقولات) میں جاؤں اور برہما جی (عقل کل) سے دریافت کروں کہ میں بحر عالم سے کیسے عبور پا سکتا ہوں ساتھ ہی خیال ہوا کہ جب آب نہیں ہے تو عبور کیسا اُسوقت چپ ہونا پڑیگا پس دل میں سوچا کہ اول یہہ دریافت کر لینا چاہیئے کہ بحر عالم کا آب کیا ہے زاں بعد برہمہ لوک جانا موزون ہوگا - اے میتری تو بتا کہ عالم میں آب کیا ہے میتری نے کہا کہ میری نظر میں بحر عالم کا آب واسنا (خواہش) ہے پراشر جی نے پوچھا کہ واسنا کا روپ کیا ہے میتری جی بولے کہ واسنا کا روپ میں نے نہیں دیکھا ہے پراشر جی نے کہا کہ جس چیز کا روپ تو نے نہیں دیکھا اوس سے تو کیوں ڈرتا ہے میتری نے کہا اے مرشد آپ ہی بتائیے کہ کیا ہے پراشر جی بولے کہ میں نے فکر کرکے یہہ تجویز کیا ہے کہ اگر برہما جی پوچھینگے کہ بحر عالم میں آب کیا ہے تو جواب دونگا کہ یہی اہنکار (انانیت) آب ہے پھر خیال آیا کہ وہ کہیں گے کہ اگر اہنکار (انانیت) آب بحر عالم ہے تو تجھے اوس سے کیا مطلب سوچا کہ جواب میں کہونگا کہ میرا مدعا یہہ ہے کہ پندار خودی ترک کردوں برہما جی کہیں گے کہ اہنکار تجھ سے پیدا ہو رہا ہے اور عبور

کرنا ہی مجھی کو ہے مجھ سے کیا پوچھتا ہے۔ تب کیا کہونگا سوچ سمجھ کر میں نے قرار دیا کہ اگر میں خود انانیت کو ترک کردوں تو بر ہماجی سے التجا کرنے کی کوئی ضرورت نہیں رہتی اب دل میں سوچا کہ دریا سے گذرنے کے لئے کشتی کی ضرورت ہوتی ہے اول کشتی تلاش کرنی چاہیئے ساتھ ہی خیال آیا کہ کشتی کوئی بنا کر نہیں دیگا۔ بلکہ یہہ ہدایت کریگا کہ پندار خودی و ماسوا کو ترک کردے یہی کشتی ہو جاویگی اس صورت میں مجھے چاہیئے کہ پندار خودی و ماسوا کو خود ہی ترک کردوں اب یہہ مشکل آپڑی کہ عالم ایک دریا تھا اور پندار خودی اور پندار ماسوا دو کشتیاں تھیں۔ انسان دو کشتیوں پر سوار ہو کر دریا کو کیسے عبور کر سکتا ہے جیسے دریا ایک ہے کشتی بھی ایک ہونی چاہیئے۔ تلاش بسیار کے بعد ایک کشتی پیدا کی جس سے دریای عالم کو عبور کرنا ہو سکتا ہے وہ یہہ ہے کہ "میں نہیں ہوں" جب میں نہیں ہوں تو خودی کہاں ہے پھر جو غور کیا تو خیال آیا کہ جب میں نہیں ہوں تو عالم کہاں ہے اور کشتی کسکے واسطے درکار ہے۔ یہہ سوچکر مجھے ایک حیرت سی ہوگئی اور میں نے پندار خودی و ماسوا کو ترک کر دیا۔

ای میتری تو نے کبھی بخواہش ہو کر شری گو بند کا بچن نہیں کیا ہے تیرے دل میں ترک و اخذ کی گرہ بندی ہوئی ہے تو نے دل میں یہی ٹھان لیا ہے کہ یہہ ترک کروں تو وہ حاصل ہو سمجھ لے کہ یہہ ترک و اخذ شری گو بند کی بھگتی کی سبیل نہیں ہے اگر میں شری گو بند کی بھگتی کا بیان تیرے روبرو کرتا ہوں تو توجہ نہیں دیتا اگر دنیا کے مال و منال حاصل کرنیکا تذکرہ چھیڑتا ہوں تو خوب دل لگا کر سنتا ہے اور دل و جان سے اُسپر عمل کرنے کی کوشش کرتا ہے اے عزیز تجھے چاہیئے کہ سنتوں کی صحبت سے فائدہ اُٹھائے ذرا دل میں غور کر اور دیکھ کہ تو کون ہے۔ میتری بولا کہ میں برہم روپ ہوں پراشر جی بولے کہ کہاں تو اور کہاں برہم تو نیرنگی کی کثافت میں آلودہ ہو رہا ہے اور قیاس کر رہا ہے کہ میں برہم ہوں میتری نے کہا آپ کا ارشاد بجا ہے مگر غور فرمایئے کہ جب برہم پورن ہے تو کیا نیرنگی اُس سے جدا ہے نیرنگی بھی برہم روپ ہے پراشر جی بولے ای نا سمجھ یہہ جتنے راج رشی اور دیورشی ہیں ان کو مرگ سے کیوں خوف آتا ہے اور تجھے مرگ سے کیوں خوف نہیں آتا میتری نے جواب دیا کہ خوف غیر سے ہوتا ہے نہ کہ خود سے جب برہم کے سوا کوئی اور ہستی نہیں ہے اور اول و آخر برہم ہی ہے تو کال بھی اوسی کا ایک روپ ہے اور جو کہ مارتا ہے اور جو کہ مرتا ہے وہ دونوں برہم ہی ہیں پراشر جی نے ہنسکر کہا کہ اب تو تو برہم رشی معلوم ہوتا ہے میتری جی بولے راج رشی اور برہم رشی یہہ سب نام ہیں جو کچھ کہکر مجھے آپ پکاریں گے صرف نام رکھیں گے مگر جان لیجئے کہ میں نام اور روپ دونوں سے مبرا ہوں پس جواب کیا دوں۔ پراشر جی نے کہا کہ تو مکار ہے اور جھوٹ بولتا ہے دل سے تو پندار خودی و ماسوا میں گرفتار ہے اور زبان سے کہتا جاتا ہے کہ میں برہم ہوں اور مجھ میں نام

وروپ نہیں ہے مجہو اس کا یقین کیسے آئے اب میں تمہکو حقیقت حال کی ایک حکایت سناتا ہوں غور سے سُن۔

حکایت پراشر مہرشی

ایک وقت ایسا اتفاق ہوا کہ میں ایک جنگل میں جا پڑا۔ اوس وقت مجہو اپنے جسم کا کچھ ہوش نہ تہا اور نہ یہہ معلوم تہا کہ میں کون ہوں اور کہاں ہوں اگر میرا نام لے کر کوئی مجھے پکارتا ہی تو مجھ سے کوئی جواب نہ پاتا اکثر مرتاض اوس جنگل میں مقیم تھے اونہوں نے جو مجھے اس حال میں پڑا دیکھا تو خیال کیا کہ یہہ مردہ ہی جنگل سے لکڑیاں جمع کر کے لائے۔ چتا بنائی اور مجھے اُس میں رکھہ کر چتا کو آگ لگادی لکڑیاں جلتی نہیں مگر مجھے آگ سے کچھ نقصان نہیں پہونچتا تہا۔ اب بتا کہ مجھے تیری بات کا یقین کیسے آئے تو لذات حواس کا دلدادہ ہو رہا ہے اور آپ کو برہم روپ بیان کرتا ہے ایک اور حکایت حقیقت حال کی تجھے سناتا ہوں سُن۔

حکایت ادوہوت دتاتریہ

کسی وقت ادوہوت دتاتریہ ایک جنگل میں چلا جاتا تہا ادوہوت کیا کہ خود شیو روپ تہا نہیں نہیں خود بخود تہا جواب کے چشمے اُسجگہہ جاری تھے اون کی روانی سے صدائے شیو شیو برآمد ہوتی تھی ادوہوت نے کہا کہ جب شیو ہے تو کہنے سے کیا حاصل۔ جواب ملا کہ شیو ہے یعنی آنند اسی حال میں نظارہ قدرت کرتا ہوا آگے بڑہا۔ اُس کی جٹا ایک درخت کی شاخ میں اُلجھ گئی تو ادوہوت نے جانا کہ قیام اور حرکت (استہاور وجنگم) دونوں شیو کے روپ ہیں اور شیو ہیں جب شیو نے روک رکھا ہے تو آگے بڑھنا کیسے ہو سکتا ہے پس اوسی طرح کہڑا رہا اس جگہہ سے تہوڑی دور آگے شہر تہا اور اسمیں ایک راجہ حکمراں تہا رات کو اُسے دیوی بہوانی نے پرچہ دیا کہ کل صبح مجھے انسان کا دان دے راجہ نے صبح اوٹہکر تمام شہر میں منادی کرادی کہ اگر کوئی روپیہ لیکر بلدان کے لئے اپنا تن دینے کو تیار ہو تو حاضر ہو جائے۔ کوئی ایسا شخص نہ ملا کسی نے منظور کیا اسی اضطراب کی حالت میں راجہ شکار کی نیت سے باہر نکلا۔ رفتہ رفتہ وہاں پہونچا جہاں ادوہوت اس حال میں کہڑا تہا۔ راجہ نے دیکھا کہ ایک مرد قوی ہیکل اور لاوارث ہے اُس کے پاس آکر سوال کیا کہ تیرے مادر و پدر کون ہیں جواب دیا کہ شیو۔ پھر پوچھا کہ تیرا درن وآشرم کیا ہے۔ جواب ملا کہ شیو۔ راجہ نے جان لیا کہ یہہ شخص پاگل ہے اور نہ اس کا درن ہی نہ آشرم راجہ نے حکم دیا کہ اسکی مشکیں کسلو۔ چنانچہ مشکیں کس لگئیں۔ ادوہوت جیسا اپنے حال میں مگن کہڑا تہا ویسا ہی

مگن کھڑا رہا جبکہ اوس کی مشکیں باندہی گئیں تو وہ بے حال نہ ہوا - وجہ یہہ تھی کہ اودہوت کی نظر میں سوائی
شیو کی کوئی دوسرا نہ تہا اور وہ یقین کرتا تہا کہ شیو نے باندہ رکہا ہی اسی طرح جکڑا ہوا اسکو دیوی کے بھون میں لے گئی
راجہ نے سوچا کہ ایسے شخص کا بلدان دینا جس کا نہ کوئی ورن ہے نہ آشرم نہ باپ ہے نہ ماں کوئی گناہ نہیں ہے - یہہ
سمجھ کر تلوار میان سے نکالی اور اودہوت سے پوچھا کہ تیرا سر دیوی کے پرسن کرنے کی خاطر چڑہا دوں - اودہوت
نے جواب دیا کہ شیو ہے - اب راجہ چاہتا تہا کہ تلوار سے اودہوت کا سر قلم کر دے کہ اتنے میں دیوی کی بھون سے
ایک صدا آئی اور دیوی نے پرتکش یعنی عیاں ہوکر راجہ سے کہا کہ اے نادان تو نے بڑا گناہ کیا جو ایسے شخص
کو تکلیف اور ایذا پہونچائی وہ ذرا زبان ہلا دے تو میں اور تو دونوں جلکر خاک ہو جاویں - ای راجہ تو نے
یہ نہ جانا کہ جس شخص کی گردن مارنے کے لئے تو بھون میں لایا اوسکی تیوڑی پر بل بھی نہ پڑا -

جب سلسلہ کلام یہاں تک پہونچا تو پراشرجی نے میتری کو کہا کہ پرمہنسوں کی حالت ایسی ہوتی ہی جیسے اوپر
بیان ہوئی اون کو تن بدن کا ہوش نہیں ہوتا ہے - تو کہتا ہی کہ میں نام و روپ سے مبرا ہوں اگر میں اسوقت
حکم دوں کہ تیری ناک اور کان اوڑا دیں تو ابھی بول اُٹھے کہ میں برہمن نہیں ہوں تیری نظر میں ہستی تیری ہی
نہ کہ برہم کی پس تجھے لازم ہے کہ شری گوبند کا بھجن کرے جس سے تیرا قلب صاف اور روشن ہو اور پندار خودی
جاتا رہے -

حکایت اودہوت دتاتریہ

اب سن کہ راجہ نے اودہوت کا بلدان موقوف کیا اور اوس سے اپنے گناہ کی معافی چاہی اودہوت بولا کہ
شیو تیرے سوا کون ہے جو تجھے معاف کرے - راجہ نے سوال کیا کہ اے اودہوت میں نام اور روپ سے کیسے عبور
پاؤں - اودہوت بولا کہ بڑی حیرت ہے کہ تو آپ اور نام اور روپ سے عبور ہونے کی خواہش رکھتا
ہے اے راجہ بیراگ کر اور دیکھ کہ سوائے گوبند کے کچھ نہیں ہے جب گوبند ہی گوبند ہے تو عالم کہاں ہے
جب عالم نہیں ہے تو نام اور روپ کہاں رہا - ای راجہ یقین کرلے کہ نہ راجہ ہے نہ رعیت ایک شیو ہی ہے جو خود بخود ہے
جو سنکلپ کہ تیرے من میں اُٹھ رہا ہے کہ میں کچھ ہوں اسکو دل سے دور کر دے اور سمجھ لے کہ تو جسم نہیں ہے جسم کیا ہے
اوپر چمڑا منڈھا ہوا ہے چمڑہ کے نیچے گوشت اور ریم اور خون اور استخوان ہیں پس ایسے جسم کو جو تمام ناپاکی
نقایص اور بیماریوں سے بھرا ہوا ہے تو سمجھا ہوا ہے کہ میں ہوں ، یہی جسم جب گر جاتا ہے اور انسان

مرجاتا ہے تو خویش واقربا سب یہہ کہتے ہیں کہ اسکو گہرسے نکالکرلے چلو کہ یہہ پریت ہوگیا ہے۔ جب تک نعش کو جلا کر نہ آویں کھانا پینا حرام ہے۔ اوس کی بیوی جو اوس کو نہایت عزیز کہتی تہی جب دیکھتی ہے کہ مرگیا تو اوس سے ڈر کر بھاگنے لگتی ہے۔ اور نصف راہ میں کوزہ توڑتی ہے کہ نہ تو ہمارا نہ ہم تیرے۔ ہمارا تیرا واسطہ ختم ہوا ہے۔ ای میتری جو شخص نہایت عزیز تہا اوس کا تو یہہ حال ہوتا ہے۔ اس لئے تجھے لازم ہے کہ اسی حیات میں سب سے بے تعلق ہو جائے۔ جب چتا میں رکھ کر آگ لگاتے ہیں تو منہ میں روغن ڈالدیتے ہیں کہ تو جلد رخصت ہو جا۔ عمر بھر تو ہمارا تہا۔ اب ہم تیرے نہیں رہے۔ یہہ عورت کا حال ہوا اب اُس کے لڑکے کا حال سُن جو اوسکا یادگار باقی ہے وہ سنکلپ کے وقت اُسکو پریت قرار دیتا ہے۔ ای میتری ان واقعات پر غور کر اور ایسے جسم کی محبت چھوڑ اور پندار خودی ترک کردے یاد الٰہی میں مشغول رہ کہ سب وہی ہے ہمہ اوست۔ میتری کہنے لگا کہ شری برہما کی حکایت سنائیے۔

حکایت پراشر مہرشی

پراشر مہرشی بولے کہ میں برہم لوک میں گیا تو کیا دیکھتا ہوں کہ شری برہما جی بیٹھے ہیں مجھ و دیکھکر ہنس پڑے اور بولے کہ تیرا آنا یہاں کیسے ہوا ہے۔ میں بولا کہ یہاں آنے کا مدعا تو یہہ ہے کہ اپنے سروپ کی شناخت کرسکوں جو گنیشر جو اوس صحبت میں موجود تھے بولے کہ اے پراشر اگر سروپ کا دیدار چاہتا ہے تو یوگ کر میں نے کہا کہ یوگ کرنے میں مجھے کیا تامل ہے۔ البتہ یہہ ذرا سا خیال ہے کہ اول یوگ کرنے والے کو جان لوں تو خود بخود یوگ کرونگا یوگیشر خاموش ہوگئے میں آگے بڑھا اور دیکھا کہ سنکادک بیٹھے ہوئے ہیں مجھ دیکھکر بولے کہ ای پراشر بڑے تعجب کی بات ہے کہ سروپ کے دیدار کے لئے تو یہاں آیا ہے سروپ تو ہر جگہہ موجود ہے۔ اوسکی لئے یہاں آنے کی ضرورت ہی کیا تہی۔ خیر تم آئے ہو دیدار کی خاطر اور دیدار کے لئے سہ مراتب نظر۔ ناظر اور منظور درکار ہیں۔ سروپ میں یہہ ہر سہ مراتب موجود نہیں دیدار ہو تو کیسے میں نے جواب دیا کہ اگر میں ہوں تو اپنے سروپ کو آپ ہی دیکھتا ہوں اور ہر سہ مراتب نظر ناظر اور منظور میں ہی ہوں۔ سنکادک بولے کہ تو خود کہتا ہے کہ میں یگانہ ہو کر اپنے آپ کو ثلاثہ دیکھتا ہوں اور دیکھتا ہے کہ یہہ میرا ہاتھ ہے یہہ میرا پاؤں یہہ میری آنکھ ہے اور یہہ میرا کان۔ غور کر کہ جو کچھ دیکھنے میں آتا ہے وہ محض خیال اور باطل ہے حق وہی ہے جو دیدار سے برتر ہے وہ علم ثلاثہ باطل کو دکھاتا ہے اور آغاز وایجاد رکھتا ہے علم خالص حق ہے اور اُس کا نہ آغاز ہے

نہ انجام ۔ نظر کا تلاتہ دیدن ہے عقل کا تلاتہ نادیدن سروپ نظر اور علم ہر دو سے برتر ہے پس تیرا سروپ وہ ہی جس میں نہ دیدن بنتا ہے نہ نادیدن ۔

میں نے کہا کہ اگر میری روپ میں دوگانگی نہیں ہے تو جو خواہش کہ میں کرتا ہوں پوری کیوں نہیں ہوتی سنکاد نے جواب دیا کہ اے پراشر تیری ذات اچینت یعنی خیال سے برتر ہے اور خواہش و آرزو کا مقام چیت یعنی خیال ہی پس تیری خواہش کا پورا ہونا کیسے ممکن ہے ۔ عیاں دیکھ لے کہ حق سے باطل کا ظہور نہیں ہوتا ہے ۔ اے میتری اس نکتہ کو دل میں جگہہ دے کر اپنی حقیقت کی دریافت میں مشغول ہو آگے سُن ان سب سے گذر کر میں شری برہماجی کے پاس پہنچا ۔ تو دیکھا کہ وہ اپنے دہیان میں محو ہیں جونہی میری نظر ان پر پڑی میں نے ڈنڈوت کیا اور اپنے دل میں یہ منسوبہ باندھا کہ میں کون ہوں برہماجی کے دہیان سے یہہ صدا آئی ۔ کہ شیو ہے ۔ پھر دل میں وسوسہ پیدا ہوا کہ شیو کون ہے ۔ جواب ملا کہ اہم یعنی میں ہوں ۔ اب دل میں یہہ خیال پیدا ہوا کہ میں کون ہوں کا جواب ملا شیو ہے ۔ اور شیو کون ہے کا جواب ملا میں ہوں پس معلوم ہو گیا کہ میں شیو ہوں اب کوئی سوال باقی نہ رہا ۔ صرف اس امر کا منتظر رہا کہ برہماجی اپنے دہیان سے کب فارغ ہوں پھر گورشی وغیرہ سے میں نے پوچھا کہ برہماجی کہاں ہیں ۔ اُن میں سے ایک بولا کہ وہ دسویں دوار میں ہیں دوسرا کہنے لگا کہ دسواں دوار کیا معنی وہ اپنی ذات میں مستغرق ہیں ۔ تیسرا بولا کہ اگر وہ خود ہیں تو استغراق کی کیا معنی وہ بذات خود دسویم پرکاش ہیں برہماجی ہنسے اور بولے کہ اے بچوں ہوں تو میں مگر پراشر پوچھتا ہی کہ میں کون ہوں جب میں ہوں تو وہ کہاں ہے دراصل تخم اور درخت میں کوئی تفاوت نہیں ہے میں تخم عالم ہوں اور سب کا ظہور مجھ سے ہی اس لئے میں ہی سب ہوں ۔

اے پراشر تو بتا کہ میں کون ہوں میں نے جواب دیا کہ اگر تو ہی ہی تو یہہ کیوں نہیں کہتا کہ میں ہوں تو آپ کو برہما نامزد کرتا ہے اور میں پراشر نامزد کرتا ہوں ۔ یہہ سُن کر برہماجی خاموش ہو گئے کہ ذات واحد ہے اور نام و روپ بے شمار ہیں ۔ اوسوقت بشسٹ جی وہاں آپہونچے سب اُٹھکر تعظیم بجالائے اور کہنے لگے کہ آپ کا فرزند بیان کرتا ہے کہ میں باپ کے تخم سے نہیں ہوں اور برہماجی سے برابر سوال و جواب کرتا جاتا ہے بشسٹ جی بولے کہ میں کیا کروں بیٹے تو اوسکو مدت تک سمجھایا کہ یوگ کر مگر وہ نہیں مانتا وہ کہتا ہے کہ یوگ محض وہم ہے سمجھ میں نہیں آتا کہ اوس کا اصول کیا ہی ۔ ظاہرا بدنصیب ہی کہ میرا کہنا نہیں مانتا اور دیدار سروپ سے محروم رہتا ہی میری طرف سے تو وہ مردوں میں شامل ہی کچھ تم ہی اوسکو سمجھاؤ کہ راہ راست پر آجاوے ۔ سب بول اُٹھے کہ جس نے باپ کا کہنا

نہ مانا وہ اور کسی کی کب سنتا ہے بھر گوجی بولے کہ اے وششٹ پراشر نیک بخت ہے اور تو بدبخت پراشر کے نسچی (یقین)
سروپ (ذات) میں قائم ہے ۔ اور تو کہتا ہے کہ یوگ کرے تو سروپ میں واصل ہو وششٹ جی بولے کہ صحبت کا اثر
ہوئے بغیر نہیں رہتا پراشر میری بات مانے تو کیسے کہ اوس کی صحبت تو ایسے ہی لوگوں سے ہے جو یوگ سے بے بہرہ ہیں
میں سمجھا تھا کہ میرا ایک ہی پسر مردہ ہے اب جو دیکھتا ہوں تو سب کا یہی حال ہے بھر گوجی بولے کہ آپ مردہ
ہیں اور ہم سب زندہ ۔ ساری کردار کیا کرم اور کیا یوگ جسم سے وقوع میں آتے ہیں ۔ اور جسم باطل اور بیکار ہے
مگر آپ نے اس کو سچ مان رکھا ہے ۔ تب وششٹ جی پراشر سے مخاطب ہوئے جو برہماجی سے سوال و جواب کرتا
تھا ۔ وششٹ جی کو دیکھکر برہماجی نے پوچھا کہ تم کیا کہتے ہو اور یہہ کیا کہتا ہے وششٹ جی بولے کہ میرا کہنا یہہ
ہے کہ خواہش کو چھوڑ دے اور یوگ کر میں بولا کہ آپ کا کہنا یہہ ہے کہ یوگ کر اور میرا کہنا یہہ ہے کہ یوگ کرنیوالا
کون ہے اوس کے جانے بغیر یوگ کیسے کروں ۔ سروپ جو اصل ہے اُس سے بے خبر رہوں اور یوگ جو فرع ہے
اُس کو حاصل کروں اس سے کیا فائدہ وششٹ جی بولے کہ گفتار سے کام نہیں چلتا ۔ کردار ہونا چاہیئے ۔ یوگ
کریگا تو سروپ کا دیدار حاصل ہوگا میں نے برہماجی سے کہا کہ اے بزرگ میں اسیوجہہ سے وششٹ کی بات نہیں مانتا
کہ اوس کا کہنا درست نہیں ہے جب میں ہوں تو دیدار کسکا وششٹ جی بولے کہ جو تجھے دیدار کی تمنا تھی تو
یہاں کیوں آیا تھا اور یہہ سوال کیوں کیا تھا کہ "میں کون ہوں" میں نے کہا کہ میں سب کا امتحان کرتا تھا
کہ دیکھوں یہہ کیا کہتے ہیں میں نے دیکھا تو سب کو ریاکار پایا ۔ برہماجی آپ بتائیں کہ "میں کون ہوں"
برہماجی نے کہا کہ "تو وہی ہے جو میں ہوں" پھر پراشر نے سوال کیا کہ "آپ کون ہیں" برہماجی بولے کہ
تجھے اوسوقت اس کا علم ہوگا جب ویراگ کریگا اور تصدیق کرلیگا کہ نہ میں ہوں اور نہ کوئی تجھ سے ہے
اوسوقت یہہ تمام عالم مثل سراب کے باطل نظر آویگا اور جب عالم باطل تصدیق ہوا تو پھر تو کہاں رہیگا ۔

اگر تو یہہ تصدیق کرتا ہے کہ میں ہی ہوں تو دیدار کی تمنا باطل ہو جاتی ہے کبوتر کے پروں سے اندر جال بنتا ہے اور نظر
میں آتا ہے مگر اصلیت نہیں رکھتا ۔ یہی صورت عالم کی ہے محسوس ہوتا ہے مگر واقعی نہیں ہے جو اصل سے بے خبر ہے
وہ اسمیں گرفتار ہو جاتا ہے ۔ اے پراشر تو ایسے کے ساتھ دوستی کر جو ست روپ یعنی حق ہے اور جان لے
کہ تو شریر یعنی جسم نہیں ہے ۔

میں نے سوال کیا کہ معلوم نہیں کہ یہہ جو اتیت (تارک) ہو کر جنگلوں میں پھرتے ہیں ۔ انہوں نے کیا چیز ترک کی
ہے اگر ترک سے مراد گھر کا ترک کرنا ہے تو ظاہر ہے کہ جب شوہر مرجاتا ہے اور عورت رہجاتی ہے یا عورت مرجاتی

ہے اور شو ہر رہ جاتا ہے - یہہ خود بخود تارک ہو جاتا ہے - شری برہماجی نے کہا کہ یہہ امر باریک ہے اور اس کا سمجھنا دشوار ہے ۵

ہزار نکتۂ باریک تر ز مو اینجاست　　　نہ ہر کہ سر بتراشد قلندری داند

عام لوگوں کا خیال ہے کہ انیت یعنی تارک ہونا یہہ ہے کہ گھر بار چھوڑ کر جنگل میں چلا جاوے - مگر اے پراشر تو ایسا انیت ہو کہ یقین ہو جاوے کہ میں جسم نہیں ہوں نہ جسم مجھ سے ہے - اے پراشر تارک وہ ہے جو پندار خودی کو درگذرے اور تمام عالم کو اپنی ہستی کا جلوہ دیکھے - اے پراشر یقین کر لے کہ تو جسم نہیں ہے جب تو پراشر نہیں ہے تو اس قدر مراتب کہ تو نے قایم کئے کہاں رہتے ہیں جب تک فعل پندار خودی سے سرزد ہوتا ہے اوسوقت پاپ اور پن قرار دیا جاتا ہے - جب پندار خودی نہ رہا تو پاپ اور پن کہاں رہے گا پراشر جی بولے کہ میں نے کہا کہ میں پراشر جیو ہوں - برہماجی نے جواب دیا کہ اگر میں جو برہم ہوں یہہ نہ کہوں کہ جیو ہوں تو جیو برہم کو کیسے پہچان سکتا ہے میں بولا کہ اگر تو ہی تو ہے تو تو نے کرم کو کیوں قرار دیا ہے اوسوقت جےمنی رشی میمانسا شاستر کی کرتا آموجود ہوئے - بولے کہ کرم پردہان یعنی افضل ہے "جیسا کرتا ہے ویسا ہوتا ہے" شری برہماجی کو نمسکار کرکے پوچھنے لگے کہ یہہ میمانسا شاستر حق کہتا ہی یا باطل برہماجی نے جواب دیا کہ اگر میں ہی ہوں تو یہہ بھی میرا ہی کہنا ہے اور میرا قول برحق ہے -

اتنے میں کنادرشی ویشیشک شاستر کی کرتا آ پہونچے اور بولے کہ یہہ سب جو کہتے ہیں کہ ہم برہم ہیں سراسر جھوٹ بولتے ہیں ظاہر ہے "جو ہونی ہے سو ہوتی ہے" کہ علم و جہل دونوں کا اظہار کال یعنی وقت میں ہوتا ہی حرکت اور قیام کال کے دو مختلف صورتیں ہیں اگر کال چکر نہو تو یہہ نمایاں نہیں ہوسکتیں تمام عالم کال کے تابع ہی اور کال میں نمایاں ہو رہا ہے - اے شری برہماجی آپ فرمائیں کہ یہہ سچ ہے یا نہیں - برہماجی نے جواب دیا کہ برحق ہی میں بول اُٹھا کہ اگر سب تو ہی ہے تو کال کہاں ہے - کال میں حرکت و قیام لازم و ملزوم ہو کر موجود ہیں اور یہہ دوگانگی ہے - برہماجی نے جوابدیا کہ میں اکال روپ ہوں کہ حرکت و قیام سے برتر ہوں اور ہر حال میں میں ہی ہوں - کوئی دوسرا نہیں ہے - یہہ کہکر برہماجی خاموش ہو گئے -

اب گوتم رشی نیائے شاستر کی کرتا آ کر وارد ہوئے کہ عالم کو ایشور نے پیدا کیا ہے کرم بمنزلہ اوس تخم کے ہے جسکی نشو و نما کال سے ہوا کرتی ہے مگر ایشور اگر چاہے تو تخم نابود ہو جائے پس ایشور ہی سب کچھ ہے اوس کے سوا کچھ نہیں ہے "جو کچھ وہ چاہتا ہے سو ہوتا ہے" میں بولا کہ بھلا وہ ایشور کیسا ہے گوتم نے جواب دیا کہ ایشو

وہ ہے جس نے مجھے پیدا کیا ہے ۔میں نے کہا کہ مجھے کسی نے پیدا نہیں کیا ہے ۔میں پیدایش اور فنا ہر دو مراتب
سے برتر خود بخود (سویم پرکاش) ہوں ۔گوتم رشی بولے تو کہاں ہے ہستی ایشور کی ہے اور کسی کی نہیں ہو مجھ
میں تو صرف ایک ذرہ اوس آفتاب کا جلوہ گر ہو رہا ہے میں نے سوال کیا سچ بتا کہ جو ذرہ آفتاب کا مجھ میں
جلوہ گر ہو رہا ہے وہی ہے یا میں بھی بذات خود کچھ ہوں تیرے کلام سے تو یہہ ثابت ہوتا ہے کہ میں کوئی ہوں
اور کوئی مجھ میں ہے ۔وید مقدس اور سنتوں کا قول ہے کہ شری بھگوان واحد لاشریک ہے ۔گوتم رشی بولے
کہ میں سب کو کھا جاؤں گا اور کسی کو بھی نہ چھوڑونگا میں نے پوچھا کہ تو کون ہے اور کس کو کھا جاویگا ۔گوتم رشی
بولا کہ ایشور عالم کو فنا کردیگا میں نے سوال کیا کہ عالم کیا ہے اور ایشور کیا گوتم رشی بولے کہ ایشور اصل ہے
اور عالم فرع ہے میں نے کہا کہ اصل فرع سے کب جدا ہے گوتم رشی نے فرمایا کہ جسم سے جو افعال نیک و بد سرزد
ہوتے ہیں جیو اُن کی پاداش کا پابند ہے جیسے کہ آب میں موج و حباب پیدا ہو کر نیرنگی کا باعث ہو جاتے ہیں
ویسے ہی جیو افعال نیک و بد کا پابند ہو کر جزا و سزا کا مستوجب ہو جاتا ہے میں نے کہا کہ یہہ بتاؤ کہ آب اور موج
و حباب میں کیا تفاوت ہے اور آب سے موج و حباب کیسے جدا ہیں گوتم نے کہا کہ یہہ سب آب ہی ہیں میں نے
کہا کہ اب بتا کہ تو کس کو کھا جائیگا اور کیا فنا ہو جائیگا ۔گوتم بولا کہ یہ نقوش متلون ایشور نہیں ۔جیو ہیں اور
پراد ہیں یعنی ایشور کے سہارے ہیں الا ایشور کو یہہ قدرت ہے کہ جو چاہے سو کرے میں نے سوال کیا کہ اگر جیو
ایشور سے ہی ظہور میں آیا ہے تو کیا ہے گوتم نے کہا کہ اجیر یعنی لافانی ہے ۔پس حق ہے میں نے کہا کہ لافانی اور
اور حق اسوجہہ سے قرار پایا ہے کہ واحد لاشریک ہے مگر یہہ تو بتا کہ اوس کی حقیقت کیا ہے ۔یہی جسم ہے یا اسکے
سوا اور کچھ سب لوگ مانتے ہیں کہ جب جان جسم سے نکل جاتی ہے تو جسم پڑا رہ جاتا ہے ۔اس سے ثابت ہوتا ہے کہ
جان جسم نہیں ہے اب بتا کہ جیو (جان) کیا ہے گوتم نے جواب دیا کہ جیو ایشر کا انس و جزو ہے میں نے کہا کہ جیو کو ایشر کا
انس مانتا ہے یا اور کچھ گوتم رشی بولے کہ ابھی تیرا سر اوڑائے دیتا ہوں تو ذرہ ہو کر سمجھتا ہے کہ میں آفتاب ہوں
تیرا قتل کرنا واجب ہوا کہ تو کافر ہے اور کفر کا کلمہ زبان سے نکالتا ہے ذرہ کو آفتاب سے کیا نسبت میں نے کہا
کہ سزاوار دہے تو ظلم کیا کریگا ۔پندار جسد تو آتش عرفاں میں اول ہی سوخت ہو چکا ہے ۔اب گوتم رشی شری برہما
جی سے مخاطب ہو کر کہنے لگے کہ نیائے راست کہتا ہے یا دروغ شری برہماجی بولے کہ نیائے راست کہتا ہے ۔

پراشر جی نے میتری سے بیان کیا کہ برہماجی نے نیائے شاستر کو ست سلوک بتایا ۔کہ تمام کردار اوسی کے بنائے ہوئے
ہیں پس وہ کس کو حق قرار دے اور کس کو باطل ۔

میں نے کہا کہ اے شری برہما سچ کہہ کہ اگر تو ہی ہے تو نیائے کس کا ہے برہماجی نے جوابدیا کہ ایسا نہ کہہ اگر میں ہی
ہوں تو نیائے بھی میں ہوں میں نے کہا کہ نیائے کرم کے لئے ہوتا ہے پس وہ کونسا کرم ہے جس کا نیائے تم کرتے
ہو برہماجی نے فرمایا کہ میں اپنا نیائے آپ کرتا ہوں۔ یہہ سُنکر جملہ حاضرین خاموش ہو گئے اتنے میں پاتنجل شاستر کی
کرتا دیا گیہ ولکہ) آپہونچے اور کہنے لگے کہ وید میں ہدایت ہی کہ پرنو کی سادہنا سے جو کوئی یوگ کرے گا وہ
جیونمکت ہوگا۔ اسپر میں نے کہا کہ پرنو سوتھ سدھ یعنی قایم بالذات ہے اوسکو کون سادہن دعملی طرلقیت ہنا سکتا
ہے بہہ تو بتا کہ پرنو ہے کیا یاگیہ ولکہ بولا کہ یوگی سے کردار سرزد ہوتا ہے میں نے سوال کیا کہ یوگی کون ہے بہی نا
جو جسم میں بہبوت رمائے پہرتا ہے یا اور کوئی یاگیہ ولکہ بولا یوگی وہ ہے جس نے مادمنی کو سوخت کرکے اون کی بہسمی تن
پر رمائی ہو اور آپ میں پیوست ہو گیا ہے میں نے سوال کیا کہ پیوست ہوا تو کس میں۔ یاگیہ ولکہ بولا کہ یہہ حقیقت
کلام سے باہر ہے اسکو اوسیوقت جان سکتا ہے جب یوگ کرے گا میں بولا کہ آپ کا فرمانا بجا مگر یہہ بتائیے کہ جبتک
کسی نے یوگ نہیں کیا ہے تب تک اُسکی حقیقت کیا ہے یاگہ ولکہ نے جواب دیا کہ یہہ میں نہیں کہہ سکتا کہ کیا ہی میں
بولا کہ جب تو یہہ نہیں کہہ سکتا کہ کیا ہے تو یوگ کرنے کی ہدایت کیوں کرتا ہے یاگیہ ولکہ پہر کہنے لگا کہ بغیر یوگ کے
رستگاری محال ہے تب میں نے کہا کہ مجہکو کوئی ہدایت کیجیے جس پر میں عمل کروں یاگیہ ولکہ بولا کہ ہدایت اوسوقت
کرونگا جب تو میرا مرید ہو جاویگا اور جو میں کہونگا اُسے مانے گا اگر تیرے دل میں یوگ کرنے کی خواہش ہی۔ تو
کم کھانا۔ کم بولنا اور کم سونا اختیار کر جب تو ایسا کریگا تیرے تمام اعضاء تیرے قابو میں رہیں گے میں
بولا کہ آپ کے اس کہنے سی حاصل کیا ہوا کہ یہہ صورت تو خود بخود پیدا ہو جاتی ہے اگر دو تین روز برابر کہانا نہ ملے تو
تمام جسم اور اعضا سست اور بیکار ہو جاتے ہیں۔ مگر ساتھ ہی اسکے غضب اور غصہ بڑھ جاتا ہے یاگیہ ولکہ بولا کہ
اسی وجہ سے تو میں تجھے یوگ کے طرلقیت نہیں بتاتا تہا میں جانتا تہا کہ تو ہمہ دان ہے اور میرا پیر و مرشد۔ اے
نادان یوگ سی دل صفاپذیر ہوتا ہے میں بولا کہ یہہ حقیقت تو مجھے معلوم ہی نہ تھی۔ براہ مہربانی فرمائیے کہ یوگ
سے دل کیسے صفاپذیر ہوتا ہے یاگیہ ولکہ کہنے لگا کہ اس جسم انسانی میں پانچ پران یعنی انفاس کارگن ہیں
اور ان کا نام پران۔ اپان۔ ویان۔ سمان اور اودان ہے اون کے منجملہ پران عالم بیرونی میں
موجود ہو کر تمام علم کثرت کو وحدت کی طرف لیجاتا ہے۔ وہاں سے اپان کی شکل اختیار کرکے عالم بیرونی کیطرف
رجوع کرتا ہے اور واحد کو کثیر دکہلاتا ہے جب پران و اپان یکجا ہو جاتے ہیں یعنی سمان ہو جاتے ہیں تب اہندلی
ندا ظاہر ہو جاتی ہے میں نے کہا کہ اس کی تشریح فضول ہے کہ یہہ فعل قدرت ہے جب ہوا کو نوکی نو دروازوں سے

نکلنے کی راہ نہ ملیگی تو آواز کا پیدا ہونا لازمی ہے کہ جسم میں اکاس یعنی خلا، موجود ہے جو اخلاء میں سماگن میں دبی
اور آوار پیدا ہوئی پراشرجی بولے کہ آگے کیا ہوتا ہے۔ یاگیہ ولکھ نے کہا کہ یوگی اپنی زبان کو اولٹ کر تالو میں لگاتا
ہے اور جو امرت کی دہارا آتی ہے اوس سے امرت نوش کرتا ہے۔ میں نے کہا کہ ہاں ہاں بالکل سچ ہے اے لوگو
اس بوڑہے کی عقل جاتی رہی ہے اُس کے کہنے پر عمل کر کے گمراہ نہو جانا۔ تم کو معلوم ہے کہ جب یوگی ہوا کو جسم میں
روکتا ہے تو جسم آگ کی مانند ہو جاتا ہے۔ جب ہوا کو کسی طرح نکلنے کی راہ نہیں ملتی تو وہ اوپر کی جانب رخ کرتی ہے
اوس کی حرارت سے دماغ پگھل پگھل کر نیچے گرتا ہے اور یوگی اُس کو آب حیات سمجھ کر نوش کرتا ہے او یاگیہ ولکھ میں
تیرا مرید ہوں بتا کہ آگے کیا ہوتا ہے۔ یاگیہ ولکھ بولا کہ جو تجھ سے بات کرے اوس کو راندۂ درگاہ سمجھنا چاہیئے
میں تجھ سے گفتگو کرنا پسند نہیں کرتا۔ آگے برہماجی تبائیں گے میں نے کہا کہ کیا کبھی ایسا ہوا ہے کہ گرو نے چیلے کو
چھوڑ دیا ہو۔ بارے یہہ بتا کہ اس کے بعد یوگی کس میں پیوست ہوتا ہے۔ یاگہ ولکھ بولا کہ جب دہم دوار میں
پہونچتا ہے تو تصدیق ہوتا ہے کہ آفتاب ذات تمام عالم صفات کو اپنے جلال سے نورانی کرتا ہے اور یہہ مقام
ایشور کا ہے۔ یوگ کرے تو تجھے حقیقت معلوم ہو۔ میں نے کہا کہ تو جھوٹ بولتا ہے۔ یہاں روشنی کہاں ہے۔
جب اوس سے نظر اُٹھ جائے گی تب ذات کا ظہور ہوگا۔ جب انسان سے جان نکل جاتی ہے تو اوسکو جلا دیتے
ہیں کسی کے سر سے روشنی نکلتی ہوئی دیکھتے ہیں نہیں آئی معلوم نہیں کہ تو نے کیسے دیکھ لی۔ اب یہہ بتا کہ ایشور میں
جو واصل ہوا وہ کون ہے یاگیہ ولکھ بولا کہ میں نہیں جانتا تو ہی بتا۔ برہماجی بولے کہ اے یوگی رنجیدہ کیوں ہوتا
ہے تیرا یوگ سناتن ہے۔ میں نے کہا کہ یوگ سناتن کیسے ہی یوگ باطل ہے۔ برہماجی نے فرمایا کہ ایک تو نے باطل
کہا تو تیرے کہنے سے یوگ باطل نہیں ہو گیا۔ باقی سب اوسکو سناتن یعنی قدیم تسلیم کرتے آئے ہیں۔ یوگ ازلی
طریقت ہے میں نے کہا کہ اگر یوگ ازلی ہے تو شرک قایم ہو جاتا ہے اور تو واحد یگانہ قرار نہیں پاتا۔ برہماجی
نے فرمایا کہ کثرت و وحدت میرا ہی جلوہ ہیں پس یوگ بھی میں ہوں۔ میں خاموش ہو گیا۔

اب میں نے سوال کیا کہ میں کون ہوں برہماجی نے فرمایا کہ وچار کر یعنی تمیز حق و باطل حاصل کر۔
اوسیوقت کپل منی سانکھ شاستر کی کرتا موجود ہوئے اور بولے کہ اسی سے تو انسان اصلی مطلب کو فایز نہیں ہوتا
کہ حق و باطل کی تمیز پیدا نہیں کرتا جس کسی نے سروپ کو پایا ہے سانکھ شاستر کی بدولت پایا ہے میں نے سوال کیا
کہ اے کپل حق کیا ہے اور باطل کیا۔ جواب دیا کہ جسم جسکی پیدایش ترگن روپ سے ہوئی ہے باطل اور بیمار ہے۔
جس سے ہر گن کا ظہور ہو وہ حق اور قایم ہے۔ اے پراشر حق کو دریافت کر کے رستگار ہو جا۔ میں نے سوال کیا

کہ یہہ کیا بھید ہے کہ کوئی سنت ہے اور کوئی پاپی۔ برہماجی کا قول یہہ ہے کہ میں واحد یگانہ ہوں پس دو متضاد
امور کا اعتبار نہیں ہو سکتا کپل منی نے جواب دیا کہ جب سانکھ حاصل ہو جاتا ہے تو انسان سروپ کو بے وہم ہو کر
دیکھتا ہے میں نے سوال کیا کہ میں کیا ہوں۔ کپل منی نے جواب دیا کہ تو تو ہی ہے تجھ میں دوئی کی گنجائش نہیں۔
اوسیوقت دید ویاس آپہونچے ویاس جی کیا گویا خود وید روپ تھے برہماجی کو پرنام کرکے بولے ایک ادویتی ادا
لاشریک شری نارائن ہے اور کچھ نہیں ہے میں نے کہا کہ درست نارائن ایک ہے یا کوئی دوسرا بھی ہے۔ ویاس جی
بولے کہ نارائن لاشریک خود بخود ہے۔ میں نے سوال کیا کہ جب کوئی دوسرا نہیں ہے تو تو نے شری نارائن کو ایک
کیسے کہا ویاس جی بولے کہ ایک کہنا اس لئے جائز ہے کہ توحید پر تثلیث کا دہوکا نہو انسان کو زبان بند کرکے
خاموش رہنا مناسب نہیں ہے اے پراشر تیری گفتار سے یہہ ظاہر ہوتا ہے کہ انسان کچھ نہ کرے خاموش بیٹھا رہے۔
میں نے کہا اے ویاس جی وید مقدس کو سنتوں کی مرتبہ کی خبر نہیں ہے وید تری گن روپ یعنی ثلاثہ ہے اور علم عالم اور
معلوم کی صورت رکھتا ہے سنت نرگن روپ ہے یعنی علم سہ گانہ سے برتر ہے سنت بمنزلہ حال کے ہے اور وید بمنزلہ
قال کے۔ حال گفتار اور سماعت میں نہیں آتا۔ قال گفتار اور سماعت ہے وید ویاس خاموش ہو گئے۔
تب برہماجی نے فرمایا کہ اے پراشر تو اپنے پندار باطل میں آپ کو سب سے بڑا تصور کرتا ہے۔ دیکھ تو بھی تیری ہستی کیا ہے
گوشت پوست خون ریم اور استخوان اور یہہ سب لقمہ کال کا ہیں۔ یعنی یہہ سب فنا پذیر ہے باوجودیکہ میں ہر صفات
سے بالا ہوں اور تمام عالم کا خلق و فنا میرے قبضہ اختیار میں ہے تاہم مجھ میں پندار خودی معدوم ہے اور میں جانتا ہوں
کہ آخر الامر مجھے بھی فنا لازم آتی ہے تو بھی اس پندار کو ترک کردے کہ میں پراشر ہوں تبا کہ تو کون ہے میں بولا
کہ اے شری برہماجی مجھے اپنے آتما (سواتم) کی قسم ہے کہ مجھ میں پراشر ہونے کا نام و نشان تک بھی نہیں
ہے میں خود بخود ہوں۔ آپ انترجامی (عالم الغیب) ہیں دیکھ کر بتائیے کہ مجھ میں پراشر کا کچھ بھی اثر آثار باقی
ہے بزرگی اور خوردی کا علم لازم و ملزوم ہیں جہاں بزرگی ہے وہاں خوردی بھی ہے میرے علم میں ودیت
بہاؤ یعنی دوگانگی نہیں ہے سب برہم ہے یعنی ذات واحد و کامل ہے برہماجی بولے کہ درست مگر یہہ تو بتاؤ
کہ برہم کا روپ کیا ہے میں نے جواب دیا کہ یہہ جو کچھ نام و روپ نظر آتا ہے برہم ہے برہماجی نے فرمایا کہ
یہہ جو کچھ نظر آتا ہے۔ فانی ہے الابرہم فنا سے آزاد ہے فانی کو باقی کیسے مان لیا جاوے میں نے جواب
دیا کہ نہ فنا ہے نہ بقا ذات خود بخود ہے برہماجی نے سوال کیا کہ تو نے اوسکو کبھی دیکھا بھی ہے میں نے کہا
کہ ذات کا دیدار بن نہیں سکتا وہ خود بخود ہے برہماجی نے فرمایا پس بھجن کرنا لازم آگیا میں نے پوچھا کہ بھجن کیا

ہوتا ہے فرمایا تو کیا جانے کہ بھجن کیا ہوتا ہے تو خواہشات میں گرفتار ہے اور بھجن کی حلاوت چاہتا ہے جبتک
نروان بیراگ نکریگا اور افسردگی خاطر حاصل نہوگی تو بھجن کی حلاوت کو کیسے پا سکتا ہے جب تک تو فعل نیک
بد اور درن و آشرم کی قید میں مبتلا ہو رہا ہے تجھے بھجن کی راحت ابدی کیسے نصیب ہو سکتی ہے جب پردہ پندار
گر جاتا ہے اور دل بے تمنا ہو جاتا ہے۔ تب بھجن کی راحت محسوس ہوتی ہے کہ شری بھگوان مسرور بے تمنا ہے برہماجی نے
آغاز کیا کہ اے پراشر جسوقت تو کردار سے بے تعلق اور یکسو اور بے تمنا ہو کر آپ میں محو ہوتا ہے تو تمام دیوتا کانپ
اُٹھتے ہیں اول کال روپ شیو کا قدم ڈگمگا جاتا ہے۔ دویم مجھ کو ہراس ہو جاتا ہے کہ قید پیدائش و فنا سے تو برتر
ہوا جاتا ہے سویم دیوتاؤں کی ہستی موہوم ثابت ہوتی ہے چہارم ست روپ وشن بھگوان تیری استقبال کیلئے آتے ہیں۔
اے میتری برہماجی کے کلام سنکر چیت بہت پرسن ہوا اور برہماجی کی صحبت (ست سنگ) کو میں نے بہت غنیمت
جانا۔ اب برہماجی نے تلقین شروع کی اور فرمایا کہ جسوقت طالب توجہ کو یکسو کرکے دریافت ذات میں مصروف
ہوتا ہے تو اول دل کو یہہ خوف پیدا ہوتا ہے کہ میری ہستی کی بیخ و بنیاد اُکھڑتی ہے۔ دل خانہ یار ہے نہ خانہ اغیار
جب یار دل میں مکین ہوتا ہے تو اغیار مکان سے رخصت ہو جاتے ہیں جب شری بھگوان کا قدم دل میں آتا
ہے تو من بدھ چیت واہنکار یعنی ہر چہار انتہ کرن (قوت مدرکہ ممیزہ۔ متخیلہ اور حافظہ) رخصت ہو جاتے ہیں
اور ان کی جگہہ شری بھگوان متمکن ہو جاتا ہے پس اے پراشر تو بھی اسی راہ میں قدم رکھ اور تسلیم کرلے کہ میں
خود بخود آتم سروپ ہوں میں نے سر نیاز جھکا کر عرض کیا پس تسلیم کرتا ہوں کہ سب برہم ہے برہماجی نے فرمایا
کہ اگر سب برہم ہے تو تجھے کیا حاصل ہوا۔ میں نے جواب دیا کہ حاصل یہہ ہوا کہ چیت یعنی خیال جو خواہشات میں
گرفتار ہے ہر جا پرواز کرتا تھا پرواز سے باز آگیا اور اُسکو سکون حاصل ہو گیا اوس نے دیکھ لیا کہ سب طرف
شری گوبند ہے پس سب شری گوبند ہے۔ شری برہماجی نے فرمایا کہ پندار خودی سے درگذر اور شری گوبند کا
بھجن کر میں نے پوچھا کہ بھجن کیسے ہوتا ہے برہماجی نے فرمایا کہ اے پراشر تو پرورش تن میں گرفتار ہو کر اپنی سروپ کی ماہیت کے
دریافت سے کیوں محروم رہتا ہے کہتا ہے کہ آج نہیں کل بھجن کرونگا لیکن یہہ بھولا ہوا ہے کہ معلوم نہیں کہ
کل آوے یا نہ آوے اپنی ہستی سے افسردہ خاطر اور بے تمنا ہو کر بھجن کر کہ موت کی چنگال سے نجات ملے دیکھ لے کہ جسکو تو
اپنا دوست مانتا ہے اوسکو کندھے پر اوٹھا کر آگ میں جلا دیں گے اور نصف راہ میں تعلق توڑ دیں گے اور کہیں گے
نہ تو ہمارا نہ ہم تیرے اے نادان تعجب یہہ ہے کہ دم بھر کی زندگی کیواسطے آرزو اور تمنا کا پابند ہونا اور سوچنا کہ یہہ کروں
اور وہ کروں میں بے خبری سے ہی بھجن کرونگا تو آواگون سے نجات ملیگی اور یہی تسلیم ہوگا جب تجھے کوئی کہتا ہے کہ بھجن کر تو تو

اُس کو نداق خیال کرتا ہے اے پراشر جان لے کہ شری گوبند کا بھجن یہہ ہے کہ سوائے آتما کے نہ دیکھے نہ سُنے نہ تسلیم کرے اے نادان وجود انسان دولت لازوال (مہرہ چنتامن) ہے۔ جو انسان کو اسلئے عطا ہوا ہے کہ اُس کے ذریعہ سے اپنی حقیقت کو جانے اور سروپ میں واصل ہو یہہ وجود اسلئے نہیں ملا ہے کہ پندار خودی کے ہاتھوں بک کر وصال دوست سے محروم رہے اے پراشر تجھ جیسے ریاکار سے تو وہ کنس صد آفریں کا مستحق ہے کہ باوجودیکہ سری کرشن سے ظاہرا عداوت رکھتا تھا۔ الالشست و برخاست خواب و خور میں ہمیشہ دل سے اُس کی یاد میں مصروف رہتا تھا۔ چاہیئے کہ عداوت ہی ہو تو بھگتی ہاتھ سے نجائے۔

اگرچہ بقول نارومنی وہ کرشن کو اپنا قاتل جان کر اوس کے وجود سے دشمنی کا طریق اختیار کئے ہوئے تھا الا کرشن کی ہستی کو اپنی ہستی مان کر عزیز رکھتا تھا اون سے ذرا بھی دریغ نہ کیا اور سر دے دیا کہ میں نہیں ہوں کرشن ہے اگر تو بھی ایسی دوستی کرے تو یقین کرلے کہ وہ ایسا دوست نہیں کہ پیٹھ دکھا جاوے اور ساتھ نہ دے پراشر بولا کہ آپکا کلام سنکر میرے عقل و ہوش پرواز کر گئے ہیں۔ اور مجھے اطمینان ہو گیا ہے کہ ایک شری گوبند ہے۔ برہما جی نے فرمایا نہ میں ہوں نہ تو ہے وہ اورشت (غائب از نظر) گوبند خود بخود ہے میں نے کہا شری گوبند ہے میں نہیں ہوں۔ برہما جی بولے کہ اگر تو نہیں ہے تو بھجن کرنے سے تیرا کیا مدعا ہے میں نے جواب دیا کہ خود کو میں نہیں جانتا سُنا ہوا کہتا ہوں کہ میں جیو ہوں۔ مگر یہہ معلوم نہیں ہے کہ جیو کیا ہے برہما جی کہنے لگے جب تو یہہ کہتا ہے کہ میں خود کو نہیں جانتا تو جیو اور ایشور کیسے قرار دیتا ہے۔ جان لے کہ تو وہی ہے جو بھگوان ہے میں نے کہا کہ اگر میں بھگوان ہوں تو خود کو کیوں نہیں جان جاتا شری برہما جی بولے کہ تو آپ کو کیسے جان سکتا ہے کہ دانست کو تجھ میں راہ نہیں ہے کیونکہ جب تو ہی تو ہے تو کسکو جانے اور تجھے کون جانے۔ دل سے یقین کرلے اور زبان سے کہہ کہ میں خود بخود ہوں جب یقین تیرا پختہ ہو جاویگا آمد و رفت سے نجات ملجائیگی اے پراشر تو کردار ترک نہ کر بلکہ سب کردار کر لیکن ہر کردار میں جان لے کہ شری گوبند کرتا۔ یعنی فاعل ہے اور بے تمنا ہو جا۔ یعنی کردار کا صلہ نہ چاہ شری گوبند فرماتے ہیں کہ اگر دم بھر بھی کوئی بخواہش ہو کر میرا دھیان کرتا ہے وہ فوراً بیتک میرا روپ ہو جاتا ہے اے پراشر تو بھی کچھ کہہ۔ پراشر بولا کہ مجھے تمنا یہہ ہے کہ شری بھگوان کی زبان سے کلام سنوں۔ برہما جی بولے کہ اگر یہہ مدعا ہے کہ وشن جی کو دیکھے تو یقین کرلے کہ بھگوان خود ہے اسی وقت شری وشنو جی گرُڑ پر سوار ہو کر وہاں آموجود ہوئے تمام حاضرین نے اُٹھکر تعظیم دی لیکن میں نہ اُٹھا نہ میں نے تعظیم دی۔ اور اُٹھتا تو کیسے کہ میں اپنے ہوش میں نہ تھا بشن دیو سری برہما جی کے پاس جا کر بیٹھ گئے اور تمام دیوتا اونکی حمد و ثنا کرنے لگے شری بشن جی بولے کہ اے

برہماہیں نے اپنے روپ کو نہیں دیکھا ہے بتا کہ میں کون ہوں برہما جی نے جواب دیا کہ آپ سوروپ یعنی خود بخود ہیں آپ بیان سے باہر ہیں کہ آپ کے سوا اور کچھ نہیں ہے بشن جی نے فرمایا کہ میرا روپ پراشر ہی اور اسکو وہم ہو گیا ہے کہ میں کون ہوں یہہ سنکر مجھے حیرت ہوئی اور میں نے یقینی طور پر جان لیا کہ شری بشن کی ہستی ہے برہما جی نے کہا اے شری بشن تو نے عبث پراشر نام رکھا ہے پراشر کہا ہے تو خود ہے اور خود کہتا ہے کہ میں کون ہوں۔ شری بشن جی ہنسے اور بولے کہ اے برہما اگر میں ہوں تو پراشر بھی میں ہی ہوں تو مجھ میں اور پراشر میں تفاوت دیکھتا ہے معلوم ہوتا ہے کہ دوئی کی بو تجھ میں ابھی باقی ہے شری برہما جی نے کہا کہ تخم عالم آپ ہیں یعنی عالم میں جو کچھ موجود ہوا ہے اُسکی اصل بنیاد آپ ہیں پس اگر تفاوت ہے تو آپ سے پیدا ہو رہا ہے نہ کہ کسی دوسرے سے پس آپ کو ہی شرم آنی چاہیئے کہ یہہ دوئی آپ سے ہے نہ کہ مجھ سے شری بشن جی بولے کہ شرم مجھے اُسوقت آوے کہ جب غیر درمیان میں ہو جب میں ہوں سب میں ہوں شرم کس سے کروں برہما جی خاموش ہو گئے۔

جب سلسلہ کلام یہانتک پہونچا تو پراشر جی نے متیری سے کہا کہ تو بھی تو سنتا ہی کچھ کہہ متیری بولا کہ برہما جی کی صحبت میں تو آپ کے کلام کو برہما جی اور بشن جی سنتے تھے اگر میں کہوں تو کس سے کہوں پراشر جی بولے کہ مجھے بشن روپ مان لے اور گفتگو کر متیری بولا کہ شری بشن نے جب یہہ بات کہی کہ مجھ میں غیر نہیں ہے شرم کس سے کروں تو برہما سے یہہ کیوں کہا کہ تفاوت دوگانگی تجھسے رفع نہیں ہوا ہے۔

پراشر جی نے جواب دیا کہ تو بڑا عقل مند ہے۔ برہما جی تو اسکا جواب نہ دیسکے مگر تو نے بشن جی کی بحث کی خامی کو دریافت کر لیا مگر سوچ تو سہی کہ اگر شری بشن نے برہما جی کو کہا تو بشن برہما تھا یا کوئی اور متیری نے سوال کیا کہ اگر بشن برہما تھا تو بشن کو برہما نظر کیسے آیا پراشر جی بولے کہ نظر اور ناظر اور منظور تینوں کی تعریف تو بیان کر متیری نے کہا کہ جو کچھ تیری نظر میں آتا ہے یہہ نظر ہے۔ جیت ناظر ہے اور آتما منظور ہے پراشر جی نے پوچھا کہ ان تینوں کا ظہور کس سے ہوا ہے۔ متیری جی بولے کہ تمام کردار کا فاعل ایک ہی ہے پس ثابت ہوتا ہے کہ یہہ تینوں ایک ہی سے ظاہر ہوئے ہیں پراشر جی نے فرمایا کہ تجھے نادان کہنا موزوں ہے اگر تمام کردار کا فاعل ایک ہی ہے تو تو نے کیسے بشن جی کے کلام پر اعتراض کیا متیری نے کہا کہ تیری گفتار میں بحث کی گنجائش نہیں ہے کیا کہوں جو کچھ تو کہتا ہے اور سنتا ہے خود کہہ اور خود سُن پراشر جی نے کہا کہ میں ابھید ہوں اور مجھ میں تفاوت نہیں ہے خود کہتا ہوں اور خود سنتا ہوں۔

اے میتری فسانہ توحید کا سر اکبر تجھے سناتا ہوں گوش ہوش سے سن

جب برہماجی خاموش ہوگئے تو میں بولا کہ اے شری بشن تجھے شرم نہیں آتی کہ پراشر کو اپنا روپ بتاتا ہے بیان کر کہ تیرا روپ کیا ہے شری بشن بولے کہ سروپ یعنی خود بخود ہونا میرا روپ ہے میں نے سوال کیا کہ اگر سروپ ہے تو پراشر کہاں ہے شری بشن جی بولے پراشر میں ہوں میں نے کہا کہ تم پراشر تھے تو تم نے یہ کیسے کہا کہ مجھے وہم ہوگیا ہے۔ شری بشن جی بولے کہ کہنا اور سننا اور تمام کردار مجھسے وقوع میں آتے ہیں۔ اگر میں نے ایسا کہا تو اسپر گرفت کی گنجایش کیا ہے شرم تو تجھے آنی چاہیئے کہ تو آپ کو سروپ سے جدا مانتا ہے میں نے کہا کہ اس میں کہنا نہیں بنتا پس خاموشی ٹھیک ہے میں تمہارا اوپاسک نہیں ہوں یعنی علم تثلیث کا قائل نہیں ہوں تمہارا اوپاسک تو شیو ہے میں نے اپنے سروپ کو جان لیا ہے پس تجھے مجھ سے کیا مطلب ہے کہ میرے اور تیرے درمیان میں من یعنی دل ہے جسکی رسائی سروپ تک نہیں ہے وہ تیرا قائل ہے شری بشن جی نے فرمایا اے پراشر ایسا کہنا واجب نہیں ہے۔ میں نے کہا کہ مجھے کسی سے کہنے میں شرم نہیں ہے کہ ست میں ہی ہوں۔ برہماجی ہنسے اور بولے کہ اے شری بشن تو ذات بے عیب ہے اور تیرے سوا دوسرا نہیں ہے۔ شری بشن خاموش ہوگئے۔

اُسوقت شیوجی وارد ہوئے وہ کیسے تھے کہ اُن میں ہستی و نیستی دونوں مفقود تھیں فرمانے لگے کہ نہ برہماجی نہ وشن ہے اور نہ پراشر۔ ایک میں ادویتی یعنی واحد لاشریک ہوں بشن جی کہنے لگے کہ اگر شیو پورن دکل ہے تو بشن ہی شیو ہے۔ شیوجی نے کہا کہ وشنو کے معنی پورن یعنی محیط کل کے ہیں اور میں واحد لاشریک ہوں۔

پس پورن یعنی محیط کل کی صفت کا میری ذات پر اطلاق نہیں ہوسکتا صفت ایک حجاب ذات ہے جس سے میں پاک ہوں بشن جی نے کہا کہ بشن اور شیو دونوں روپ ہیں مگر جس نے شیو کے سروپ کو جان لیا وہ شیو ہے شیوجی بولے کہ میں وہ ذات پاک ہوں کہ زہر کے ساتھ ملاکر تجھے پی گیا ہوں۔ بشن روپ ہو تو شیو روپ بھی لازمی ہوجاتا ہے۔ مگر شیو میں تو سروپ کے سوا کچھ نہیں ہے یعنی وہ سرور خالص ہے بشن جی بولے کہ اے شیو یعنی پورن میں شیو نہیں بنتا کہ بشن میں سکھ و دکھ دونوں نہیں ہیں یعنی وہ رنج و راحت کے اثر سے برتر ہے

برہشری بولے ای میتری تو بھی کچھ کہہ میتری نے جواب دیا کہ جو کچھ کہہ رہے ہو میں سُن رہا ہوں۔ پراشر جی نے بیان کرنا شروع کیا کہ اب برہماجی بولے کہ نہ شیو ہے نہ بشن میں ہوں یہ امر مسلمہ ہے کہ برہما سے سب کی ابتدا ہے اور وشنو اور شیو بعد میں آتے ہیں خلقت اول ہے اور قیام اور فنا اوس کے بعد ہیں

شیوجی بولے کہ یہہ درست نہیں ہے ابتدا برہم سے ہے نہ کہ برہما سے - برہم پورن کو کہتے ہیں جو خلقت اور قیام اور فنا ہر سہ میں پورن ہے پس پیدایش اور قیام اور فنا اپورن ہوئی برہماجی نے کہا کہ میرا سروپ اپورن و پورن جزو کل و ناقص و کامل دونوں متضاد صفات سے برتر اور شرک و توحید سے مبرّا ہے پس میں وہ ہوں کہ جو بشن اور شیو دونوں سے برتر ہے اور جہاں نہ علت ہے نہ معلول - اگر میں یہہ کہوں کہ شیو اور بشن کا ظہور مجھ سے ہے تو بھی درست نہیں کہ علت او معلول کی صورت ہو جاتی ہے دراصل میں بذات خود قایم ہوں - شیوجی نے سوال کیا کہ جب تو بذاتہ قایم ہے تو تیرا روپ کیا ہے برہماجی نے جواب دیا کہ روپ کا بیان کس سے کروں کہ کوئی دوسرا میری نظر میں نہیں ہے لیکن اگر شیو سننے والا ہے تو سُن لے کہ یہہ جو کچھ نظر میں آتا ہے میں ہی ہوں سب کا اتفاق اس امر پر ہے کہ عالم ناسوت یعنی جاگرت اوستھا کا نام برہما ہے ای شیو تو بتا کہ تیرا روپ کیا ہے - شیوجی نے جواب دیا کہ مجھ میں نہ تثلیث ہے نہ توحید - روپ اور اروپ کیا بتاؤں - شری بشن جی بولے کہ برہما اور شیو نے ہی ہی کو بشن سے جدا تسلیم کیا ہوا ہے یعنی پیدایش اور فنا کو قیام سے جدا مانا ہوا ہے میں کہتا ہوں کہ روپ و اروپ حاضر و غایب کثیف و لطیف - ظاہر و باطن شہود و غیوب سب میں ہی ہوں - یہہ سنکر سب آنند میں مگن ہو کر ہنستے رہے -

پراشر میتری جی سے کہنے لگے کہ دل لگا کر سنتا جا - میتری نے جواب دیا کہ دل نہیں ہے - لگاؤں کیا - پراشر بولے کہ دل لگانیکے معنی یہہ ہیں کہ خیال کو روک کر یکسوئی حاصل کے جاوے - میتری نے کہا کہ نہ دل ہے نہ خیال پس یکسوئی کیسی مجھے تو راز سربستہ سناتے جایئے پراشر جی بولے کہ اب تجھ کو میرے ساتھ دعوی ہمسری ہوتا جاتا ہے - میتری نے جواب دیا کہ مجھے دعوی سے کیا واسطہ راز مخفی آشکارا کیجئے -

پراشر جی نے کہا کہ اب شیوجی نے ایسا سوال کیا کہ شری بشن خاموش ہو گئے شیوجی بولے خاموش کیوں ہوئے میرے سوال کا جواب دو شری بشن نے کہا کہ کچھ مت پوچھو جب یہہ دونوں دیوتا خاموش ہو گئے تو برہماجی بولے اے شیوجی تم نے جو خموشی اختیار کی ہے اسمیں کوئی بہتری سمجھی ہے - مگر یہہ یاد رکھنا چاہیئے کہ خاموشی میں بھی حرکت قلب موجود رہتی ہے جس کی وجہہ سے واہمات رفع نہیں ہوتے پس ایسی خاموشی گفتار کا حکم رکھتی ہے وہی خاموشی بجا ہے جسمیں حرکت قلب کے ساکت ہونے پر واہمات دور ہو جاتے ہیں شیوجی بولے کہ آپ کا فرمانا بجا ہے الا جہاں عقل نہ ہو بلکہ محویت ہو ساکن اور متحرک کا تمیز کیسے ہو سکتا ہے جسم کے بے حرکت ہونے پر بھی قلب حرکت کرتا رہتا ہے اور شکوک کا سلسلہ جاری رہتا ہے اور عقل قایم رہتی ہے مگر جب جسم کے ساتھ دل بھی

بے حرکت ہو جاتا ہے تو عقل نہیں رہتی پس گفتار کہاں رہی علم خالص رہ جاتا ہے۔ شری بشن جی نے جواب دیا کہ درست یہہ منتہی کی حالت کا بیان ہے الا سلوک کی ابتدائی منزل میں تو حرکت قلب سے کام لینا پڑتا ہے اور اس کا ترک واجب نہیں بلکہ اُس کو عمل میں لانا فرض ہے پس گفتار بجا ہے۔ شیوجی نے اعتراض کیا کہ حرکت قلب روکنا بے سود ہے کہ ذات کامل ہے اور اسمیں کسی کمی کے پورا کرنے کی حاجت نہیں آپکا قول ہے کہ حرکت قلب یعنی علم ثلاثہ کے خاتمہ پر علم خالص جلوہ گر ہوتا ہے جبکہ یہہ علم خالص حرف و صوت سے بالاتر ہے تو پھر فرمائیے کہ آپکا روپ کیا رہجاتا ہے بشن جی نے کہا کہ اسمیں روپ اور اروپ کی گنجائش نہیں ہے وہ خود بخود ہی شیوجی بولے تو گفتار کی گنجایش کہاں بشن جی بولے کہ میں خاموش رہوں تو کیوں اور کب تک۔ زبان کا کام بولنا ہے اگر کام گفتار نہ تہا تو آفریدگار نے زبان کو کیوں پیدا کیا۔ زبان اسلئے پیدا ہوئی ہے کہ اس سے شری گوبند کا بھجن کیا جاوے مگر شرط یہہ ہے کہ حرف تمنا درمیان میں نہ آئے بے تمنائی کے بغیر نجات ممکن نہیں ترک و اخذ دونوں فعل تمنا کے ہیں جو حجاب ذات ہے پس اے شیو تو پندار خودی ترک کرکے شری بشن کے بھجن میں مشغول ہو کہ تجھے آمد و شد سے رستگاری حاصل ہو جس زبان سے شری گوبند کا نام نہیں نکلتا وہ فقط چمڑے کا ٹکرہ ہے۔ ای یار خواہش سے بری ہو کر شری گوبند کا بھجن کرو کہ یہہ جسم محض خواب ہے اور بے مدار۔ شری گوبند کا بھجن ایک دریای عمیق ہے جسمیں یہہ عالم بمنزلہ کشتی کے ہے چونکہ شری گوبند سب کچھ ہے۔ دریا بھی وہی ہے اور کشتی بھی وہی پس بھجن یہی ہے "میں نہیں ہوں شری گوبند ہے"۔ شیوجی بولے کہ شری بشن کے بھجن سے بشن دہام میں پہنچنا ہوتا ہے۔ نجات اوسی کا حصہ ہے جو شیو کا بھجن کرتا ہے کہ شیو لامکانی ہے بشن جی نے کہا کہ لامکانی ہونا مکان پر دلالت کرتا ہے۔ پس آپکا کوئی دہام ضرور ہے۔ شیوجی نے کہا کہ میرے مکان کا پتہ دے بشن جی بولے کہ شیو کے معنی آنند یعنی سرور کے ہیں اور یہی سرور تیرا مکان ہے شیوجی نے کہا کہ میں قدیم سے ابتیت یعنی ازل سے تارک ہوں آنند یعنی سرور خالص کا کوئی مکان نہیں ہے البتہ آپکا مکان ست یعنی حق ہے اور آپ کے (ستا) ہستی نے سرور کو قیام دیا کہا ہے اس لئے آپ گرہست ہیں اور گرہست رہیں بشن جی نے جواب دیا کہ میرا مقام اگر تم میرا مقام قرار دیتے ہو تو یہی ہے کہ میں بذاتہ ہوں یعنی سرور مجھ سے قایم ہے مگر آپ گرہستی ہیں کہ آپکا مقام (سرور) بشن کی ذات سے قایم ہے۔ شیوجی نے سوال کیا کہ جب تم ہو تو کیا ہو بیان کرو یہی چتر بھوج (چار ہاتھ) والے یا اور کچھ بشن جی نے جواب دیا کہ اگر میں ہوں تو دو اور چار کہاں ہیں اے میرے روپ کشن لے اگر تو درمیان میں نہیں ہے تو میرا کہنا اور سننا نہیں ہے شیوجی نے سوال کیا کہ جب میں نہیں ہوں تو تو کیا ہے بشن جی نے کہا

کہ مجھ میں من و تو نہیں ہے میں بذات خود ہوں اور اسی وجہ سے کہتا ہوں کہ شری بشن کا بھجن کرنا واجب ہے
شیوجی نے فرمایا کہ بشن کو اُسی وقت یاد کیا جاتا ہے جب انسان پر کوئی تکلیف آپڑتی ہے میں رنج و راحت
دونوں سے مبرا ہوں۔ اگر یہہ بھی تسلیم کیا جاوے کہ شری بشن کا بھجن بہتر ہے تو یہہ بتاؤ کہ کہتر کیا چیز ہے بشن جی نے
فرمایا کہ کہتر وہ ہے جو وجود کو مجھ سے غیر جانتا ہے۔ شیوجی نے پوچھا غیر کیا ہے شری بشن نے جواب دیا کہ غیر
یہی ہے کہ در اصل تمام ہستی بشن کی ہے اور کہتا ہے کہ میں بشن نہیں ہوں شیوجی نے فرمایا کہ غیریت کیسے ہوئی خود
کہتا ہے کوئی دوسرا نہیں کہتا۔ شری بشن جی نے فرمایا اے پراشر تو بتا کہ تیرا یقین کیا ہے پراشر جی بولے کہ میں
کیا کہوں۔ متحیر ہو رہا ہوں یقین کے واسطے عقل کی موجودگی ضروری ہے مجھ میں عقل کا نام بھی نہیں ہے میں کیا
بتاؤں کہ کون ہوں جو کچھ کہ آپ کہتے ہیں میں اوس کو درست مانتا ہوں۔ بشن جی نے کہا کہ تو بڑا بے غیرت
ہے میں نے جواب دیا کہ غیرت اُس کے لئے ہے جس کے ساتھ جسم ہے اگر میں اس جسم سے عریاں ہوں گو شش جہت میرا جسم ہے
تو پھر غیریت کس سے ہوا ای شری بشن تو بتا کہ تیرا روپ کیا ہے بشن نے جواب دیا کہ میرا وہی روپ ہے جو شیو کا روپ ہے
میں نے پوچھا شیو کا روپ کیا ہے۔ جواب ملا کہ شیو کا روپ بشن ہے۔ میں نے کہا کہ جب برہما بشن شیو اور پراشر کا پیرو
ایک ہے تو پھر نام و روپ میں تثلیث علمی و افعالی کی کیا ضرورت ہے اے میتری اُس صحبت میں یہی نقش ہو گیا
کہ سوائے آتما کے کچھ نہیں ہے تو بتا کہ تیرے دل پر کیا نقش ہوا اے نادان بے وہم ہو جا اور یاد الہی میں مصروف رہ
اسی طرح واحد یگانہ ہو جاویگا اگر تو واحد یگانہ نہوگا تو وہم مرگ سے تجھے نجات نہ ملے گی۔ کہ شری بھگوان کو مایا
اپنے موہ میں پھنسا لیتی ہے یعنی اُس کی قدرت کاملہ روح انسان کو ذات فنا میں ڈالتی ہے میتری بولا کہ
جب در اصل میں ہوں ہی نہیں تو ہو کیا جاؤں آپ یہہ بتائیے کہ مکتین ہونا کیا ہے پراشر جی نے کہا کہ مکتین ہو جانا
یہہ ہے کہ جملہ مراتب وہمی سے آزاد ہو جاوے اور کثافت اور لطافت کا وہم باقی نہ رہے میتری بولا کہ آپ بوجہ
پندار اپنے وجود کو سب سے بڑا تصور کئے ہوئے ہیں پس آپ کو شری برہمائے ثانی قرار دینا واجب ہے پراشر جی
نے جواب دیا کہ جس نظر سے تو نے مجھے کلان تصور کیا یہہ غلط ہے۔ میری بزرگی اسوجہ سے ہے کہ مجھ میں کمی اور دوئی
نہیں ہے میں خود بخود ہوں اور بذاتہ قایم ہوں ہر سہ صفات برہما بشن اور شیو کی صفت خلق قیام اور فنا مجھ سے
پیدا ہوئی ہیں مگر مجھ کو اس خوردی و بزرگی سے کیا حاصل مجھے راحت کی اُسوقت تمیز ہوگی جب تو واہمات سے پاک
اور جملہ مراتب سے مبرا ہو جاوے گا اسیکو مکتین ہونا کہتے ہیں۔ میتری جی بولے کہ مجھے سوائے اس کے کوئی
علاج نظر نہیں آتا کہ ویراگ کروں یعنی تمام علایق کو ترک کردوں پراشر جی نے کہا تجھے صد آفرین ہو کہ تیرے

دل میں ویراگ کی تمنا پیدا ہوئی اب دیر نہ کر جھٹ پٹ کپڑے اوتار پھینک اور سر کے بال اور ڈاڑھی کا صفایا کرد
لوگ کہیں گے کہ پراشر نے میتری کو کیسے تلقین کی کہ دم بھر میں وہ تعلقات سے آزاد ہو گیا اور تیری بدولت مجھے
بھی شہرت حاصل ہو جاویگی۔ اگر کوئی تجھ سے پوچھے کہ کن مراتب کو ترک کر کے کیا اخذ کیا ہے تو کہدینا کہ گھر بار
ترک کر کے عشق اللہ کیا ہے اگر کوئی سوال کرے کہ عشق اللہ کیا ہے تو کہدینا کہ کروا ور دیکھ لو اگر کوئی پوچھے کہ
ریاضت کیا ہے تو کہدینا یاد الہی پس اے میتری ترک علایق کر کے یاد الہی میں واصل ہو جا۔ اور دل میں یقین
کرتا جا کہ میں نے عشق الہی اختیار کیا ہے۔ اب لوگ مجھے عارف کامل کہیں گے اور سب لوگ مجھ پر اعتقاد لاوینگے
اور جب مرجاؤنگا تو بہشت بریں میں مجھے جگہہ ملے گی وہاں حوران بہشتی کے ساتھ عیش سے بسر ہوگی۔ ای مکار
یہہ سب سر منڈے جو پھرتے ہیں اسی طرح پر تارک ہوئے ہیں یا اور کسی طرح پر تو بھی ان کے زمرہ میں شامل ہو جا
ایسی ترک کے گور منتر میں تجھے بتاتا ہوں گور منتر دو قسم کا ہوتا ہے ایک وید منتر دوسرا شاستر منتر ان دونوں
پر تیرا اعتقاد بخوبی جمتا ہے مگر اگر تجھ سے یہہ کہتا ہوں کہ اصل حقیقت کو دریافت کر کہ میں کون ہوں اور میری
ہستی کیا ہے تو خاموش ہو جاتا ہے اور اعتقاد نہیں لاتا۔ اے ناداں حواس سے جو محسوس ہوتا ہے وہ ہیچ پوچ
اور باطل ہے پس ترک حواس سے مدعا حاصل نہیں ہوتا۔ ترک دل سے ہونا چاہیئے تو ایسا ویراگ کر کہ ہر دو عالم
ظاہر و باطن ہیچ نظر آویں اور اُن کی تمنا تیرے دل سے دور ہو جاوے۔ اے میتری جان لے کہ جو کچھ نظر میں
آتا ہے ہنگامہ خواب سے زیادہ وقعت نہیں رکھتا۔ میتری نے پھر کہا۔ تقاضائے اجل سخت تقاضا ہے۔ اُس
تقاضا سے بے خوف ہونے کے لئے تارک ہونا چاہتا ہوں آپ ایسی کوئی طریقت نہیں بتاتے کیا کروں۔ پراشر
جی نے جواب دیا کہ کچھ نکر اور تارک ہو جا اسی طریقت سے خوف مرگ جاتا رہتا ہے میتری نے کہا کہ اگر آپ
یہہ طریقت نہیں بتا سکتے تو بھگتی مارگ بیان فرمائیے۔ کہ اسی میں دل لگا کر واصل ذات ہوں اور اس عالم
ناپائیدار و بیمار سے برکراں ہو جاؤں۔ پراشر جی نے فرمایا کہ بھگتی یہی ہے کہ اپنے آتما بھگوت روپ جانے
اور تمام نیرنگی عالم کو ذات واحد تصور کرلے۔ تارک ہونا در دسر ہے جیسا کہ گرہست ہونا اسباب پریشانی ہے
تو اسباب پریشانی اور در دسر دونوں سے بے تعلق ہو جا اور ذات واحد پر یقین جما کر اس عالم کون و مکان
سے فارغ ہو جا۔ اس طریقت سے تو خوف مرگ سے آزاد ہو جاوے گا جس کی آتما سے خوف مرگ جاتا رہا
اوس کے راحت و اطمینان بیان سے باہر ہیں۔ موت ایسا خوفناک وہم ہے کہ اگر کسی کو کوئی بتادے کہ فلاں
روز موت آئے گی۔ تو موت کے آنے سے پیشتر زندگی تلخ ہو جاتی ہے اور خواب و خور حرام۔ الا جس نے آتما کو

ست چد آنند جان کر وہم مرگ ترک کر دیا ہے اوس کی کیفیت یہہ سمجھ لو کہ وہ آنند روپ ہو گیا ہے اگر خواب و خور ہے تو شری گو نبد ہے اگر گفتار و رفتار ہے تو شری گو نبد ہے۔ اگر گریہ و خندہ ہے تو شری گو نبد ہے یعنی ہر حال میں خورسند ہے الا یہہ راحت جاوید اوسوقت نصیب ہوگی جب تو سچے دل سے جان لیگا کہ آتما پورن محیط کل ہے۔ یعنی رنج کو رنج اور راحت کو راحت نہ مانیگا۔ اور خود کو جسم سے جدا جانے گا۔ انسان جب روح کو جسم سے جدا تسلیم اور تصدیق کر لیتا ہے تو اُس کو سکون حاصل ہو جاتا ہے اور وہ تمام کثافت سے پاک ہو جاتا ہے مگن (خورسند) اوسی کو کہتے ہیں جو رنج و راحت دونوں میں مگن ہے۔ اندری اور تت اور گن (حواس و عناصر و خواص) کو کب تک راست سمجھتا رہے گا دیکھ لے کہ ان کا ظہور تجھسے ہوا ہے ورنہ ان کا وجود کہاں ہے خود نام قرار دیا ہے اور خود اُس میں پابند ہو گیا ہے جو نیک و بد کا تفاوت تیری نظر میں پیدا ہے اسکی وجہ یہہ ہے کہ اصل حقیقت پر تیری نظر نہیں پڑی ہے اور تو آپ کو جسم قرار دیکر اُس کے رنج و راحت کا پابند ہو گیا ہے۔ اے نادان چشم بصیرت سے دیکھ کہ تیرے سوا اور ہے کیا جس وقت وہم کا پردہ اُٹھ جاتا ہے اصل حقیقت خود بخود عیاں ہوتی ہے اے میتری میرا سمجھانا تیرے حق میں بے سود ہے تجھے میرے قول کا یقین نہیں آتا پس جو قول پر اعتبار نہ لاوے اُس سے کہنا لاحاصل ہے جو بات میں تجھے سمجھاتا ہوں تیرے ذہن نشین نہیں ہوتی اور نہ اُس سے کچھ حاصل ہوتا ہے میں آیندہ تجھے کچھ نہ کہونگا۔ میرا کلام شرک سے مبرّا اور توحید خالص ہے اوسکی ستی سے مستفید وہ ہوسکتا ہے کہ جس نے نقش دوئی مٹا دیا ہو۔ کتّے کی مانند جس کے گلے میں پٹہہ پڑا ہوا ہے اوس کو میرے کلام سے راحت کیا حاصل ہوسکتی ہے میتری نے کہا کہ حکایت سُنانے پر اشٹر جی بولے کہ حکایت سننے سے تجھے کیا حاصل ہوگا کہ تو خود درخود گرفتار ہے میں ابلہ فریب نہیں ہوں کہ تیرا یقین تو آتما کے سوا دیگر مراتب میں جا ہوا ہے اور میں تجھے تلقین کرتا جاؤں میرا کہنا یہی ہے کہ میں ہوں نہ تو اور نہ یہہ عالم ایک آتما ہے۔ میتری نے سوال کیا کہ آپ کہتے ہیں کہ میں نہیں کہتا۔ مگر آپ کہے جاتے ہیں پر اشٹر جی نے جواب دیا کہ آج تک میں نے کسی سے کہا ہی نہیں ہے میرا کہنا اوسوقت بنتا جب کوئی دوسرا سننے والا ہوتا۔ میری نظر میں غیریت نہیں ہے یہہ نہ خیال کر کہ جن پر حقیقت حال ظاہر ہو گئی ہے وہ خاموش ہو گئے ہیں خاموشی اون کی یہی ہے کہ اونہوں نے کہا اور تو نے یقین نہ کیا۔ لوگوں کا عام عقیدہ یہہ ہو رہا ہے کہ سنت اور مہاتما کسی کو بھید نہیں دیتے یہہ سچ ہے۔ مگر چونکہ سنتوں کا کہنا صرف اس نظر سے ہے کہ سُننے والے اُسپر عمل کریں اور تصدیق کریں کہ صحیح ہے یا غلط لوگ اُس کو تصدیق نہیں کرتے اور نہ اُس سے فایدہ اُٹھاتے

ہیں اُن کے نزدیک سنتوں کا کہنا پوشیدہ ہے کہ عیاں اوسوقت ہوتا جب اُسپر عمل کیا جاتا۔ اس سے یہہ بات
ثابت ہوئی کہ سنتوں نے راز کو عیاں کر دیا لیکن لوگوں کو یقین نہ آیا اور اُسپر عمل کرنے سے اُنہوں نے
تصدیق نہ کی اسوجہہ سے وہ پوشیدہ رہا پس لوگوں کا یہہ کہنا درست ہوا کہ سنت خاموش بیٹھ گئے ہیں۔
اے میتری وید مقدس اور سنت صاف صاف کہہ رہے ہیں کہ "رایں اودیتی ہے (ذات واحد لاشریک ہے)
پس راز کہاں پوشیدہ رہا۔ جب اعتقاد اس کا نہیں ہے تو وید مقدس اور سنتوں پر تہمت عبث ہے فی الواقع
وید مقدس اور سنت جو کچھ کہہ رہے ہیں حق ہے تو اپنی حقیقت کو بھولا بیٹھا ہے جب عالم کا آغاز و انجام تجھپر
عیاں کر دیا گیا تو اور کیا کہنا رہ گیا۔ مگر تو نے اُس کو نہ جان کر اپنی حقیقت کو نہ پہچانا۔ یہی راز پوشیدہ
ہونا ہے اے میتری شری برہماجی کی مانند دوسرا کوئی عارف عالم میں نہ ہوا اور نہ ہوگا جب اُن کا خطاب
شری بش سے یہہ ہوا کہ میں ہی ہوں یعنی ہر سہ عالم میں میں ہی ہوں پس راز پوشیدہ کہاں رہا اگر ان کو
پوشیدہ رکھنا منظور ہوتا تو یہہ ہرگز زبان پر نہ لاتے سب کا اعتقاد اس امر پر ہے کہ برہماجی کا قول ہرگز
جھوٹا نہیں ہو سکتا برہماجی یہہ کہتے ہیں مگر یقین نہیں ہوتا۔ اسی وجہ سے راز پوشیدہ ہو گیا ہے۔ جب سوائے
ذات بحت کے اور کچھ نہیں ہے تو دالست کو اُس میں گنجایش کہاں سے ہو سکتی ہے پس لازم ہے کہ شری گوبند
کی یاد میں مصروف رہے کہ اوسکے سوا اور کوئی ہستی نہیں ہے۔ اے میتری وجود انسانی جو دراصل لعل گران بہا ہے تجھے ملگیا ہے
تو نے اُسکی قدر نہ کی اور عالم ناپایدار رہگذر زندگی کا مدار دم پر ہے جب مرجائیگا یہہ سب جسکو تو نے اپنا تصور کیا ہوا
ہے ہنگامہ خواب ہو جائیگا۔ جبتک کہ تیری حیات ہے تجھے کہانے اور کپڑے کی فکر نہ کرنی چاہئے اور خوش رہ کر شری
گوبند کی یاد میں مشغول رہنا چاہئے شری گوبند اپنی فکر آپ کریگا اگر تجھے خواہشات سے سیری حاصل نہیں ہوتی تو دیکھ کہ جب بادشاہ
ہفت اقلیم مرجاتا ہے تو اپنے ساتھ کیا لیجاتا ہے وہ سلطنت و رعیت برقرار رہی اُسکو یہیں چھوڑ گیا اور خود چلا گیا پس تجھے لازم ہے کہ یہہ جو تو نے
پندار سہل کی تہمت اپنے اوپر باندھ رکھی اُس سے دست بردار ہو جا اور تمام آرزوؤں کو ترک کرکے بے وہم ہو جا
کہ آخرکار تجھے شری گوبند سے کام پڑیگا جو کچھ کہ قسمت میں ہے وہ کسی حال میں کم و بیش اور متبدل نہیں ہو سکتا
اگر خواہش کریگا تو بھی جو قسمت میں ہے وہ ملیگا پس فکر کرنا بے سود ہے یہہ وجود انسانی اسواسطے عطا
ہوا ہے کہ بھجن شری گوبند کا کرکے ہر دو عالم سے برکراں ہو جاوے۔ اس لئے نہیں ملا ہے کہ فکر خور و خواب
و مال و منال میں عمر گذاری جاوے جسم کا مدار قسمت پر ہے یعنی جو امور تقدیری ہیں اُنپر وجود کا انحصار ہے تجھ
کو کیا ضرورت ہے کہ اُنکی طلب میں فکر مند ہو۔ قسمت جسم کے واسطے ہے اور اوس کو کبھی فکر کم و بیش نہیں

ہوتی۔ پس تیرا فکر کرنا بے سود ہے تجھے تو یہی لازم ہے کہ بے وہم ہو کر شری گو بند کا بھجن کرے زندگی کا کوئی اعتبار نہیں ہے۔ زندگی دم پر منحصر ہے جو دم کہ باہر جاتا ہے امید نہیں کہ پھر اندر آسکے یا نہیں اسکا تجھے یقین نہیں آتا تیری خواہش تو یہہ ہے کہ بیراگ کروں اے میتری تو ایسا ویراگ کر (تارک ہو) کہ سوائے شری گو بند کے کچھ نگاہ اور علم میں نہ آوے۔ میتری نے سوال کیا کہ بھجن کیسے کروں۔ کہ من بدھ۔ چت واہنکار میری سدراہ ہو رہی ہیں۔ اور بھجن نہیں کرنے دیتے پراشر جی نے جواب دیا کہ تو مخض مکار معلوم ہوتا ہے میں تو سامنے موجود ہوں اور نظر آتا ہوں۔ اگر کچھ خوف ہونا چاہیئے تھا تو میری ڈنڈی بازی سے ہونا چاہیئے تھا تو جو یہہ کہتا ہے کہ مجھے من اور چت سے خوف آتا ہے اور وہ میری سدراہ اور بارج ہو رہے ہیں میں کیسے تسلیم کرلوں یہہ بتا کہ من اور چت (دل اور خیال) کا روپ کیا ہے میتری نے جواب دیا کہ اُن کا روپ میں نے نہیں دیکھا ہے پراشر جی نے فرمایا کہ مکاری تو تیری یہی ہے کہ جس کا تو نے روپ نہیں دیکھا ہے اُسکو اپنا سدراہ کیسے مانتا ہے۔ فی الحقیقت سدراہ تیری سنکلپ و وکلپ ہیں۔ جب سنکلپ اور وکلپ پر انانیت معین ہو جاتی ہے تو جیو روپ ہو جاتا ہے۔ جب سنکلپ اور وکلپ سے آزاد ہے تو شری گو بند ہے۔ پس تو شری گو بند روپ ہو جا کہ اس سے بہتر کوئی امر نہیں ہے۔ تجھے چاہیئے کہ من اور بدھ جو درمیان میں حائل ہوتے ہیں انسے قطع نظر کر کے تارک ہو جاوے۔ تارک دراصل اُس کو تسلیم کیا جاتا ہے جو سنکلپ اور وکلپ سے آزاد ہے خواہ وہ گھر میں رہے یا جنگل میں رہے۔ ایسی ہی کیفیت کے لئے تو کال کا یہہ کہنا ہے کہ جو مضبوط پھانسی موت کی گردن میں پڑی تھی اُس کو ایسے وجود نے جو سنکلپ اور وکلپ سے رہا ہو گیا ہے کاٹ ڈالا ہے اور بے وہم ہو گیا ہے اے میتری تو یقین مان لے کہ شری برہما جیسے لیکر مور چہ ضعیف تک آتما واحد لاشریک ہی۔ اے میتری میں نے کس کس طرح تجھے سمجھایا ہے مگر تا وقتیکہ خود دل سے خوض اور انصاف نکریگا میں کیا کرسکتا ہوں اس امر کی تصدیق میں ایک حکایت بیان کرتا ہوں۔

حکایت زناردار

اگلے وقتوں میں ایک برہمن تھا جس نے مدت دراز تک جسمانی ریاضت حصول دیدار شری بشن دیو کے لئے کی تھی شری بشن دیو نے مہربان ہو کر درشن دے اور فرمایا کہ اے برہمن مجھ میں اور تجھ میں کوئی تفاوت درمیان میں نہیں ہے یہہ تمام محنت جو تو برداشت کرتا ہے اس کی تکلیف مجھے پہونچتی ہے کہ ظاہر و باطن میں ہی ہوں مجھ

اپنی ہستی اور خود کو میری ہستی تصور کرکے خوش وخرم رہا کر برہمن نے سنا تہا کہ جب کوئی نارایں کا بہجن کرتا ہے۔ دیوتا۔ دوتوں کو بہیجدیتے ہیں کہ اس کے بہجن میں خلل ڈالو۔ یہہ وہم دل میں سمایا اور اونے شری بشن دیو کو جن خیال کرکے جواب دیا کہ اے جن میں بیوقوف نہیں ہوں کہ تیری بہکانے سے بہجن چہوڑدوں میرے سامنے سے چلا جا ورنہ قوت یوگ سے خاکستر کرڈالونگا۔ شری بہگوان یہہ سنکر ہنس پڑے اور فرمایا کہ تاوقتیکہ خود اپنے گردا سے کوئی باز نہ آوے میرا کہنا اوس کے بارہ میں فضول ہے۔ یہہ کہکر شری بشن دیو نظر سے غائب ہوگئے۔

پراشر جی میتری سے ارشاد فرماتے ہیں کہ خود کو خود میں درک کرنا کشود کار کی کلید ہے

رباعی

درخود از خود بگو چہ چیزے وچہ	خود را از خود بجو چہ چیزی وچہ
ہرگاہ سوائے حق نباشد چیزے	تو خود از خود بگو چہ چیزی وچہ

خلاصہ تلقین پنجم

اسباب میں پراشر مہارشی نے میتری جی کو ترک انانیت کی فضیلت تلقین فرمائی ہے مختلف مدارج جنسے شناخت ذات ہوسکتی ہے اون میں سے ویراگ یعنی بےتعلقی وچار یعنی فکر کو مقدم تسلیم کرکے جسم کی نیستی اور جان کی ہستی ثابت کردکہائی ہے اور علم معقولات کے ذریعہ جملہ فلاسفہ نیز سنت مت کی روسے تصدیق کرایا ہے کہ آتما واحد لاشریک ہے۔ ماسوا نہیں ہے صرف ذات مطلق ہے اس امر کی تشریح میں پراشر جی نے اپنا حال اور اودہوت دتاتری کا حال بیان کیا ہے۔

اور تثلیث کو توحید ثابت کیا ہے۔ دوئی کو شرک ثابت کرکے ذات واحد کی ہستی عیاں کردی ہے۔ آزادی و رستگاری وہم مرگ کا دور ہوجانا تصدیق کیا ہے۔ وہم مرگ انانیت سے ہوتا ہے اور ترک انانیت سے وہم مرگ زائل ہوجاتا ہے۔ اوسوقت انسان جیونمکت ہوجاتا ہے ویراگ کی صورت یہہ نہیں ہے کہ گہربار چہوڑکر جنگل میں جابیٹہے اوس کے اصلی معنی یہہ ہیں کہ دل سے تعلقات جو دلبستگی کا باعث ہورہے ہیں ترک کرکے فارغ نشین ہوجاوے۔ وچار کی روسے حق وباطل کی تمیز کیجاتی ہے جب تمیز حق وباطل ہوگئی حق کی تسلیم اور غیر حق یعنی ماسوا کا ترک ویراگ کے اصول سے لازم آتا ہے۔

جیواور برہم کی عقدہ کو یوں وا شگاف کیا گیا ہے کہ جیو جسوقت تک انانیت اور پندار میں مقید ہے اور تمام افعال کو اپنے سے سرزد ہوتا ہوا تسلیم کرتا ہے اور علم سہ گانہ نظر ناظر اور منظور کا منظر ہے اور اپنی ہستی کو ذات بحت کی ہستی سے جدا جانتا ہے اور مانتا ہے دیدار ذات سے محروم ہے جسوقت نظر پیدایش اور فنا کے وہم باطل سے بلند ہو جاتی ہے یعنی ترک انانیت و پندار سے تمام عالم کو اپنا جلوہ دیدار تسلیم کرلیتا ہے اور جزویت کلیت میں مبدل ہو جاتی ہے تو برہم سروپ ہو کر اپنے سروپ کے دیدار میں محو رہتا ہے یہہ حالت رستگاری اور بدیہہ مکت کہلاتی ہے۔ سری کشن بھگوان نے سریمد بھگوت گیتا میں تین اشغال کو ذریعہ رستگاری قرار دیا ہے۔ ۱۳ منتر چھٹے ادھیاے میں ناسا گر دھارنا۔ کا طریقہ بیان ہوا ہے۔ پانچویں ادھیا کی ۲۷-۲۸ منتر میں بھرکٹی دھیان کی صورت ظاہر ہوئی ہے اور آٹھویں ادھیا کی ۱۲ و ۱۳ منتر میں گائیتری منتر کی شغل کا طریقہ بیان ہوا ہے۔ یہی تین اشغال رستگاری کی شاہراہ ہیں

یارے کہ تراز خود رہاند دگر است — کارے کہ زتو ہیچ نماند دگر است

ما منکر راہ مسجد و کعبہ نہ ایم — راہے کہ بمقصود رساند دگر است

تمام شد

باب پنجم

تلقین ششم

حکایت گج و برہسپت

پراشر جی نے میتھری سے سلسلہ کلام آغاز کیا اور فرمایا کہ ایک مرتبہ برہسپتی کے پسر گج نے اپنے پدر بزرگوار سے
سے ظاہر کیا کہ اس عالم ظاہری میں اگرچہ علوم وفنون مروجہ میں مجھ دستگاہ کامل حاصل ہے الّا علم باطن سے
بہرہ ہوں۔ مجھے یہہ معلوم نہیں کہ میں کون ہوں اور کیا ہوں،، برہسپت نے جوابدیا کہ اے پسر تجھے آفریں
ہے کہ تونے علم باطن کے حصول کی تمنا ظاہر کی اور ایک اعلے اور باریک رمز کا انکشاف چاہا۔ اب
اس کا جواب بگوش ہوش سُن

تُو وہ ہے کہ یہہ تمام عالم کون ومکان تیرے نور سے منور ہورہا ہے تو وہ ہے کہ لافنا تیری صفت ولیں
ہے تو وہ ہے جو مورچہ ضعیف سے لیکر فیل مست تک ہر جاندار میں مساوی طور پر ساری ہورہا ہے تجھے
چیتن سویم پرکاش یعنی حی قایم بالذات کہتے ہیں،، جو کچھ سری برہماجی نے اس نادر سوال کا جوابدیا تھا
اب میں وہ تجھے سناتا ہوں۔

اگلے زمانہ کی روایت ہے کہ سارہ سوت (پرند) اپنی مادہ سارہ سوتی کو علم عرفان تلقین کرتا تھا اور سمجھاتا
تھا کہ اے میرے روپ عالم کی نیرنگی جو نظر آتی ہے۔ یہہ سراسر فنا پذیر ہے۔ یہہ مشاہدہ ایسا ہی نظر کا
دہوکہ ہے جیسے کہ سراب میں آب کی جہلک۔ چشم تحقیق میں یہہ عالم معتبر ثابت نہیں ہوتا۔ پرتمانے جو نعمت
یقین عطا فرمائی ہے اوس عطیہ عظمی کو کام میں لاکر یقین کرلے کہ موجودات عالم جو کچھ کہ ہے اوسکی ہستی

ہے۔ مادہ نے کہا کہ آپ کے ارشاد کے موافق جبکہ عینی شہادت قابل اعتبار نہیں اور مشاہدہ باطل اور بیکار ہے تو وہ جو نظر اور احساس میں نہیں آسکتا اُسپر یقین دل کو کیسے ممکن ہو سکتا ہے۔ نر نے جواب دیا کہ یقین اُسوقت ہوتا ہے جب اصل حقیقت پر نظر پڑ جاتی ہے گج نے برہسپت سے سوال کیا کہ "اصل کیا ہے اور کون ہے" برہسپت لب کشا ہوا کہ نر نے اس سوال کا جواب مادہ کو یہہ دیا کہ وہ جو یہہ سوال کرتا ہے کہ "اصل کیا ہے اور کون ہے" دراصل وہی ہے۔ مادہ بولی کہ جس نے یہہ سوال کیا تھا وہ تو میں ہوں پر مجھ یہہ معلوم نہیں کہ "میں کون ہوں اور کیا ہوں"۔ نر نے بیان کیا کہ تو سچدآنند روپ یعنی عین حق عین علم اور عین سرور ہے مادہ نے جواب دیا کہ تو نادان ہے جو مجھ میں ایسے اوصاف داخل کرتا ہے جو شرک پر دلالت کرتے ہیں ظاہر ہے کہ ست واست یعنی حق و باطل چت اور اچت یعنی علم و جہل آنند اور بہرم یعنی سکون و اضطراب لازم و ملزوم الفاظ ہیں اور لازم اور ملزوم حالتوں کا تمیز بتلاتے ہیں۔ مگر میں سمجھتی ہوں کہ میں ان سے مبرا ہوں مجھ سچ بتاؤ کہ میرا روپ کیا ہے۔ اُسوقت گروڑ آموجود ہوا۔ اور بولا کہ تمام کائنات میں ایک بشن ہی موجود ہے کوئی غیر نہیں ہے۔ سارہ سوت بولا کہ اے گروڑ یہہ کہہ کہ دوئی ثابت ہوتی ہے۔ اگر ہستی سری بشن کی ہے تو عالم کہاں موجود ہے۔ ایسی قول کو میری مادہ تسلیم نہیں کریگی۔ گروڑ نے جوابدیا کہ تیری مادہ اپنے سروپ کے علم سے بیخبر ہے وہ یہہ نہیں جانتی کہ یگانگی اُسوقت تک قایم ہے جبتک دوگانگی ہے جب دیدار ہوتا ہے تو نہ یکی باقی رہتی ہے نہ دوئی۔ اے سارہ سوت جو شری بشن کا نام زبان سے لیتا ہے وہ دراصل شری بشن کا قائل ہے نہ کہ قائل۔ یاد فراموشی پر دلالت کرتی ہے۔ شری بشن دیو چتین ہیں اون میں فراموشی کو گنجایش نہیں ہے۔ چت میں سہو پیدا نہیں ہوسکتا۔ جہاں چت ہے وہاں یاد قایم ہے سہو نہیں ہو سکتا پس یاد کرنا سہو ہے جو چتین ہیں وہ ہر وقت یاد میں ہیں شری بشن ہستی اور چتی ہیں چتین واحد ہے اور لاشریک پس ایک اودیتی یعنی واحد لاشریک ہے۔ سارہ سوت نے اعتراض کیا کہ اے گروڑ جب شری بشن کی ہستی ہے۔ اگر آپ اپنی یاد کرتا ہے تو کیا نقص واقع ہوتا ہے۔ یہہ تو بہتر صورت ہے کہ چت چتین میں لگا رہے۔ اگر یہہ صورت رد کردیجاوےگی تو خلق عالم اوس کی یاد سے غافل ہو کر اُس کو فراموش کردیگی اور یقیناً علامات نفسانی کی قید میں گرفتار ہو جاویگی۔ گروڑ نے جوابدیا کہ جو علم حقیقت سے باخبر ہے وہ میرے قول کو راست یقین کرتا ہے مگر جو بیخبر ہے وہ اوس کی تسلیم سے قاصر ہے۔ سارہ سوت نے کہا کہ

اہل اصول تیرے قول کو تسلیم نہیں کر سکتے کہ تو اصل حقیقت سے بے خبر ہے تیرے علم الیقین میں عارف اور جاہل کی تفاوت باقی ہے اور لطافت اور کثافت کی وہم میں تو گرفتار ہو رہا ہے اور اپنے سروپ سے محروم ہو۔
اسی اثنا میں کاک بسنڈ وہاں آموجود ہوئے۔ اور فرمانے لگے کہ برہماجی سے لیکر مورضعیف تک ایک شری رامجی ہی ہیں۔

گروڑ نے سوال کیا کہ شری رامجی تو واحد ہیں پس تو کون ہے۔ بسنڈ نے جواب دیا کہ میں اُن کا داس (بندہ) اور کنکر (تابع فرمان) ہوں۔ گروڑ نے اعتراض کیا کہ اگر تو شری رامجی سے اپنی شخصیت علیحدہ جانتا ہے تو شری رامجی کے پورن (کامل) ہونے میں نقص واقع ہو جاتا ہے۔ جبکہ ابتدا۔ درمیان اور انتہا شری رامجی ہیں تو کہاں ہے اپنی شخصیت کو قایم کرنا محض تیری نادانی ہے کہ ظاہر و باطن شری رامجی ہیں اور اون کی ہستی کے سوا ہر دو عالم میں کوئی موجود نہیں ہے تیری سمجھ اس رمز کے تفہیم سے قاصر ہے کہ لاموجود الا ہو کہ سوائے ذات کے کچھ موجود نہیں ہے یہہ سنکر کاک بسنڈ چپ ہوا اور وچار کرنے لگا اور غور و فکر کے بعد اس نتیجہ پر پہونچا کہ میں وہ نہیں ہوں جو اپنے پندار باطل میں آپ کو تسلیم کئے ہوئے تہا۔ گروڑ سے مخاطب ہوکر بولا کہ شری رامجی مجھی کو کہتے ہیں بدیں وجہ کہیں اکہنڈ اور ادویتی یعنی واحد لاشریک ہوں۔ یہہ میری سخت غلطی تہی کہ اپنے آپ کو کاک بسنڈ تسلیم کرتا تہا۔ گروڑ بولا کہ میں ابہی شری رامجی سے جاکر کہتا ہوں کہ کاک بسنڈ نے سرجادۂ اطاعت سے پہیر لیا ہے اور عبد ہوکر معبود بنگیا ہے اور کہتا ہے کہ شری رامجی میں ہی ہوں۔

بسنڈ نے جواب دیا کہ جب میرا یقین یہہ ہی ہے اور مجھ میں اور شری رامجی میں کوئی تفاوت نہیں ہے تو شوق سے شری رامجی سے کہدے مگر ہست مطلق کو قید گفتار میں لانا کیا ضرور ہے۔ اسی گفتگو میں مصروف تہے کہ ہنس شری برہماجی کی سواری وہاں آپہونچا اور بولا کہ "برہم آسمی" جو برہم ہے میں ہی ہوں بسنڈ نے گروڑ سے مخاطب ہوکر کہا کہ دیکہا ہنس کیا کہتا ہے اگر میں نے بہی کہا کہ میں بشن روپ ہوں تو کیا گناہ ہوگیا۔ دراصل بلاقید وہم خود بخود ہے۔ گروڑ نے جواب دیا کہ اگر شری بشن کی حضوری میں ہنس انکار کرے کہ میں نے نہیں کہا اور میں تصدیق اس قول کی کروں تو تیرا کیا حال ہو۔ کاک بسنڈ نے یہہ سنکر کہا کہ میں صاف صاف کہدوں کہ اے شری بشن تیرا ظہور مجھ سے ہوا ہے۔ بمجرد اس خیال کے طاؤس وہاں آموجود ہوا اُس طاؤس کی یہہ صفت تہی کہ اُس کے ہر ایک پر میں اونکار یعنی اسم اعظم

منقش تہا۔ اب طاؤس کہنے لگا کہ تمام عالم میرے ہی ظہور کا جلوہ ہے اور میں ہی ہر شئے میں جلوہ گر ہو رہا ہوں
بنڈے نے کہا کہ اے مور یہہ کہنا مناسب نہیں ہے یہہ کہہ کہ جتنے روپ ہیں یہہ سب شری راجی کے ہیں۔
مور نے جواب دیا کہ اے نادان پہلے تو یہہ بتا کہ شری راجی کا مقام کونسا ہے بنڈے نے کہا کہ شری راجی
میرے روم روم میں بسے ہوئے ہیں۔ یہہ سنکر مور نے اعتراض کیا کہ تیرے قول سے یہہ ثابت ہوتا ہے
کہ تو شری راجی کا ناظر ہے اور تیرا رتبہ شری راجی سے بلند تر ہے۔ اس اعتراض کا جواب گرڑ نے دیا اور
کہا کہ تو واحد کو ثلاثہ دکہلا رہا ہے اور نظر اور ناظر اور منظور قایم کرتا ہے ورنہ در اصل شری راجی واحد یگانہ
ہیں جس میں ثلاثہ کی گنجایش نہیں ہے مور نے جواب دیا کہ اے نادان جبکہ سب راجی ہیں اور دوسرا کوئی
نہیں ہے تو ثلاثہ غیر کیسے ہو سکتا ہے جس کا ظہور حق سے ہو وہ حق ہے۔ مٹی سے جو برتن بنا ہے وہ در اصل مٹی
ہے۔ ایسی عقل پر پتہر پڑیں جو یہہ جانے کہ عالم اور ہے اور اتما اور ہے کاکر بنڈے نے اب مور سے سوال کیا کہ
شری راجی واحد ہیں نہ کہ ثلاثہ تو ثلاثہ کیسے قایم کرتا ہے۔ مور ہنسا اور بولا کہ جیسے انسانوں میں کثیف
ترین مردم کو چنڈال کہتے ہیں ویسے ہی پرندوں میں کثیف ترین یہ ندزاغ ہوتا ہے۔ اے دشمن عقل
جب سب شری راجی ہے تو واحد کیا اور ثلاثہ کیا معنی۔ ابہی چندے میری شاگردی کرو تو تم کو وقوف
ہو۔ اسوقت کلنگ وہاں آگیا اور بحث کرنے لگا کہ اے مور جبتک تو صفت سہ گانگی سے برتر اور بے وہم
نہو گا تجہے سرور کیف میسر نہیں ہو سکتا۔ اب تو اپنی حقیقت کو دیکھ کہ ہے کیا پر تو جو تیری دہارنا ہے
وہ سہ گانہ ہے۔ ساتکی۔ راجسی اور تامسی۔ تیری صفت رجوگن سے شری برہماکی ہستی قایم ہوئی۔
جس سے عالم کا ظہور ہوا۔ تیری صفت ستوگن سے شری بشن کی ہستی قایم ہوئی جس سے عالم کا قیام ہے
تیری صفت تموگن سے شری رودر کی ہستی قایم ہوئی جس سے کہ عالم نیست اور نابود ہو جاتا ہے۔
اندریاں من بدہ چت اور اہنکار یعنی احساس دل عقل خیال اور انانیت ان کی پیدایش شری برہما
یعنی صفت ایجاد سے ہے اور چودہ دیوتا (موکلان) دس اندریوں کے دس دیوتا۔ اور چاروں انتہ کرن
کے چار دیوتا جو علیحدہ علیحدہ ایک ایک اندری اور انتہ کرن پر قادر ہیں اُن کا ظہور شری بشن سے ہوا ہے
جو صفت قیام ہے۔ اور پنچ تتو یعنی پنجگانہ عناصر خاک آب آتش باد اور خلاء کا نمود تموگن یعنی صفت
فنا سے ہے۔ ان تینوں دیوتاؤں یعنی ہر سہ صفات کی اصل اور بنیاد پر تو ہے جہاں سے ان کا ظہور ہوا
ہے۔ مگر حقیقت شناس کی نظر میں پر تو کی ہستی ایسی ہے جیسے سُراب۔ جبتک یہہ وہم صفحۂ خاطر ہے معدوم

نہوگا سرورِ ذات جو علم سہ گانہ سے برتر ہے حاصل نہیں ہو سکتا۔ اس بحث کا جواب مور نے یہہ دیا کہ اے کلنگ تیرے کلام کا مفہوم یہہ ہے کہ علم سہ گانہ سے برتر ہوئے بغیر سرورِ ذات حاصل نہیں ہوتا اور پرتو کو تو سُراب بتاتا ہے اور اُسکے ترک کرنے کو لازمی بتاتا ہے۔ سُن کہ عارف نہ ترک کرتا ہے نہ اخذ۔

خواہشِ ترک لاعلمی ہے۔ لاعلمی سے کلپنا پیدا ہوتی ہے کہ کپڑے اُتار لو کہ آب سے گذرنا ہے۔ مگر جب حقیقت پر نظر پڑے۔ اور معلوم ہو گیا کہ آب نہیں ہے سُراب ہے کلپنا کہاں پیدا ہوتی ہے اور وہم کہاں رہتا ہے پرتوِ ذات سے غیر نہیں ہے نظرِ عرفان سے۔ پرتوِ ذات تصدیق ہوتا ہے ماسوا نہیں ثابت ہوتا۔ پس نہ ترک ہے نہ اخذ۔ ان کا وجود علم میں نہیں ہے لاعلمی میں ہے علم کی روشنی میں نظر آتا ہے کہ ذات ذات ہی اور کچھ نہیں ہے کوئی ذرہ بھی ایسا نہیں جسکی ہستی ذات کی ہستی نہو جب عالمِ ظاہر میں ہستی ذات کی ہی تو کس کا ترک کیا جا سکتا ہے۔ اسیطرح عالمِ باطن میں ذات کی ہستی برقرار ہے کیا ترک کیا جاوے۔ مجھ کو تو ہر دو عالم میں کوئی ماسوا نظر نہیں آتا جو ترک کیا جا سکے یا اخذ کیا جاوے۔ اس کلام کی تصدیق میں دیکھو کہ میرے ہر پر میں پرتو منقش ہو رہا ہے اور اوس کا قیام میری ذات سے ہی جس کا قیام کہ مجھسے ہی وہ در اصل میں ہی ہوں جب ظاہر و باطن میری ہی ہستی ہے تو ترک و اخذ کا وہم محض لاعلمی سے ہے۔ کلنگ نے یہہ سنکر جواب دیا کہ جہاں تو میری لاعلمی ثابت کرتا ہے وہاں تیرا جہل بھی ثابت ہوتا ہے۔ علم تیرا توحید اور تثلیث کی یکتائی ظاہر کرتا ہے۔ تو بھی قید وہم سے آزاد نہیں ہے تیرا علم خالص نہیں جہاں توحید و تثلیث کی قید سے آزادی کا سرور حاصل ہے۔ اہلِ دانش تیرے کلام پر کب اعتبار لا سکتے ہیں۔ مور نے جواب دیا کہ اے کلنگ تو علم سے بے بہرہ ہے اگر تجھے علم ہوتا تو مجھے مور نہ دیکھتا بلکہ آتما جانتا تو عارف نہیں ہے ورنہ تیری نظر بالغیر نہیں ہوتی۔ کہنے والا کون ہے اور کہتا کس سے ہے خود کہتا ہے اور خود سنتا ہے سارہ سوت لب کشا ہوا کہ اے مور اگر تو آتما سے محروم نہوتا تو تو آتما کو دیکھ کیسے سکتا اور وہ نظر میں کیسے آسکتی۔ اس کا جواب ہنس نے یہہ دیا کہ تو آتما سے لاعلم ہے کلنگ کے کہنے سے ثابت ہوتا ہے کہ تو نے اپنے سروپ کو نہیں جانا ہے اگر اپنے سروپ کا علم ہوتا تو آتم رہت یعنی آتما سے محروم ان کو قرار نہ دیتا۔ یہہ سنکر سارہ سوت خاموش ہو گیا کہ ہنس کا کہنا بجا تہا آتما حرف و صوت سے برتر ہے۔ گرُوڑ بولا کہ اے ہنس تو بتا کہ تو نے اپنا سروپ دیکھا ہے کہ نہیں۔ اگر دیکھا ہے تو بتا اگر نہیں تو بھی بتا گرُوڑ کو ہنس نے جواب دیا کہ اے نادان دیدن اور نادیدن محض گفتن ہے۔ جب آتما ہی

آتما ہے اور میں آتما ہوں تو مجھ میں وہ کیا جو میں نے دیکھا یا نہ دیکھا۔ دیدن کے ساتھ ثلاثہ لازمی ہو جاتا ہے دیدن کا وہم سروپ کی نا دانستگی سے پیدا ہو رہا ہے۔ جو دیدار کا متمنی ہے وہ اول کسی شئے کو منظور قرار دیتا ہے پھر نظر پیدا ہوتی ہے بعد ازاں ناظر ہوتا ہے۔ جہاں توحید ایک وہم ہے۔ وہاں ثلاثہ کی گنجایش کہاں ہو سکتی ہے۔ گروڑ بولا کہ اصل حقیقت مجھ سے سُن ہنس بولا کہ کان ہوں تو سنوں کان نہیں ہیں سنوں کیسے مگر کہہ کیا کہتا ہے۔ گروڑ بولا کہ زبان ہو تو کہوں۔ زبان نہیں ہے مگر کہتا ہوں (یہہ علم حرف وصوت سے بالاتر مقام کا ہے) کہ جب میں ہی ہوں تو نظر ناظر اور منظور ثلاثہ بھی میں ہی ہوں ہنس بولا کہ بھلا یہہ کیسے ممکن ہو سکتا ہے۔ جب مین ہوں تو ہر سہ مراتب نیست ہیں کیونکہ میں دوئی اور یگانگی سے مبّرا ہوں۔ اندریں باب وید مقدس کا فرمان یہہ ہے کہ نارایَن نارایَن ہے اور یکی اور دوئی کا قرار دینا جہل ہے دونوں خاموش ہو گئے کہ اس سے آگے کلام جائز نہ تھا۔ عالم خاموشی اہل جلسہ پر عرصہ تک طاری رہا آخر کار کلنگ نے اس خاموشی کو توڑا اور کہنے لگا کہ اے مور میں تیرا مرید ہوتا ہوں بشرطیکہ مجھے وہ علم تلقین کرے جو ابتدا میں پریتی غیر نہو۔ مور نے کہا کہ ایسا نکتہ بتاؤنگا کہ تو نرہے۔ کلنگ بولا کہ جب میں نرہا تو تینوں عالم کہاں رہیں گے اور تیری دہار نا پر تو کہاں رہیں گے۔ نروان پد تلقین کر جسکو سنکر قید و نجات سے رستگاری ملے مور کہنے لگا کہ اے سنتوں سب میرا کلام سنو۔ سب سنتوں نے کہا کہ ہم میں نہ کہنا ہے نہ سننا مگر کہہ کیا کہتا ہے۔ مور بولا کہ میں نہیں کہتا مگر یہہ کہتا ہوں کہ غور سے تلقین نروان پد کی سنو جس کے سننے سے پندار خودی ترک ہو جائے۔ سنت بولے کہ تلقین کنندہ ہے نہ تلقین اب کلنگ بول اوٹھا کہ اے مور تو میرا مرید ہو جا۔ نرواں تجھ میں اوپدیش کرونگا۔ مور نے جواب دیا کہ مجھ میں نہ دان ہے نہ نروان میں بذات خود قایم اور روشن ہوں۔ ہمارا نمسکار ہمکو ہے اور یہہ تینوں عالم ہمکو ہی نمسکار کرتے ہیں۔ اور تمام موجودات عالم میں فاعلیت ہماری ہے دن اور رات ہم ہیں۔ انسان فرشتہ اور دیوتا ہم ہی ہیں۔ سب ہمارا ہی دیدار ہے۔ برہما۔ رودر اور وشن نے ہم سے ظہور پایا ہے۔ جب سب اس انند میں مگن تھے اور وید کی منزل سے بالاتر حالت طاری تھی اوسوقت چکوا اور چکوے وہاں آ پہونچے چکوا بولا کہ جو کچھ نظر آتا ہے روبفنا ہے۔ پس میرا نمسکار مجھ کو ہے۔ سب کہنے لگے کہ چکوا روبفنا ہے ہمارا نمسکار ہمکو ہے پراشر جی نے میتری کو سمجھایا کہ سنتوں کا یہی نمسکار ہے کہ وہ اپنے سروپ کو نمسکار کرتے ہیں۔ گج نے برہسپت سے سوال کیا کہ وہ کیسے سنت جنہوں نے ایسا نمسکار کیا۔ برہسپت

نے جواب دیا کہ اے پسر تیری نظر اعتراض درست نہیں ہے وہ بلاشبہہ سب سنت تھے اور اُن کا قول راست ہے
تو سمجھا ہی کہ جو جکوا نے کہا کہ سب رو بفنا ہے اور میں ہوں اس کے معنی کیا ہیں اسکی تشریح یہہ ہے کہ یہاں سب سے
مراد پانچ تتو۔ دس اندری اور چار انتہہ کرن سے ہی جن سے جسم کی آرایش ہوئی ہے ظاہر ہے کہ کھتر یعنی جسم
فانی ہے اور یہہ جو جکوا نے کہا کہ میں ہوں اُس نے یہہ بتایا کہ میں کھتر گیہ فاعل ہوں جس سے یہہ سب تتو۔
اندری اور انتہہ کرن حرکت میں ہیں اور قیام رکھتے ہیں اور یہہ جو سب سنتوں نے کہا کہ جکوا رو بفنا ہے اونہوں
نے پندار فاعلیت کو ترک کرکے اپنے تیج سروپ کو نمسکار کیا تھا۔
ظاہر ہے کہ جب کھیتر ہے تب کھیتر گیہ بھی ہے۔ یعنی جب جسم ہے فاعلیت بھی ہے۔ جب جسم نہیں ہے فاعلیت
کہاں ہے اُن سب سنتوں کی نظر پندار وجود اور انانیت سے اُٹھ چکی تھی اور وہ نتیجہ سروپ میں لین تھی اور تیج
سروپ کو نمسکار کرتی تھی۔ برہسپت بولا کہ اے پسر یہہ گفتار گفتار میں نہیں آتی اب جو جواب جکوا نے دیا وس کو
بغور سُن۔ جکوا کہنے لگا کہ اے پیارو جکوے کو دیکھو کہ یہی وکار روپ ہے اور جملہ نقائص اسمیں ہیں اور یہی ان کا
باعث ہے میں تمام نقائص سے بری ہوں۔ یہہ جکوے پرکرت یعنی مایا روپ ہے اور میں پورش سروپ ہوں
تمام کائنات کی آرایش میرے اور اُس کے باہمی اتصال سے ہو رہی ہے مگر میں اگر یہ سر دو یا ایک ست
چدانند برہم روپ ہوں یعنی فاعلیت سے مبرا۔ تمام کائنات میں سارے عین حق عین علم اور عین سرور
ہستی ہوں۔ جب میں پرکرتی کو اپنی ذات میں فنا کر لیتا ہوں تو کل عالم فنا ہو جاتا ہے۔ اور میں ہی میں
باقی رہجاتا ہوں قایم بالذات واحد لاشریک ہو جاتا ہوں۔ میں بذات خود قایم ہوں اس لئے مجھ کو کسی سہارے
کی حاجت نہیں ہے اور نہ مجھے فنا ہے۔ اب تم یہہ بتاؤ کہ تمہارے ساتھ بھی پرکرتی ہے یا نہیں۔ سب نے
جواب دیا کہ اگر جکوا ہے تو جکوی نہیں ہے۔ اگر جکوی ہے تو جکوا نہیں ہے عقل سلیم ایک ہی کو تسلیم کرتی
ہے خواہ پورش کہو خواہ پرکرتی کہو۔ جکوا نے اس اعتراض کو یوں رفع کیا کہ منزل توحید میں سخن کو گنجایش
نہیں ہے اس لئے پرکرتی کو اپنے ساتھ لگائے رکھتا ہوں سب کہنے لگے کہ تیری نظر میں پرکرتی وجود
رکھتی ہے اس لئے تو ذات کی شناخت سے محروم ہے۔ جکوا نے جواب دیا کہ تمہارا کہنا بالکل راست ہے
کہ میں شناخت ذات سے درماندہ ہوں وجہہ صاف ہے کہ آتما میں رسیدن صرف دوئی سے ہو سکتا ہے
مجھ میں آتما کا پالینا نہیں ہے تم نے آتما کو پالیا ہوگا۔ یہہ سُنکر سب خاموش ہو گئے۔
جب جکوا نے دیکھا کہ سب خاموش ہو گئے۔ تو بولا کہ اب تم سب میرے معتقد ہو جاؤ۔ سب نے جواب دیا کہ جب آتما

یں رسیدن کو گنجایش نہیں تو پیری اور مریدی کی گنجایش کہاں ہے چکوا بولا کہ جو کچھ گفتار میں آتا ہے اوسکا
ظہور مجھ سے ہے بس جو فعل کہ مجھ سے ظہور پاتا ہے وہ مجھ مقید نہیں کر سکتا۔ اس بحث کا جواب ہنس نے دیا کہ میرے
کلام میں گفتار نہیں ہے اور جب گفتار نہیں تو کہنے والا اور سننے والا نہیں جب گو بندہ و شنوندہ نہیں تو تو
کہاں اور میں کہاں اب تو چکوا کو ترک کر اور میں ہنس کو تیاگ دیتا ہوں پھر ہماری اور تیری گفتگو میں راحت
حاصل ہوگی۔ چکوا بولا کہ تو ہنس کو ترک کر دے جب ہنس نہ رہا تو چکوا باقی رہگیا ہنس نے تسلیم کیا کہ میں نہیں ہوں
تب چکوا نے کہا کہ سب میرا ہی دیدار ہے ہنس نے جواب دیا کہ تجھے شرم نہیں آتی کہ باوجود میرے تو ایسا کہتا ہے اور
تو اپنی نادانی کا قائل نہیں ہوتا۔ اگر دیدار ہے تو سب کے کیا معنی۔ سب کہاں ہے۔ جب سب نہیں تو تو کہاں
رہا تسلیم کریں اودیتی ہوں۔ چکوا بولا کہ میں مطلق ہوں۔ گفتار مجھے مقید نہیں کر سکتی۔ اگر میں نے سب کو
اپنا سروپ بتایا تو کوئی نقص واقع نہیں ہوا۔ اسپر سارہ سوت نے اعتراض کیا کہ ہنوز بوئے شرک تجھسے آتی
ہے مطلق اور مقید کا شرک تجھ میں باقی ہے ابھی بے لوث نہیں ہوا۔ چکوا نے جواب دیا کہ میری تجھ کیا پڑے تو
اپنی سنبھال میں تو عدیم المثال ہوں۔ تیرے ہی نظر میں تفاوت مطلق اور مقید کے دوگانگی کا ہے تو احول
ہے کہ احولیت سے تجھے ایک کے دو نظر آتے ہیں۔ میں احول نہیں مجھے نظر آتا ہے کہ سوائے میرے اور کچھ نہیں
ہے۔ سارہ سوت بولا کہ تیرے مرشد ہونے میں کیا کلام ہے جب تو بے انتہا ہے تو بے ہمتا ہے اور تو عدیم المثال
ہے تو تیرا اعتراض کیوں ہے اور کس سے تعرض ہے۔ اب مور سخن پرداز ہوا کہ تم دونوں میرے مرید ہو جاؤ۔
دیکھو کہ سب میرا ظہور ہے اور مجھ میں چکوا۔ سارہ سوت اور مور تینوں مراتب نہیں ہیں "ہمہ قسم" سب میں
ہی ہوں۔ میرا کلام راحت انجام سنو اور دل میں جگہہ دو کہ راحت جاوید نصیب ہو اور بای ومنی کے
قضیوں سے نجات ملے اور اپنی تیج سروپ میں واصل ہو جاؤ سب نے بالاتفاق کہا کہ اے مور ہم میں نہ دل
ہے نہ راحت اور یہی نروان ہے اب ہنس نغمہ سنج ہوا۔ کہ میرا نروان سنو کہ مکت ہو جاؤ۔ سب نے ملکر
جواب دیا کہ ہم میں نہ بندھ ہے نہ مکت نہ قید ہی نہ رستگاری ہم بذات خود قایم ہیں۔ یہہ سنکر اہل مجلس نے کامل
سکوت اختیار کر لیا اور طاقت گویائی سلب ہوگئی عرصہ دراز تک سب اسی حالت سکوت میں رہے
اور کسی کو خبر نہوئی کہ کتنا عرصہ گذر گیا۔

اب کوکلا وہاں آموجود ہوا اور اہل مجلس کا یہہ سکوت دیکھکر بولا کہ میں آتم بہر شٹونکی سبھا میں کہاں
آگیا۔ مجھے کوئی نہیں دیکھتا کہ کون ہوں یہی سمجھے ہوئے ہیں کہ سکوت اور خاموشی بجا ہے افسوس ہے

اُس سمجھ پر جو یہہ بجانے کہ گفتار اور خاموشی دونوں محض بیدار ہیں۔ کلنگ بولا کہ اے کوکلا مجھ سے مخاطب ہو میں تیرے سوال کا جواب دونگا اگر جواب اُسوقت ملیگا جب تو کوکلا کو ترک کر دیگا اور مجھ میں کلنگ نام کو بھی نہوگا۔ کوکلا نے کہا کہ مجھ میں نہ ترک ہے نہ اخذ میری سوا اور ہے کیا جسکا ترک و اخذ واجب ہو۔ اے کلنگ تیرا دل ابھی ترک و اخذ میں گرفتار ہے تجھے پرم آنند کیسے نصیب ہو سکتا ہے۔ ظاہر ہوتا ہے کہ تو آتما سے مایوس ہے۔ کلنگ نے جوابدیا کہ سروپ جب ہی حاصل ہوگا جب آتما سے محروم ہوگا۔ اے کوکلا تو بتا کہ تو کیا ہے۔ کوکلا نے جوابدیا کہ میں وہی ہوں جو یہہ سوال کرتا ہے کہ تو کون ہے۔ سب میرا ہی دیدار ہے اور مجھ میں دیدار نہیں ہے۔ مور بولا کہ میں دونوں سے مبرا ہوں۔ جب میں ہی میں ہوں تو دیدار کیا اور غیر دیدار کیا۔ تو بتا کہ وہ کیا چیز ہے جسمیں نہ یہہ ہے نہ وہ کوکلا نے جواب دیا کہ جسکی چشم و چار کور ہے اُس کو نظر نہیں آسکتا مگر جس کی چشم دل وا ہے اُسکو صاف نظر آتا ہے۔ اب سب پرندوں نے باتفاق کوکلا سے استدعا کی کہ وہ آتما کا بیان کرے۔ کوکلا نے اس کے جواب میں کہا کہ مجھ میں گفتار نہیں ہے نہ میں نے آتما کو دیکھا ہے تم نے آتما کو دیکھا ہے تم بیان کرو۔ اگر چاہتے ہو تو عیاں دیکھ لو کہ آتم سوکھ کیا ہے۔ سب خاموش ہو گئے کوکلا بولا کہ مجھے اپنا پیر تسلیم کرو ہنس لب کشا ہوا کہ اے کوکلا تجھ میں پیری اور مریدی کہاں سے پیدا ہو گئی۔ کوکلا نے جوابدیا کہ جب میں ہی ہوں تو پیر بھی میں ہی ہوں اور مرید بھی میں ہی ہوں مجھ سے جدا کچھ نہیں ہے مور بولا کہ لے میں تیرا مرید ہوتا ہوں۔ الابتدائے سلوک میں تو فنا ہو جاویگا۔ کوکلا نے جوابدیا کہ سب میرا ہی تماشہ ہے غیریت نہیں ہے ہنس بولا عجب لطف ہے کیا کہوں۔ میری گفتار میں زبان کو دخل نہیں سماعت میں کان کا واسطہ نہیں۔ خیال میں فکر کا تعلق نہیں اور یقین میں عقل کو بار نہیں۔ کیا کہوں نہ کہنا بنتا ہے نہ سُنتا گوئیدہ اور شنوندہ میں ہی ہوں۔ شہود و شاہد و مشہود میں ہی ہوں۔

فضیلت پرانایام یعنی پاس انفاس

کوکلا نے آغاز کیا کہ پون یعنی نفس سویم پرکاش اور بذات خود قایم ہے۔ اگر اسکو تسلیم نہیں کرتے ہو تو بحث کر لو۔ سارہ سوت نے کہا کہ اے کوکلا ایسی سنتوں کی مجمع میں جو گفتگو ہونی چاہیئے وہ مناسب حال ہونی چاہیئے نامناسب اور بے موقعہ گفتگو کرنا بے سود ہے۔ غور کر کہ جب میں ہوں تو پون کہاں ہے۔ کوکلا نے جوابدیا کہ تیرے کلام کا ذریعہ نفس ہے یا اور کچھ۔ سوائے نفس کے نطق نہیں ہو سکتا نفس ناطق ہے۔ مور نے کہا کہ تیرے قول کے بموجب پون چتن قرار پاتی ہے۔ اگر نفس چتن ہے تو چور مال چرانے آتا ہے اُس کو کیوں نہیں روکتا

کوکلانے جواب دیا کہ آمد و رفت پون میں ہے اور پون میں غیریت نہیں ہے کہ جور کو روکے۔ اُس کے نزدیک
چور اور ساہ یکساں ہیں۔ مور نے پھر اعتراض کیا کہ پون ایک تتو ہے اور جڑھ۔ یعنی عنصر ہے صفت علمی سے معرا
کوکلانے جواب دیا کہ جڑ اور چتین کی تمیز کرنی والا نفس ہے کس لئے کہ وہ بذات خود قایم اور روشن ہے۔ اب رہ
سوت بولا کہ پون ایک تتو ہے جس کا ظہور آکاس سے ہوا ہے۔ کوکلانے جواب دیا کہ آکاس بھی پون ہی
اگر پون نہو تو آکاس کی تمیز کیونکر ہو اور کون کرے۔ پون چتین یعنی علیم ہے۔ جو اُسکو علیم تسلیم کرتا ہے وہ اپنے سروپ
سے باخبر ہے۔ اب گرڑ بولا کہ وید مقدس کا فرمان ہے کہ پون ایک تتو ہے اور جڑھ۔ کوکلانے جواب دیا کہ پس
میرا قول تصدیق ہوگیا۔ وید مقدس اور پورانوں کو نفس نے ظاہر کیا ہے نہ کسی دوسرے نے نفس بذات خود
قایم ہے۔ یہہ سُنکر سب متحیر ہوگئے اور بولے کہ ہم برہم آنند میں مگن تھے یہہ کوکلا بادروی کہاں سے آگیا جس نے
ہماری راحت میں خلل ڈالدیا سب نے باتفاق کہا کہ اے کوکلا تیری نشچی یعنی اعتقاد کو ہم تسلیم نہیں کرسکتے کہ تو نے
جڑھ کو چتین قرار دے رکھا ہے۔ کوکلانے جواب دیا کہ واحد لاشریک ہوں میرے سوا کون ہے جو میرے کو باور کرے
جب تمہارا نشچی شبد برہم میں مستقل ہے تو نہ معلوم تمکو میرے قول سے کیوں انحراف ہے نفس سویم پرکاش ہے اگر تمہارا
اعتقاد اس کے سوا اور کچھ ہے تو اول خاطر سے محو کردو اُسوقت ذات کی حقیقت کی راحت آشکارا ہوگی مور
ہنسا اور اُس نے اپنی آنکھ کھولی اور سوال کیا کہ اے کوکلا سکھپت اوستہا یعنی عالم جبروت میں پون کہاں
ہے۔ کوکلانے جواب دیا کہ سوائے پران کے اور کون ہے جو سکھپت کی خبر دیسکے۔ مور اب پھر کہنے لگا کہ دیکھ تریا
اوستہا یعنی عالم لاہوت میں جہاں ایشور کا قیام ہے پون کہاں ہے۔ کوکلانے جواب دیا کہ تریا اوستہا کا پتہ
کہاں سے لگا پران سے۔ اب ہنس نے بحث شروع کی کہ شری برہماجی کا فرمانا ہے کہ ہوا کا ظہور مجھ سے ہوا ہی
اس قول کی تصدیق منتر سمرت سے ہوتی ہے کہ اندریاں اور پران ایشور سے وجود میں آئے ہیں اور یہی آتما
ایشر ہے پس جو کچھ کہ ہے آتما کا بمب یعنی عکس ہے کوکلا بولا کہ بہلا یہہ کیا کہا کہ پران کا وجود نراین سے ہوا ہے
فی الحقیقت نارایں بھی پران ہے۔ یہہ سنکر سب کو غصہ آگیا اور بولی کہ تو مقام شناس نہیں ہے اور واجبیت
اور ناواجبیت کی تمیز سے عاری ہے کوکلانے جواب دیا کہ واجبیت اور ناواجبیت پون کا فعل ہے اور میں خود
بخود پون ہوں۔ مور نے اعتراض کیا کہ کبھی باطل بھی حق ہوا ہے۔ کوکلانے جواب دیا کہ میں حق ہوں اور
مجھ سب قدرت حاصل ہے اگر چاہوں باطل کو راست کر دکھاؤں۔ تم سب میرے معتقد ہو جاؤ اور کہو کہ ہم
پون ہیں۔ مور بولا کہ کلام بامعنی ہوتا ہے۔ جو کلام بے معنی ہو وہ قابل وقعت نہیں۔ تیرا نشچی باطل ہے

اس لئے قابل وقعت نہیں ہے۔ کوکلا نے جواب دیا کہ لفظ و معنی وقعت اور بیوقعت کی تمیز نفس سے ہوتی ہے۔ مور نے سوال کیا کہ گفتار کی تمیز تو پون سے ہو مگر خاموشی کی ممیّز کون ہے جواب ملا کہ پون ہے۔ اب ہنس نے بحث شروع کی اور کہا کہ شری برہماجی فرماتے ہیں کہ پون سوپرکاش نہیں ہے پرپرکاش ہے یعنی نفس بذات خود قایم نہیں بذات دیگری برقرار ہے یہہ قول شری برہماجی کا ہے اور اُن کا فرمانا غلط نہیں ہوسکتا پس تیرا اعتقاد باطل ہے۔ پون ایک فعل ہے جسکا فاعل شری برہما ہے۔ کوکلا نے جواب دیا کہ برہماجی کے ارشاد کا نفاذ پون یعنی حرکت نفس سے ہوا ہے۔ ہنس نے کہا کہ عنصر کو علیم سے کیا مناسبت ہے کوکلا نے جواب دیا کہ جڑھ اور چیتن دونوں پون کا ظہور ہیں۔

سارہ سوت نے سارہ سوتی کو سمجھایا کہ تیرا اعتقاد آتما کی حقیقت کی دریافت میں ایسا مستحکم ہونا واجب ہے جیساکہ کوکلا کا طریقت نفس میں تہا دیکھ لے کہ وید مقدس اور شاستر متبرک و عارفان کامل سب تصدیق کرتے ہیں کہ پون ایک عنصر بحز ہے اس سو زیادہ کچھ نہیں ہے۔ مگر کوکلا اپنے اعتقاد پر قایم ہے۔ سارہ سوت نے جواب دیا کہ یقین عقل سے ہوتا ہے اور آتما میں عقل کو گنجایش نہیں ہیں آتما ہوں یقین کیسے کروں کوکلا نے سارہ سوت کے کلام کا جواب دیا کہ وید مقدس نے اور شاستروں نے جو کچھ تسلیم کیا ہے لوگ اُس کے سمجھنے میں غلطی کہاتے ہیں۔ معنی یہہ ہیں کہ حرف و صوت کا ظہور حرکت نفس سے ہوا ہے جملہ وید اور شاستر مایا روپ یعنی حرکت میں جسکو حدوث کہتے ہیں۔ پورش قدم ہے یہہ گفتگو ہو رہی تھی کہ جل کورکتا جو پانی میں رہنے والا جانور ہے وہاں آگیا اور بولا کہ جسوقت ایشور مایا کو لیں کر لیتا ہے۔ تو اُسوقت ہوا کہاں ہوتی ہے۔ کوکلا نے جواب دیا کہ اُسوقت پون اقامت پکڑ لیتی ہے۔ ایشور اچھا روپ ہے خود کو درخود کھیچ لیتا ہے جل کورکتا نے کہا کہ ایشور کی اچھا سے (امر کن فیکون سے) عالم کا ظہور ہوا ہے اور اشیاء عالم کی اصل وہی اچھا ہے پس پون کا ظہور ہی ایشور کی اچھا سے۔ تصدیق کرلو کہ پورش سے پرکرتی یعنی ذات سے صفات اور پرکرتی سے مہتت اہنکار یعنی صفات سے انانیت بسیط ظہور میں آئو ہیں۔ اس اہنکار کی تین قسمیں ہوئیں ستوگن رجوگن اور تموگن یعنی قیام آفرینش اور فنا۔ جہاں مہتت اہنکار کا وجود نہیں وہاں پون کہاں سے آئی۔ کوکلا نے سوال کیا کہ اہنکار کیا ہے۔ پرندوں نے جواب دیا کہ اہنکار پندار وجود کو کہتے ہیں کوکلا نے جواب دیا کہ پون نے صفت انانیت کو ظاہر کیا ہے۔ پہر اعتراض کیا گیا کہ اچھا میں پون کہاں ہے جواب ملا کہ حرکت سے قیام کی تمیز ہوتی ہے اور پرکرتی کا اظہار پون سے ہے۔ کوکلا نے بیان کرنا شروع

گیا کہ پورش جسکو ذات قدیم کہتے ہیں وہ بہی پون ہے اور برہم جسکو بولتے ہیں یعنی ذات صفات کا مجموعہ کلیت وہ بہی پون ہے۔ یہہ سنکر سب متعجب ہوگئے کہ کوکلا کیا کہہ رہا ہے۔ کلنگ نے بیان کیا کہ جیو یعنی جزو کو پون کہہ سکتے ہیں کہ کل سے جزو کی تمیز ہوتی مگر ایشور کو پون نہیں کہہ سکتے کہ سوائے اُس کے اور کوئی ہستی نہیں ہے۔ کوکلا ہنسا اور کہنے لگا کہ اس صورت میں ایشور کا یہہ کہنا ہے کہ تمام عالم کا ظہور مجھ سے ہوا ہے اور پہر مجھ میں فنا ہو جاویگا۔ اب گروڑ نے سوال کیا کہ برہم ہیں پون۔ پران اور جاہ کہاں سے۔ کوکلا نے جوابدیا کہ برہم کا کوئی روپ نہیں ہے اور پون کا بہی کوئی روپ نہیں ہے اس لئے پون برہم ہے۔ بے وہم ہوکر تسلیم کرو کہ سب پون ہے۔ جب سب پون ہے تو خوف کس کا یہہ سنکر سب خاموش ہوگئے۔

اب گروڑ نے کاکبسنڈ سے کہا کہ تو کہتا ہے کہ میں نے ہزار ہا سال پرمیشر کی بہگتی کی ہے اب کوکلا کا جوابدے بسنڈ بولا کہ جبسے میں سنتوں کی مجلس میں آیا ہوں میری عقل گم ہوگئی ہے اور جواب دینا بغیر عقل کے ممکن نہیں ہے پس میں کیا جوابدوں۔ جب بڑے بڑے مہاتما کوکلا کو جواب دینے سے قاصر ہیں تو مجھ بیچارہ کا وجود ہی کیا ہے۔

کوکلا نے اہل مجلس سے خطاب کیا کہ یا میری بحث رد کرو یا قبول طریقت یوگ کو تسلیم کرو اُسکو فضیلت دو اور یوگ اختیار کرو میں یوگی ہوں ہینس بولا تعجب ہے کہ تو طریقت کا پابند ہم لاندہبوں کے مقابلہ میں اپنے طریقت برقرار رکھ سکے۔ مذہب جسم سے متعلق ہے جب جسم فنا ہو جاتا ہے ساتھ ہی مذہب بہی فنا ہو جاتا ہے اے کوکلا دیکھ کہ جب کوئی کرتا ہے تب یوگ تکمیل پاتا ہے ورنہ بے بنیاد ہے کوکلا نے جوابدیا کہ یوگ بمعنی پیوستن۔ جیو کا وصل برہم میں پران سے ہوتا ہے پس اس صورت میں پون قرار پاتی ہے۔ سب بے اختیار بول اُٹھے کہ تجھے ابہی ہلاک کر ڈالیں اور پہر پوچہیں کہ پون کہاں ہے۔ کوکلا نے جوابدیا کہ پون لافانی ہے مارنے سے نہیں مرتی۔ اگر ایک جسم سے نکل گئی تو دیگر اجسام میں موجود ہے پون سویم پرکاش ہے ہینس بولا اے یا وہ گو یہہ سنسار برہم روپ ہے پون کہاں ہے کوکلا نے جوابدیا کہ اس صورت میں حرکت کو قیام ہوگیا ہی ظاہر ہے کہ برہم پورن ہے اور اروپ (کامل غیر متشکل ہے) اور پون بہی انہیں اوصاف سے متصف ہے پس پون اور برہم میں کوئی تفاوت نہیں ہے جب بحث نے طول کہینچا اور اطمینان نہوا تو سب کی یہہ رائے قرار پائی کہ شری برہماجی کے پاس چلکر اس مسئلہ کو حل کیا جاوے۔ جو کچھ اُن کا فرمان ہو وہ ناطق سمجہا جاوے۔ کوکلا بولا کہ مجھے چلنے میں کوئی عذر نہیں ہے مگر اگر برہماجی نے تمہاری رعایت کی تو فیصلہ مجہو منظور نہوگا۔ سب نے جوابدیا کہ برہماجی حق بات کہدینگے۔ ماننے نہ ماننے کا اختیار ہے برہسپت سنگرکہ

کو سنایا کہ یہہ رائے قرار دیکر سب برہم لوک میں شری برہماجی کے پاس پہونچے۔ یعنی عالم معقولات میں عقل کل سے حل مشکل چاہے۔ گج نے سوال کیا کہ بزرگوار یہہ عارف کیسے تھے جو کوکلا کی بحث رد نہ کرسکے۔ برہسپت نے جواب دیا کہ اے پسر یقین اور اعتقاد کے شجر کا یہی ثمر ہے کہ وہ جھوٹ کو سچ کر دکھا سکتا ہے۔ اب سُن کہ سب نے برہماجی کے حضور میں حاضر ہوکر فرائض تسلیم ادا کئے۔ برہماجی انترجامی یعنی غیب داں تھے اور ان کے قلوب کی کیفیت سے بخوبی آگاہ تھے۔ اُنہوں نے اپنے فرزند بشسٹ جی سے فرمایا کہ ان حاضرین کے سوال وجواب کو سنو کہ یہہ کیا کہتے ہیں اور کیا چاہتے ہیں۔ پرندوں سے مخاطب ہوکر فرمایا کہ اے بچو تم جو یہاں آئے ہو بتاؤ کہ تمہارا مطلب کیا ہے۔ سب بولے کہ ہمارا نشچے یہہ ہے کہ سوائے آتما کے کچھ نہیں ہے کوکلا کہتا ہے کہ سب یوں ہی آپ حقیقت حال سے باخبر ہیں آپکا فیصلہ ہم کو منظور ہے۔ وہی ہم کو تسلیم ہے برہماجی نے فرمایا کہ اول کچھ سوال وجواب ردوبدل ہو تو فیصلہ بعد میں دیا جاوے ہنس کہنے لگا کہ اے شری برہما میں نے جان لیا کہ سب میں ہی ہوں اور یہہ سب میرا ظہور ہے۔ گروڑ سخن پرداز ہوا کہ اے شری برہما تمام عالم کی پیدایش تجھ سے ہی مگر میں تیرا ناظر ہوں مور لب کشا ہوا کہ برہم میں ہوں ای شری برہما میرے کلام کو سُن کہ میں ہی ہوں گروڑ متکلم ہوا کہ سب کا ظہور مجھ سے ہی۔ کلنگ نغمہ سنج ہوا کہ میری ذات سے تجھے پرواز ہے مگر مجھ میں شہود وغیوب نہیں ہے اور سب میں ہی ہوں یہہ سب سنکر شری برہماجی مسکرائے اور اپنے پسران مارچ وغیرہ سے بولے کہ تم نے سنا کہ پرندے کیا کہتے ہیں۔ تم یہی سمجھتی ہوگے کہ عالم کا نظام ہم سے ہے مگر تم آتم وچار سے بے بہرہ ہو۔ تم دیوتاؤں سے تو یہہ نپڑوں کی جماعت درجہا بہتر ہے۔ اے پرندو تمکو صد آفرین ہے کلنگ سخن سنج ہوا کہ اے شری برہما تجھ میں وجود عالم کا لوث نہیں ہے۔ تو نے سب کو پیدا کیا ہے اور تجھ سے سب کچھ وجود میں آیا ہے پس نیک وبد کون ہے اور کہاں ہے جو کچھ کرتے ہو تم ہیں کرتے ہو۔ برہما ہنسے اور سوال کیا کہ تو کون ہے۔ کلنگ نے جواب دیا کہ میں وہ ہوں جس سے برہما بشن اور مہیش کا ظہور ہوا ہے۔ یہہ تینوں دیوتا پرنو (اونکار) سے ظاہر ہوئے ہیں۔ اور پرنو مایا ہے اور مایا ہی جسم ہے مگر میں جسم کا ناظر وشاہد ہوں۔ برہماجی یہہ کلام سُنکر بہت خوش ہوئے اور بولے کہ میرا ہی نمسکار تجھ ہے کہ تو نے مجھے ترگن مایا (صفت سہ گانہ) سے برتر اور بذات روشن تسلیم کیا۔ تینوں گن کہنے ماتر ہیں ورنہ در اصل میں ہوں شری برہماجی نے گروڑ سے سوال کیا کہ اے گروڑ تو بتا کہ تو نے شری بشن سے کیا سنا ہے۔ گروڑ بولا کہ سب بشن ہی بشن ہے مور بولا کہ شری بشن کا ظہور مجھ سے ہی۔ اب سب نے ملکر سوال کیا کہ اے شری برہما یوں سوئے پرکاش ہے یا

پرپرکاش (قایم بذات ہے یا فعل ہے) شری برہماجی نے جوابدیا کہ پون پر پرکاش یعنی فعل بذات فاعل قایم ہے
مگر کوکلانے یہہ اوپادہی اُٹھائی ہے کہ وہ چاہتا ہے باطل حق تسلیم کیا جاوے۔ اصل حقیقت یہہ ہے کہ ہر پنج
عنصر ذات واحد سے ظہور میں آئی ہیں۔ کوکلانے دونوں ہاتھ ہوا میں بلند کرکے دُوہائی دی کہ اے شری برہما
آج تونے اپنی بزرگی کو بالائے طاق رکھکر انصاف کا خون کر دیا۔ مجھ میں اوپادہی کہاں ہے تو شری برہما
ہے اور جملہ مدارج تیرے قرار دادہ ہیں۔ برہماجی نے فرمایا کہ جوش سے برطرف ہوکر وچار کر کہ پون سوے پرکاش
کیسے قرار پاسکتی ہے۔ کوکلانے جوابدیا کہ میرا یقین یہہ ہے کہ پون ہی کو یہہ علم ہے کہ بذات خود قایم ہوں۔ اگر
پون نہو تو یہہ علم کیسے ظاہر ہوسکے ای شری برہما وید مقدس کے فرمان پر اعتقاد لانا واجب ہے۔ شری
برہمانے جوابدیا کہ وید مقدس یہی کہتا ہے کہ سر سے پاؤں تک نارائن ہے۔ اور پران اندری اور گن
(نفوس عقول اور صفات) شری نارائن سے ظہور میں آئے ہیں اور ماضی مستقبل اور حال سب وہی ہے
پس پون کیا ہوئی کوکلانے تردید کی اور کہا کہ تو ایشر ہے اور سب کردار تجھ سے ظہور میں آئے ہیں اگر پران
ہیچ ہوا تو تیرے تمام کردار پوچ ہوگئے۔ اسکے علاوہ یہہ کہ پران شری نارائن سے ہوا ہے اگر یہہ تسلیم کیا
جاوے تو بھی پون کا سوے پرکاش ہونا ثابت ہے کہ اصل و فرع میں کوئی تفاوت نہیں ہوتا۔ اگر
پران نارائن سے ہے تو نارائن بھی پران ہے۔ تونے جو وید مقدس فرمایا ہے کہ پران مجھ سے ظہور میں آیا ہے
اب بتا کہ یہہ سچ ہے یا جھوٹ برہماجی نے فرمایا کہ کردار پران سے ہوتے ہیں کردار پران محض تفہیم کے لئے ہیں
ورنہ فی الحقیقت میں ہوں نہ پران ہے نہ کردار۔ کوکلا کہنے لگا کہ یہہ مجلس جھوٹوں کی معلوم ہوتی ہے جبکہ
بزرگ جھوٹ بولے تو خورد کیوں نہ اُس کی پیروی کریں اے شری برہما اگر تو ہے تو تیرا روپ کیا ہے
شری برہمانے جوابدیا کہ جو روپ سے بیخبر ہے اُس سے کہنا بے سود ہے اور جس نے روپ دیکھا ہے اُس سے
کہنا تحصیل حاصل ہے اے کوکلا یہی سنسا یعنی وہم تجھ میں اوپادہی ہے۔ کوکلانے کہا کہ اے شری برہما
اگر تو ہے تو سروپ کو کس نے دیکھا اور کس نے نہ دیکھا درحقیقت دیدن بغیر ثلاثہ ممکن نہیں ہے۔ جب میں ہی
میں ہوں تو ثلاثہ کہاں ہے شری برہماجی اُٹھ کھڑے ہوئے اور کہنے لگے کہ تیری بحث کی تردید مجھ سے نہیں
ہوسکتی۔ اس کا فیصلہ شری بشن جی کریں گے اون کے پاس چلو اب سب کشیر ساگر میں جا پہونچے اور
ثنا ء آغاز کی کہ اے شری بھگوان اصل تو ہی ہے مگر تو اکریہ روپ ہے یعنی فاعلیت سے بری ہے۔ کوکلا
لب کشا ہوا کہ حمد اسے کہتے ہیں اور آغاز کیا کہ اے شری بشن تیرا ظہور مجھ سے ہوا ہے۔ یہہ چتر بھوج

شنکھہ چکر گدا اور پدم مجھ سے ظہور میں آئے ہیں مجھ میں آمد و رفت نہیں ہے مگر تجھکو مکرر نمسکار کرتا ہوں - کہ نہ
یہہ برہما ہے نہ توبشن نہ سب پرندے - میں ہوں اور اپنے روپ کو آپ نمسکار کرتا ہوں میرا آداہن ایسا
ہے جسمیں نہ آداہن ہے نہ وسرجن نہ وصل ہے نہ فصل یعنیٰ بولا کہ یہہ تو حمد نہوئی حمد ایسی نہیں ہوتی - کوکلا نے جوابدیا
کہ اے نادان تو خاموش رہ تیرا سوامی شری برہما موجود ہے اور شری بشن آتا ہے - اسوقت تعریف اور
ہجو کے وہم سے پاک ہوجا مور بولا کہ میرا آواہن یہہ ہے کہ نہ کوئی طالب ہے نہ مطلوب نہ کوئی آتا ہے نہ جاتا ہے
میرا نمسکار مجھکو ہے ای شری بشن پرگہٹ ہوجا کہ تیرا آنا ایسا ہے جسمیں آمد و رفت نہیں ہے - کلنگ بولا
نہ ہنس ہے نہ کوکلا نہ مور نہ بشن ہے نہ برہما نہ رودر - میں ہی ہوں اپنے آپ کو طلب کرتا ہوں - بفور اسکے
جیسے کہ آفتاب مشرق سے طلوع کرتا ہے شری بشن دیوکشیر ساگر سے تشریف لائے یسب نے اُٹھکر تعظیم
دی - شری بشن نے سوال کیا کہ اے پرندو تمہارا آنا یہاں کس غرض سے ہوا تم کون ہو - کوکلا نے جوابدیا
کہ میں چتن سویم پرکاش ہوں اور تیرا ظہور مجھ سے ہے تجھے شرم نہیں آتی کہ پوچھتا ہے تم کون ہو جسم عنصری
بیخبر ہے - آتما میں حرف و صوت نہیں تیرے سوال کا جواب دے تو کون - شری بشن نے کہا کہ بارے
یہہ تو بتاؤ کہ تمہارا سوال کیا ہے - کلنگ بولا کہ ہمارے سوال کا جواب خود تو نے دیدیا ہے اب پوچھیں
کیا - اول ہی تو نے یہہ سوال کیا کہ تم کون ہو جبکہ تو اپنے سروپ سے بیخبر ہے تجھ سے سوال کیا کریں -
ہم نے سنا تھا کہ ویدانت بشن لوک میں ہے اب جو دیکھا تو محض یاوہ گوئی ہے - اب ہم شیوجی کی پاس
جاتے ہیں - شری بشن نے جوابدیا کہ میں ایشور ہوں اور مجھے سب قدرت حاصل ہے ای شری برہما تمہارا
اور سب پرندوں کا آنا کیسے ہوا - سب پرندوں نے سوال کیا کہ پون سو پرکاش ہے یا پر پرکاش
شری بشن نے جوابدیا کہ پون پرپرکاش یعنی منفعل ہے تمام پرندے مطمئن اور خوشحال ہوگئے اب کوکلا نے
سلسلہ کلام آغاز کیا کہ اسی شعور پر اپنے آپ کو ایشر قرار دیتا ہے پون پر پرکاش کیسے ہے - شری بشن
نے جوابدیا کہ جس معنی میں تو کہے میں بھی کہنے لگوں کو کلا کہنے لگا کہ ایشر تو اب ہوا اب کہہ کہ پون
سو پرکاش ہے پرپرکاش نہیں ہے شری بشن نے فرمایا کہ باطل کو حق کیسے کہوں کوکلا نے کہا کہ جھوٹا
کہلانا نہیں چاہتا جو سچ ہے سو کہہ - شری بشن نے فرمایا جب جسم انسان کا گرجاتا ہے اوسوقت پون
کہاں ہوتی ہے کوکلا نے کہا کہ دن کے ساتھ رات ملزوم ہے اگر کوئی کہے کہ کوزہ کی شکست ہو جانے
سے ہوا معدوم ہوگئی تو میں کیسے اعتبار کروں - پس اگر جسم معدوم ہوگیا ہو جاؤ - ہوا برقرار ہے

شری بشن نے فرمایا کہ جب کوئی مجھ میں لیں ہو جاتا ہے تو مجھ میں پون کہاں ہے میں نرنجن ہوں اور
بے لوث کو کلانے سوال کیا کہ وہ کیا ہے جو تجھ میں لیں ہوتا ہے شری بشن نے جوابدیا کہ وہ میرا انش ہی
اور میری ذات سے قایم ہے جیسا کہ آفتاب کی ذات سے ذرہ قایم ہے کو کلانے کہا کہ اے شری بشن تو اکھنڈ
ناقابل تقسیم ہے تو اپنے آپ کو پارہ پارہ کیوں کرتا ہے۔ اگر وہ انش ہے تو تیرا روپ کیا ہے شری بشن نے
جوابدیا کہ جیسا میں اروپ غیر متشکل ہوں ویسے ہی میرا انش بھی اروپ ہے کو کلانے کہا کہ درست ہے
یوں ہی اروپ ہے اس صورت میں یوں ہی قایم بذات ہے۔ شری بشن نے دوبارہ فرمایا کہ جب پانچ
عناصر مہتت اہنکار میں فنا ہو جاتے ہیں تو یوں کہاں رہتی ہے کو کلانے کہا فنا ہو جانا کیا معنی۔
شری بشن نے تشریح کی کہ پنچ مہابوت یعنی خمسہ عناصر کا ظہور مہتت اہنکار سے ہوا ہے اور یہ عنصر پھر اُسی میں
غائب ہو جاتے ہیں اسکو فنا کہتے ہیں۔ کو کلانے جوابدیا کہ اگر خمسہ عناصر انانیت بسیط میں فنا ہوئے تو باد بر قرار
رہی اگر معدوم ہو جاتی تو عیاں کیسے ہوتی۔ شری بشن نے فرمایا کہ پون پرکرتی کا جلوہ اور پورش پرکرتی
سے برتر ہے اوسمیں پون کہاں ہے کو کلانے سوال کیا کہ پرکرتی کا ظہور کس سے ہوا ہے شری بشن نے
کہا کہ مجھ سے ہوا ہے۔ کو کلانے پھر سوال کیا کہ تیرا ظہور کس سے ہے۔ جوابدیا کہ خود بخود ہوں۔ کو کلا بولا
کہ جھوٹ کیوں بولتا ہے یہ خود بخود کہنے والی پون ہے پس تیرا پرکاش پون سے ہوا ہے۔
شری بشن شری برہما اور تمام پرندے اب شیولوک میں شری شیوجی کے پاس پہونچے تمام پرندوں نے
باہم مشورت کی کہ کو کلا کو مار ڈالنا واجب ہے۔ دہرم شاستر کا حکم ہے کہ جب کسی ایک شخص سے بہت سے اشخاص
کو رنج پہونچے اُسکا قتل واجب ہے۔ کو کلا بولا کہ اے شری بشن پرندے یہ منصوبہ کرتے ہیں کہ کو کلا کو مار ڈالیں پس
اگر میں فنا ہوا تو اے شری بشن نہ یہ ہر سہ عالم قایم رہینگے نہ تو۔ شری بشن دیو ہنسے اور بولے کہ کو کلا
کو فنا نہ کرو۔ رہنے دو۔ شری شیو کے پاس پہونچے تو کسی نے ڈنڈوت نہ کیا بلکہ سبنے یہ کہا کہ ہماری روپ کو
نمسکار ہے۔ جواب میں شری شیو نے فرمایا کہ نہ یہ سب ہیں نہ میں ہوں۔ میں ہی میں ہوں شیو نے پرندوں
کو دیکھکر شری بشن سے خطاب کیا کہ اے میرے روپ یہ کیا تماشہ ہے۔ شری بشن نے جوابدیا کہ آپ ہمہ دان
ہیں اور کسی کا راز دلی آپ سے پوشیدہ نہیں ہے۔ سب بولے کہ اے شری شیو آپ منگل روپ یعنی عین سرور
ہیں۔ کو کلانے سخن آغاز کیا کہ اے شری شیو تمام پرندے شری برہما اور شری بشن سے عقیدت رکھتے ہیں
اور مجھے آپ سے عقیدت ہے کہ میرے ہی طرح آپ بھی پون کے معتقد ہیں۔ میں آپسے انصاف چاہتا آیا ہوں

میری یقین میں پون سویم پرکاش ہے۔ اب آپ قول فیصل ارشاد فرمائیں کہ آیا پون سویم پرکاش بذات خود قایم ہے یا پرپرکاش بذات دیگرے۔ یہہ سنکر شری شیو نے فرمایا کہ اول کچھ سوال و جواب اور بحث ہونی مناسب ہے کہ صورت حال معلوم ہوسکے بعد میں فیصلہ سنایا جاویگا۔ یہہ سنکر ہنس بولا کہ سب میرا ہی دیدار ہے اور سب روپ میری ہی روپ ہیں۔ طاؤس نے کہا کہ دیدار کسکا اور روپ کیسا میں ظاہر و باطن روپ اور اروپ دونوں سے مبرا ہوں۔ کلنگ سخن پرداز ہوکر روپ اور اروپ ظاہر و باطن میں ہی ہوں۔ پرندوں کی یہہ بحث سنکر شری شیو مراقبہ میں گئے اور کوکلا نے کہا کہ پون سویم پرکاش ہے جب شری شیو مراقبہ سے باہر آئے اور دیکھا تو فرمانے لگے کہ اے کوکلا تجھے صد آفرین ہے کہ تیرے یقین کا استوار ہونے سے جھوٹ سچ ہوگیا ہے مگر اے کوکلا بچشم وچار دیکھ اور انصاف کر کہ پون کا وجود کتم عدم سے ہوا ہے۔ جو عدم سے ہستی میں آیا ہے اسکا انجام عدم ہے اور میں وہ ہوں کہ عدم اور وجود میں بہرحال قایم ہوں۔ اگر پون سویم پرکاش ہے اور تو پون ہے تو غور کر کہ سنت تیرے پران ہیں اور تیرے نسنچی سے پرانیوں کو تکلیف ہوتی ہے اور سم بہاؤ یعنی مساویت قایم نہیں رہتی اور مجھ میں جو مساوی طور پر ہر سہ عالم میں ساری ہوں نقص واقع ہوتا ہے۔ پس تو رنج و راحت کا موجب ہونا کیوں روا رکھتا ہے یہہ سنکر کوکلا خاموش ہوگیا۔

جب نوبت کلام یہاں تک پہونچی برہسپت نے گج کو سمجھایا کہ اے بے یقین ہو تو ایسا تو ہو جیسا کہ کوکلا کو پون کے سویم پرکاش ہونے میں قایم تھا جس نے اپنے قول کی قدر نہ کی اور استحکام کے ساتھ اُس کی تائید اور پابندی نہ کی اُس کا قول لاحاصل اور سُننا عبث ہے۔ منزل سلوک میں قدم اول شرون و منن یعنی سُننا اور یقین کرنا ہے۔ جہاں یقین نہو وہاں کہنا اور سُننا فعل عبث ہے۔ کتنے کو لوگ کہہ بیٹھتے ہیں کہ ہم برہم ہیں کر ناظر ہیں اور برہم سے برتر ہیں۔ مگر فی الواقع وہ یقین پر استوار نہیں ہیں کہ اُن کے دل پر نقش یقین صرف سماعت سے پیدا ہوا ہے بروے وچار تصدیق نہیں ہوا ہے اسیوجہہ سے اس منظر کا کیف اُن کو حاصل نہیں ہوتا۔ کیف تو اُسی حال میں نصیب ہوتا ہے جب شرون منن ندہیاسن کے مراتب سے گذر کر ساکھشات مشاہدہ ہو۔ اے پسر اس نکتہ کو یاد رکھ اور یہی تصور قایم کرتا رہ کہ سب شری بٹن ہے اور یہہ تمام موجودات ساکن اور متحرک سب وہی ہے اگر تجھے کسی سے آزار ہی پہونچے تو یہہ خیال نکر کہ کسی غیر نے آزار پہونچایا ہے۔ بلکہ یہی یقین کرنا واجب ہو کہ حسب قسمت سری بٹن سے پہونچا ہے۔ گج نے سوال کیا کہ اے بزرگوار جب سب سری بٹن ہی ہے تو آزار کون دیتا ہے اور کسکو دیتا ہے۔ برہسپت نے جواب دیا کہ

جو آزار دیتا ہے وہ بہی شری بشن ہے اور جسکو آزار پہونچتا ہے وہ بہی سری بشن ہے اگرچہ اُس کی ذات
فعل سے بے نیاز ہے اور دوئی کو اُس میں راہ نہیں ہے کہ یہہ کہنے کی گنجایش ہو کہ وہ آزار دیتا ہے مگر آزار
دینے کا مقصود امتحان درجہ یقین کا ہے کہ آیا انسان اپنے اعتقاد پر کس حد تک قایم ہے۔ پس اے پسر تو یہی
یقین کر کہ سب وہی ہے دم بہر بہی اُس کی یاد سے غافل نرہ اگر جسم فنا بہی ہو جاوے تا ہم جادہ اعتقاد
سے منحرف نہونا چاہیئے بلکہ جسم کو بہی برہم تصور کرنا مناسب ہے کہ وہم فنا رفع ہو جاوے۔ گج نے دریافت
کیا کہ جسم تو فانی ہے اُس کو برہم کیسے تسلیم کیا جاوے۔ برہسپت نے جوابدیا کہ جب میرے کلام کا تجھکو اعتبار
ہی نہیں ہے تو تیرا مدعا حاصل ہونا مشکل ہے۔ میں نے مانا کہ جسم فانی ہے جیسا تیرا یقین ہے لیکن جب
جسم کو برہم تسلیم کر لیا گیا تو ورن اور آشرم کی قید سے رہائی ہو جاتی ہے اور نیدا ریدری و پسری چہوٹ
جاتا ہے اس تفہیم سے جب برہم کا یقین ہو جاتا ہے یہہ ظاہری علامات زائل ہو جاتے ہیں اور وہم بہی
زائل ہو جاتا ہے خالص برہم رہجاتا ہے اس نکتہ کو دل میں جگہہ دینی چاہیئے۔ گج بولا کہ اصول تو
وا نشگاف ہوا اب عمل کی صورت تلقین فرمائی۔ برہسپت نے جوابدیا کہ عمل یہی ہے کہ جسم اور عناصر خمسہ اور
حواس ظاہری و باطنی کو خالص برہم یقین کر لے اس سے بڑہکر کوئی عمل نہیں ہے کمال ریاضت کا ثمرہ
شناخت ذات ہی۔ جب شناخت ذات ہو گئی عمل غیر ضروری ہو جاتا ہے ای پسر پردۂ پندار سے باہر آ
اور جزویت سے گذر کر کلیت میں داخل ہو جا۔ اب بحث شروع ہوئی گج نے کہا کہ جز و کل نہیں ہو سکتا نہ
جیو ایشور ہو سکتا ہے البتہ جزو اپنی ہستی کل میں فنا کر دیتا ہے۔ ذرہ خورشید نہیں ہو سکتا البتہ خورشید
میں جذب کے وسیلہ سے واصل ہو سکتا ہے اسیطرح قطرہ دریا نہیں ہو سکتا مگر اپنی ہستی فنا کرنے سے آب
ہو سکتا ہے۔ برہسپت نے جوابدیا کہ اے پسر یہہ فلسفہ کی لفظی بحث ہے اس کو نظر انداز کر دے اور اصل حقیقت
پر غور کر۔ گج نے پہر سوال کیا کہ توم پد (جیو) تت پد (ایشور) اور اسی پد (برہم) تینوں منازل محض
تفہیمی ہیں اور تفہیم کے لئے تشخص ضروری ہے۔ اگر یہہ تینوں مراتب تفہیمی تہے اور دراصل بے وجود تو سنتوں
نے کیوں قرار دئے یہہ سُنکر برہسپت ہنسا اور کہنے لگا کہ یہہ تینوں مراتب راہ یقین میں سنگ نشان ہیں
کہ یقین کو استحکام ہوتا جاوے اور اُن کو قیاس کر کے ذات کی شناخت کر سکے ورنہ دراصل ہر سہ
مراتب ہیچ ہیں۔ اگر ثلاثہ قایم ہو تو ذات واحد میں نقص عائد ہو جاتا ہے۔ یہہ مراتب محض تفہیم کے لئے
ہیں۔ گج نے کہا کہ سنتوں نے جو آتما کو جیو۔ ایشور اور برہم قرار دیا ہے یہہ صرف سُن سُنا کر قرار

دیا ہے یا مشاہدہ کی رو سے برہسپت نے جوابدیا کہ محض سماعی ہے کہ سوائے ذات کے کچھ ہے
ہی نہیں کہ دو یا سہ کہنے میں آسکے اب رگج بولا کہ آپکا ارشاد سنکر مجھے سخت حیرت ہوتی ہے۔ اگر یہہ
تسلیم کیا جاوے کہ سنتوں کا قول بے معنی ہے تو اون کی صحبت سے کیا حاصل ہو سکتا ہے برہسپت کہنے لگا
کہ صحبت سنتاں کا ترک کسی حال میں مناسب نہیں ہے کہ ناواقفان ذات کے لئے یہہ عالم حادث بمنزلہ
ایک دریائے عمیق کے ہے اور سنتوں کا وجود بمنزلہ ایک کشتی کے ہی جس کے وسیلہ سے دریا عبور کرنا ہوتا ہی
بے کشتی عبور مشکل ہے اس لئے یہہ کشتی ترک کرنی واجب نہیں سنتوں کی صحبت سے یہہ حاصل ہوتا ہے کہ نادان
ذات کو شناخت کر سکتا ہے یعنی وچار کا پیدا ہونا اور انتہا ز حق و باطل ہونا اون کے فیضان صحبت سے
ہوتا ہے جو لبسا غنیمت ہے۔ رگج بولا کہ اُن پرندوں کی حکایت بیان فرمایئے کہ جب وہ خاموش ہوگئے
تو تینوں دیوتاؤں نے کیا کہا۔ برہسپت کہنے لگا کہ تجھ میں یقین کا مادّہ نہیں ہے تو تجھ سے کہنا لاحاصل ہی رگج
نے جوابدیا کہ آپ کی تلقین نے میری عقل کو زائل کردیا ہے یقین کیسے آوے کہ یقین عقل کا فعل ہی اور میں عقل
سے بالاتر اور آتم روپ ہوں میں فعل سے مبّرا اور جسم کی صفات پیدائش طفلی۔ جوانی۔ پیری اور مرگ
سے معترا ہوں۔ مجھ میں نہ دن ہے نہ رات نہ طلوع ہے نہ غروب۔ صرف مجھے یہہ نظر آتا ہے کہ میری ذات
بہ یک حال دائم برقرار ہے۔ یہہ راز سربستہ مجھے سنائی۔ اگر آپ کہیں کہ سُن تو میرا کہنا یہہ ہے کہ نہ کوئی
سننے والا ہے نہ کہنے والا۔ الا ہمہ تن گوش ہوں فرمایئے برہسپت بولا کہ یہہ سنتوں کی صحبت کا فیض
ہے کہ خودی ترک ہوئی اور خود ہوگیا اور اب خود کہتا ہے اور خود سُنتا ہے۔ اب سُن کہ سب پرندے
یکزباں ہوکر کہنے لگے کہ جو کچھ ہیں ہمیں ہیں مگر ہم میں نہ ہست ہی نہ نیست۔ کلنگ نے کہا کہ اگر ہست
و نیست ہم میں نہیں ہے تو کس میں ہے۔ اس تسلیم سے نقص واقع ہوتا ہے سب نے جوابدیا کہ ہم میں نہ نقص
ہے نہ کمال سب ہمیں ہیں۔ امیر و فقیر ہم ہی ہیں پاپ اور پن ہمیں ہیں ہست و نیست ہمیں ہیں
روز و شب ہمیں ہیں فاعل اور بری از فعل ہمیں ہیں اور نتیجہ فعل اور اُس کے محسوس کرنے والے ہمیں ہیں
(یہہ تسلیم اوپادہان کارن کہلاتی ہے) سب جانتے ہیں کہ کوزہ گر نے کوزہ بنایا اور کوزہ مٹی سے بنا
مگر کہنے میں یہہ آتا ہے کہ کوزہ مٹی کا ہے ایسا کہنے سے کوزہ گر میں کوئی نقص عائد نہیں ہوتا فعل کو
فاعل سے جدا کہا ہے۔ کو کلا نے جوابدیا کہ تمہاری مثال وہ ہے کہ خالی ظرف کو جب پانی میں ڈالکر
نکالتے ہیں تو شور کرتا ہے اسیطرح تمہارے شور سے ثابت ہوتا ہے کہ تمہارا کوزہ خالی ہی اگر

پُر ہوتا تو شور نہ کرتا۔ سب نے جواب دیا کہ جو کچھ ہم کہتے ہیں وہی سب سنت کہتے آئے ہیں کیا وہ پورن نہ تھے۔ کوکلانے جواب دیا کہ سنت محض نادان ہیں جب دانست کے شرک کو اونہوں نے ترک کیا تب ہی وہ سنت کہلائے ہیں اور منزل توجید میں وارد ہوئے ہیں کہ علم حجاب اکبر ہے سنت بیخواہش ہیں۔ کہنا سننا خواہش سے ہوا کرتا ہے جب سنتوں کی صفت بیخواہشی ہے تو کہنا سننا اون سے کیسے تسلیم کیا جاوے سب نے اعتراض کیا کہ جو بیخواہش ہیں وہ کلام کرتے ہیں یا مون سادہ لیتے ہیں کلنگ نے جواب دیا کہ جو بیخواہش ہیں کلام وہ ہی کرتے ہیں۔ مگر جو اون کی بیخواہشی کا شاہد ہے وہ کیا بولے۔ اب مور نے کہا کہ یہہ تینوں دیوتا شری برہما شری بشن اور شری شیو بیخواہش ہیں۔ خواہش کس میں ہے۔ اگر وجود سے خواہش کا ہونا تسلیم کیا جاوے تو غلط ہے کہ جسم جڈہ یعنی بیخبر ہے اور سنگ و کلوخ کی مانند ہے اُس کا کوئی واسطہ خواہش سے نہیں ہے اور آتما جتن قید وجود سے مبرا ہے اُس کا بہی خواہش سے کوئی سروکار نہیں ہے اس منطق کی رو سے سب بیخواہش قرار پاتے ہیں جب خواہش نہ جسم میں ہے نہ جان میں تو خواہش ہے کہاں۔ کلنگ نے جواب دیا کہ خواہش نفس کا خلاصہ ہے اور نفس باطل ہے پس جو فعل باطل سے ظہور میں آتا ہے وہ بہی باطل ہے۔

سری شیو نے سوال کیا کہ اے کلنگ تیری مادر و پدر کون ہیں۔ کلنگ نے جواب دیا کہ میں خود مادر خود پدر اور خود پسر ہوں مجھ میں غیریت نہیں ہے دوبارہ سری شیو نے سوال کیا کہ تیرا مرشد کون ہے۔ کلنگ نے پہر یہہ جواب دیا کہ میں خود مرشد اور خود ہی طالب ہوں اب سری شیو نے سوال کیا کہ یہہ علم خفی تجہپر کس نے آشکارا کیا۔ کلنگ نے جواب دیا کہ جب خود علیم ہے وہ کس سے سیکھے اور اُسے کون سکہا سکے میں خود بخود ہوں۔ سری شیو نے آخر میں یہہ سوال کیا کہ تیری حقیقت کیا ہے۔ کلنگ نے جواب دیا کہ میں اصل حقیقت ہوں حقیقت کیا بتاؤں سری شیو نے اعتراض کیا کہ تجھ میں ذات ہونا ایک عیب ہی اور تو بے عیب اس کا کیا جواب ہے۔ کلنگ نے کہا کہ اے سری شیو اسقدر سوال اور کلام جو آپنے کئے یہہ کرنے سے ہوئے یا بلے کئے خود بخود ہو گئے۔ سری شیو نے فرمایا کہ یہہ گہنی ما تر ہیں۔ یہہ سُنکر کلنگ نے جواب دیا کہ یہہ سب کلام جب محض گفتنی ہے تو پہر وسواس ہی کیا ہے اگر میں نے کہا تو کہنے سے میرے ہستی مطلق میں کوئی فرق نہیں آ سکتا اور گفتار مجھ مقید نہیں بنا سکتی۔ اب سری سری بشن سے مخاطب ہوئے اور فرمانے لگے کہ آپ نے ملاحظہ فرمایا کہ کلنگ کیا کہتا ہے کہ ہستی

مطلق گفتار سے مقید نہیں ہوسکتی۔ سری بشٹ نے فرمایا کہ کلنگ سب کے بیج و بنیاد و کہاڑ ڈالنا ہی
سب کا ظہور اور قیام اور فنا ہم تینوں دیوتاؤں سے ہے اور گیان کی ابتدا میں پیدایش اور قیام اور
فنا سے جو جسم کا خاصہ ہے قطع نظر کر کے پندار انانیت کو دور کرنا ہوتا ہے پس کلام جو زبان سے ادا
ہوتا ہے کیسے معتبر تسلیم کیا جا سکتا ہے سری برہما جی لب کشا ہوئے کہ اگر کلام اور جسم اور زبان غیر معتبر
ہوئی تو کیا ڈر ہے۔ سری بشٹ نے فرمایا۔ کہ ابتدائے علم الوہیت میں پر نو کا ابہاؤ یعنی تثلیث علمی
و علمی کا فقدان ہوتا ہے اور ہم تینوں دیوتا۔ یعنی اوصاف کا وجود پر نو یعنی تثلیث میں ہے پس
جب نظر علمی تثلیث سے بالا ہو گئی تو ہم تینوں دیوتاؤں کی ہستی کہاں قائم رہتی ہے سری بشٹ نے سری
برہما سے مخاطب ہو کر ارشاد فرمایا کہ تم جو یہہ قرار دیتے ہو کہ یہہ سب خلقت میری ہے یہہ غلط فہمی ہے۔
یہہ خود بخود ہیں سری شیو فرمانے لگے کہ میں ہر سہ عالم کو لقمہ کر کے انند روپ ہوں مگر وہ جن سے
حجاب خودی رفع ہو گیا ہے مجھ کو لقمہ کر جاتے ہیں اے سری بشٹ اس بارہ میں تم کو ایک حکایت
سناتا ہوں۔

حکایت راجہ بہرت

اگلے زمانہ میں ایک راجہ تہا بہرتھ نامی جسکے نام سے بہرتھ کہنڈ کہلاتا ہے۔ راجہ نے راج اپنے پسران کو سپرد
کر دیا اور خود بن میں تپ کرنے چلا گیا کیا دیکھتا ہے کہ کوئی تپ کرتا ہے کوئی جپ کر رہا ہے کوئی
دہیان میں مستغرق ہے۔ وہاں ایک سنت اُس کو نظر پڑا جو آتم وچار کرتا تہا۔ وہ وچار یہہ تہا جو وہاں بیٹھے تہے
اون سے سمواد کر رہا تہا کہ نہ میں ہوں نہ تم ہو اور نہ یہہ عالم ہے ایک چیتن سری بشٹ ہے بہرتھ اُس کے
پاس پہونچا اور ہاتھ جوڑ کر کہنے لگا کہ اس وچار سے کہ یہہ عالم ہیچ اور باطل ہے مجھ ویراگ حاصل ہوا ہے اب
میں آپ کی شرن میں آیا ہوں کہ مجھ گیان اودیش کیجئے۔ کیونکہ گیان اگر ویراگ کے وسیلہ سے ہو تو بہت
جلد خاطر نشین ہو جاتا ہے اور من وتو کا پندار یک قلم مٹ جاتا ہے۔ سنت نے جوابدیا کہ گیان یہی
ہے کہ یقین کرلے کہ ایک چیتن آتما ہے۔ راجہ نے یہہ سنکر وچار کیا اور بعد غور اور فکر کے اس نتیجہ پر پہونچا
کہ سنت نے جو یہہ کہا ہے کہ ایک چیتن آتما ہے درست اور بجا ہے جب چیتن آتما ایک ہے تو میں
کیا ہوں اور کون ہوں۔ خیال ہوا کہ میں بہی چیتن آتما ہوں مگر ساتھ ہی یہہ خیال آیا کہ نہیں یہہ

تو درست معلوم نہیں ہوتا یعنی آتما کو جانا ہے مگر مجھے یہہ علم نہوا کہ میں کیا ہوں۔ دوبارہ سنت سے دریافت
کیا کہ میرے وہم کو رفع کر دیجئے۔ بشن کو تو میں نے جان لیا مگر یہہ پتہ نہ لگا کہ میں کون ہوں۔ سنت نے
جوابدیا کہ تو برہم ہے اب راجہ پہر غور کرنے لگا۔ بعد غور کے پہر سنت کی خدمت میں جا پہونچا اور بولا کہ
جیسے میں نے بشن کو جانا ویسے ہی میں نے برہم کو جان لیا مگر تاہم مجہو معلوم نہوا کہ میں کون ہوں جملہ مراتب
بشن اور برہم کو میں دیکھتا ہوں مگر اپنی دانست سے قاصر ہوں۔ برائے نوازش مجہو آگاہ فرمایئے کہ میں
کون ہوں۔ سنت بولا کہ جا اب تجھے گیان حاصل ہو گیا اب خاموشی اختیار کہ آگے سخن جایز نہیں ہی
اور یہہ تینوں مراتب جنکو جیو اور ایشور اور برہم کہتے ہیں محض تفہیمی ہیں اور نرسنکہ یعنی تریاتیت میں حرف و
صوت نہیں ہے۔ بہرتھ یہہ سنکر ذات میں مستغرق ہو گیا۔ اے سری بشن ایک وقت دہرمراج نے فرشتہ
اجل کو حکم دیا کہ جا کر بہرتھ کو لے آ۔ جم کنکر حسب الحکم بہرتھ کے پاس گیا کیا دیکھتا ہے کہ انترنگ اور بہرنگ یعنی
باطن و ظاہر سری بشن ہے برائے نام بہی بہرتھ کا نشان باقی نہیں ہے۔ کال متحیر ہوا اور سوچنے لگا کہ کہیں
سے کیا لیجاؤں۔ آخرکار واپس دہرم راج کے پاس پہونچا اور بولا کہ تمام سنتوں کو مار ڈال کہ وہ لوگونکو
میرے پنجہ سے رہائی دیتے ہیں۔ جب میں بہرتھ کے پاس پہونچا تو میں نے بہرتھ کا نشان بہی وہاں نہ پایا کہ پکڑکر
تیرے سامنے لاتا۔ دہرمراج اور جم کنکر دونوں میرے پاس آئے اور پوچھنے لگے کہ اب ہم کیا کریں کہ بہرتھ
ہمارے دستبرد سے باہر ہے اور رمق بہر بہی پندار جسمانی اُس میں باقی نہیں ہے۔ یہہ سنکر میں بہرتھ کے
پاس پہونچا کیا دیکھتا ہوں کہ بے پندار وجود کہہ رہا ہے کہ میں ہی ہوں میں۔ میں نے کہا کہ اے بہرتھ
تجہو صد آفریں ہے تو سروپ ہو گیا۔ مگر بتا تو کون ہے۔ جواب کچھ نہ ملا دوبارہ میں نے سوال کیا پہر بہی
جواب ندارد۔ جب میں نے سہ بارہ پوچھا کہ اے راجہ تو کون ہے تو یہہ جواب ملا کہ اے شیو تعجب ہی کہ خود شیو
ہے اور پوچھتا ہے کہ کون ہے۔ تیرے سوا ہی کون ہے کہ تجہو جوابدے۔ شاید تجہو یہہ گمان ہے کہ میں بہرتھ
ہوں۔ بہرتھ یہاں نہیں ہے بہرتھ لقمہ مرگ ہو چکا اور میں نے اجل کو لقمہ کیا ہوا ہے۔ بہرتھ اگیان تہا اُسکو
گیان یعنی کال نے معدوم کر دیا میں اُس گیان کو نوش جاں کر چکا ہوں اور وگیان ہوں۔ میں نے کہا
کہ میں یہاں اس نظر سے حاضر ہوا ہوں کہ کچھ تبادلہ خیالات ہو سکے۔ جوابدیا کہ مجھ میں قرب و بعد نہیں
ہے پس کیا کہوں کہ بالذات قایم اور خود بخود ہوں۔ اے سری بشن وہ جو انانیت اور پندار ترک کر دیتے
ہیں فنا سے برتر ہو جاتے ہیں۔ سری بشن نے آغاز کیا کہ اے سری شیو تمام عالم کا قیام اور پرورش

مجھ سے ہی مگر وہ جنکے تمام مرادات بخواہشی نے پوری کر دی ہیں میری پر ورش کرتے ہیں اسی باب میں تمکو ایک روایت سناتا ہوں۔

حکایت راجہ زادہ

ایک راجہ کے گھر لڑکا پیدا ہوا جسکا حال لڑکپن ہی سے یہہ تہا کہ اُٹھتے بیٹھتے۔ سوتے جاگتے۔ کہاتے پیتے۔ ہر وقت پرمیشر کا نام لیتا تہا اور بعض اوقات حالت وجد میں رقص بہی کرنے لگتا تہا۔ ایکدن راجہ نے لڑکے سے کہا کہ جب میں مرجاؤں گا تو راج کون کریگا۔ تو جو دن رات رام رام رٹتا ہے اور اُس کے پیچہے جن کی طرح سے پڑ گیا ہے اس سے کیا حاصل ہے۔ کسی کو دو چار بار تکرار یاد کیا جاوے تو وہ بُرا ماننے لگتا ہے تونے جو دن رات اُس کی رٹنا لگا رکہی ہے کیا اُسکو بُرا نہ لگتا ہوگا۔ راجہ زادہ نے جواب دیا کہ ایشور وہ اسی وجہہ سے کہلاتا ہے کہ جتنی یاد اُس کی کیجاوے وہ خوش ہوتا ہے ناخوش نہیں ہوتا۔ ایک مدت دراز لسپر کو اسی حال میں گذر گئی راجہ انتقال کر گیا مگر پسر کی حالت میں سر مو فرق نہ آیا راج درہم برہم ہو گیا۔ اے سری شیو میں اُسکے پاس گیا اور میں نے کہا کہ تو راج کر اور انتظام ریاست میرے سپرد کر دے میں کرتا رہوں گا۔ اُس راجہ نے جواب دیا کہ راج کی تمنا کہاں سے لاؤں مجہ تیری تمنا ہی باقی نہیں رہی ہے۔ یہہ تیا تجہسی بہتر اور کیا ہی کہ تجہے دیدوں اور اُسے لے لوں بہرے علم الیقین میں راج اور خس کی حقیقت برابر ہے۔ اُس راجہ کی آخر الامر یہہ کیفیت ہو گئی کہ جنگلوں میں پہرتا تہا اور یہی زبان پر تہا کہ سب بشن ہے اور میں ہی بشن ہوں۔ ایکرات اتفاق وقت سے ایسے جنگل میں جا پہونچا جہاں لاش جل رہی تہی۔ بولا کہ آتش بہی بشن ہے اور میں ہی بشن ہوں۔ اُسیوقت دتاتریہ ادوہوت پسر انسویا جو میرا روپ ہے وہاں جا پہونچا اور پوچہا کہ اب بتا تو کون ہے جواب دیا کہ سری بشن کا داس ہوں۔ ادوہوت گویا ہوا کہ وہ عجب سوامی اور تو عجب سیوک ہے کہ آجتک تو کثافت سے پاک نہوا اور وہ تجہے اس کثافت سے پاک نہ کر سکا۔ اے نادان اگر سب بشن ہے تو تو ہی بشن ہے راجہ بولا کہ اے مہاتما اس داس پد سے باہر کیسے نکلوں۔ فرمایا کہ جب یہہ تیرا الیقین کامل ہی کہ سب سری بشن ہے تو تو کون ہے جو اپنے آپ کو داس قرار دیتا ہے یہی یقین کر کہ میں بشن ہوں۔ اس صورت میں داس پد فنا ہو جاویگا۔ یہہ خیال کہ میں بہگت ہوں اور میں نے بشن کو جانا ہے رستگاری کی صورت نہیں ہے۔ اس سے یہہ ثابت ہوتا ہے کہ تو نے بشن کو جانا مگر اپنے آپ کو نہ جانا۔ اس جاننے سے کیا فائدہ

ہوا۔ ای راجہ یہہ وجود باطل اور بیمار ہے جب فنا ہو جاتا ہے تو تین صورتوں میں سے کسی میں منتقل ہو جاتا ہے اگر کسی کا لقمہ ہوا تو چرک بنجاتا ہے اگر پڑا رہجاتا ہے تو بو دینے لگتا ہے اگر جل جاتا ہے تو خاک ہو جاتا ہے اس لئے اپنے وجود کو معرض فنا میں سمجھکر اُس کی محبت ترک کردے اور اپنے سروپ میں جو ست چدآنند ہے پیوست ہو جا یاد رکھ اگر تو اُسکو نچھوڑیگا تو ایک نہ ایک دن یہہ تجھکو چھوڑ جاویگا اس لئے بہتر یہی ہے کہ تو ہی اسکو چھوڑ دے۔ اے راجہ یہہ قالب کیا ہے۔ خواب یا حباب۔ ذی ہوش اس سے الفت نہیں کرتا پس اسکی الفت کا ترک کردینا واجب ہے کہ یہہ محض ودیانی ہے جسوقت مردہ ہو جاتا ہے عناصر عناصر میں منتقل ہو جاتے ہیں الاوہ جو اپنے سروپ سے محروم رہا آواگون میں گرفتار رہتا ہے کہ اُسکو دوبارہ جنم لینا پڑتا ہے راجہ بولا کہ جسم کا انجام میں نے دیکھ لیا اور اب اُس کی اُلفت میری دل سے جاتی رہی اب مجھے گیان اوپدیش کیجئے۔ اودہوت نے بیان کیا کہ نام اور روپ اگیان ہیں اور خود کو ست روپ جاننا گیان ہے اب تو نام وروپ کو باطل اور خود کو ست روپ یقین کرلے کہ جو کچھ ہوں میں ہی ہوں۔ راجہ نے کہا کہ جب حقیقت حال یہہ ہے تو اب وہم کیسا میں نے اپنے سروپ کو جان لیا کہ میں ہی ہوں اودہوت نے کہا کہ سروپ تجھے اُسوقت حاصل ہوگا جب تو دانستن اور نادانستن کے وہم سے بری ہوگا تجھہ سے کیا جدا ہے جسکو تو نے دیکھا اور جانا۔ جب توہی تو ہے۔ تو کسکو دیکھتا ہے اور کیا جانتا ہے۔ یہہ سنکر راجہ سروپ میں لیں ہوگیا۔ اے سری شیو اُسوقت میں راجہ کے پاس گیا اور میں نے کہا کہ جسم کو میرے حوالہ کردے کہ اسکی پرورش کرتا ہوں راجہ نے جوابدیا کہ اے شری بشن تو میری پرورش کیا کرسکتا ہے میں مکت آتما ہوں۔ تیرا ظہور مجھ سے ہے اور میں تیری پرورش کرتا ہوں۔ مجھی بڑی حیرت ہوئی کہ اس کہتے کہتے یہہ راجہ خود ہو گیا میں نے سوال کیا کہ تیرا روپ کیا ہے۔ جوابدیا کہ میرا روپ تو ہے اگر بھید ہے تو تجھ میں ہے میں ابھید ہوں۔ ای سری شیو یہہ سنکر میں اپنے مقام پر چلا آیا۔ یہہ امر ثابت ہے کہ جو بخواہش ہو چکے ہیں وہ میری پرورش کرتے ہیں۔

اب سری برہمانے آغاز کیا کہ اے سری بشن یہہ غلط فہمی عام ہو رہی ہے کہ عالم کی پیدائش سری برہما سے ہوتی ہے دراصل ادویتی اور سویم پرکاش ہے۔ غیر کہاں ہے۔ یہہ بارتالا بہہ کرکے سب اپنے اپنے مقامات پر چلی گئی۔

تلقین ہفتم

حکایت کاک بسنڈ

اودھوت اتفاقاً کاک بسنڈ کی شہر کے قریب جا پہونچا۔ شہر سے باہر دور جاکر سو رہا۔ کاک بسنڈ شکار کھیلنے باہر نکلا تھا۔ اُس کا پسر کمار اودھوت کے قریب سے گذرا دیکھا کہ شیر کی مانند بخوف پڑا سو رہا ہے اور ایسا غافل سویا پڑا ہے کہ جسم کا ہوش مطلق نہیں ہے۔ جانور آکر اُس کے سر پر بیٹھ جاتے ہیں اور چکتے ہیں مگر اُسکو کچھ خبر نہیں ہو۔ کاک بسنڈ سے جاکر کمار نے کہا کہ یہاں ایک پرم ہنس موجود ہی۔ یہہ سُنکر کاک بسنڈ نے بسرعت تمام پندار خودی و راجگی ترک کرکے اودھوت کے پاس جا پہونچا دیکھا کہ شیر کیطرح بیخوف پڑا ہے اور تمام جسم گرد آلودہ ہو رہا ہے۔ دل میں سوچنے لگا کہ معلوم نہیں کہ اسکا ورن و آشرم کیا ہے اور یہہ کون ہے آخر کار راجہ نے سوال کیا کہ اے رام روپ آپ کون ہیں۔ یہہ سُنکر اودھوت ہنسا اور کہنے لگا تعجب یہہ ہے کہ خود کہتا ہے رام روپ اور پھر پوچھتا ہے کون ہو جب رام ہے تو کیا ہے اور کون۔ اگر سوال مجھسے ہی کہ میں کون ہوں تو سُن لے کہ مجھمیں ورن و آشرم نہیں ہے میں وگیان روپ ہوں۔ تیرا مطلب مجھ سے نہیں نکل سکیگا کہ تیری نگاہ میں ورن و آشرم ہے تو جاکر ایسے کو تلاش کر جو تیری طرح ورن اور آشرم کا پابند ہو۔ یہہ سُنکر کاک بسنڈ خاموش ہو گیا۔ پھر تھوڑی دیر بعد بولا کہ آپ جو ڈگمبر پھرتے ہیں کیا کپڑا پہننے کو کوئی نہیں دیتا اودھوت نے جوابدیا کہ ایک جامہ کی موجودگی میں دوسری جامہ کی تلاش حرص و ہوا ہے شش جہات میرا جامہ ہیں اب مجھے دوسری جامہ کی ضرورت نہیں ہے کہ اُس کی خواہش ترشنا کہلاتی ہے۔ ہاں اگر تو یہہ سوال کرے کہ اگر کوئی جامہ دیدے تو کیا کرے اسکا جواب یہہ ہے کہ کوئی دیتا ہے تو بھی لیتا ہوں۔ کوئی کھانا لاتا ہے تو کھا لیتا ہوں اگر کوئی ریشم باف چارپائی لاوے تو سو رہتا ہوں اگر کانٹوں کے جنگل میں گذر ہو جاتا ہے تو بھی خوش ہوں اور قسمت کے موافق جو کچھ ملتا ہے او سپر قانع اور خورسند رہتا ہوں۔ اے کاک بسنڈ میرے کلام سے تجھے کیا حاصل ہو سکتا ہی کہ میں اودھوت ہوں۔ تجھے تو یہہ مناسب ہی کہ گوشہ میں بیٹھا بیٹھا رام نام جپا کرے کاک بسنڈ نے اب پھر سوال کیا کہ اے اودھوت شہر میں بسرام کرو۔ جواب دیا کہ شہر میں رہکر خوش اور جنگل میں رہکر ناخوش نہیں میں ہمیشہ ایک حال پر قایم ہوں۔ ہم اودھوتوں کی اصطلاح میں شہر جسم کو کہتے ہیں پس جسم ہمارا شہر ہی ہاں اگر تجھے ڈر لگتا ہے تو تو شہر میں رہ بسنڈ نے سوال کیا کہ اگر خواہش شہر میں گذر ہو جاوے تو اُسکی ترک

تو لازمی نہیں ہے۔ ادوہوت نے جواب دیا۔ ہرگز نہیں بشرطیکہ تو یہہ نام کاک بسنڈ جو تونے قرار دیا ہے میری حوالہ
کردے یہہ شرط منظور ہے تو میں شہر میں چلنے کو تیار ہوں اگر تجھو وہم ہے کہ میں مال و زر کا خواہشمند ہوں تو اسی
دل سے دور کردے دیکھ کہ کو ہ سمیر سوئی کا ہے۔ اے راجہ میں نے شہد کی مکھی کو اپنا گرو تسلیم کیا ہے۔ مکھی شہد
جمع کرتی ہے کہ جب جمع ہو جاویگا اور کُنبہ بہی بڑھ جاویگا تب مزے سے کھائیں گے مگر اُسکو یہہ خبر نہیں ہے کہ کوئی
شہد کا متلاشی آکر دھواں کردیتا ہے مکھیاں مرجاتی ہیں اور وہ شہد لیکر چلتا بنتا ہے۔ یہہ حال دیکھکر مجھے
یہہ حاصل ہوا کہ زر و مال کا جمع کرنا بے سود ہے۔ اور جب سے اس وہم کو میں نے ترک کردیا ہے۔ اے کاک بسنڈ
ایکہ مجھ سے تیری مت بہیر ہوگئی ہے میں کہتا ہوں کہ زر و مال کی خواہش ترک کردے۔ اگر تو یہہ کہے کہ بغیر
زر و مال کے راج کاج کیسے چلیں گے تو یہہ سمجھ لے کہ یہہ تیری نافہمی ہے۔ یاد رکھ کہ جو کچھ قسمت میں ہے اُس میں
کوئی تغیر تبدل نہیں ہو سکتا جو ہونی ہے وہ ہوکر رہیگی۔ جو نارایں کا بھجن کریگا نارایں کا روپ ہو جاویگا
افسوس ہے تیری عقل ابتک کثیف چلی جاتی ہے اور تو زاغ ہی رہا ہے غور کر کہ جو کچھ مقسوم ہے وہ ایشر کا بھی
مقدور نہیں ہے کہ اُس کو کم و بیش کرسکے اگر فکر کریگا تو بہی ملیگا نہ کریگا تو بھی ملیگا۔ جو قسمت میں نہیں ہے اُس کے
واسطے اگر لاکھ جتن کریگا پھر بہی دستیاب نہوگا۔ اے راجہ اگر اب تو بیدار خودی ترک کرتا ہے تو میں تیرے
شہر میں چلتا ہوں کاک بسنڈ کہنے لگا کہ جس جسم سے شری نارایں کی بھگتی نصیب ہوتی ہے اُس کو کس دل سے
ترک کردوں۔ ادوہوت بولا مجھے کوئی تمنا نہیں ہے کہ تیرے شہر میں چلوں۔ میں نے ایسا سنا تھا کہ کاک بسنڈ
پرم ہنس ہے اب اگر جو دیکھا تو محض کاک یعنی کلاغ پایا مجھے تجھ سے کوئی سرو کار نہیں ہے۔ میں جاتا ہوں۔ میں
سنا کرتا تھا کہ دانا زاغ چرک پر توجہ نہیں کرتا مگر اب آنکھوں سے دیکھ لیا۔ چرک کیا ہے یہی قالب عنصری جس نے
اسکو معتبر سمجھا وہی زاغ ہے۔ اے کاک بسنڈ وہ رام جس کا تو بھجن کرتا ہے وہ ہم سنتوں کا بھجن کیا کرتا ہے
رام مجھی کو کہتے ہیں۔ رام کا بھجن یہہ ہے کہ برہما سے چیونٹی تک سب میں وہی رام ہے اور وہ رام میں ہی ہوں
میرا سوائے کوئی دوسرا نہیں ہے۔ اے کاک بسنڈ جان لے کہ تمام موجودات میں ایک ہی آتما رم رہی ہے
جسے رام کہتے ہیں۔ مگر وہ عقل سلیم جو اس راز کو سمجھے تجھے کب نصیب ہو سکتی ہے کہ تیرا پدر زاغ تھا اور مادر
ہنس تو اسپر بہولا بیٹھا ہے کہ مایا میری نزدیک نہیں پہنچتی۔ مگر جب تو خود مایا روپ ہے تو مایا تیرے پاس کیسے
آئی۔ مایا اسی کو کہتے ہیں کہ تونے وجود بے بود کو معتبر قرار دیا ہوا ہے اور سمجھتا ہے کہ میں داس (عبد) ہوں
اور فلاں میرا سوامی (معبود) ہے انصاف سے غور کر کہ جب ظاہر و باطن سری گوبند ہے تو کہاں ہے۔ آ

کاک بسنڈ اب تو یہہ بتا کیا ہے۔ بسنڈ نے جواب دیا کہ مایا موہ کو کہتے ہیں۔ ادوہوت نے پہر سوال کیا کہ موہ
کیا ہے۔ بسنڈ نے جواب دیا کہ موہ یہی ہے کہ اولاد اور راج کو اپنا جانتا ہوں۔ ادوہوت بولا کہ اے نادان موہ
یہی ہے کہ تو جسم فانی کو آپا تصور کر رہا ہے اور آپ کو شریر یان رہا ہے۔ کاک بسنڈ بولا کہ توم پد مایا نہیں ہے
ادوہوت نے جواب دیا کہ یہی توم پد تو مایا مول ہے۔ بسنڈ نے کہا کہ سنت کیوں کہتے ہیں کہ ہم تت پد ہیں
ادوہوت نے جواب دیا کہ جو ایسا کہتے ہیں وہ بہی مایا روپ ہیں مگر بات اتنی ہے کہ اُن کو راحت اور اطمینان
حاصل ہو جاتے ہیں۔ وجہہ یہہ ہے کہ کارج (فعل) سے گذر کر اپنے آپ کو کرتا (فاعل) جانتے ہیں۔ مگر پرمانند
اُس پد میں ہوتا ہے جو گیان سے حاصل ہوتا ہے اور جہاں فعل و فاعلیت دونوں سے بریت ہے اور نہ رنج
ہے نہ راحت ہیں تو یہہ سنتا تہا کہ اے راجہ تو مایا سے پاک اور برتر ہے مگر اب دیکھتا ہوں کہ تو مایا روپ ہے
اگر تیرا یہہ خیال ہے کہ مجہے سنتوں کی صحبت ہمیشہ نصیب ہوتی رہیگی تو سمجھ لے کہ یہہ خیال تیرا خام ہے سنتوں کو
تجھ سے مطلب ہی کیا ہے اُن کو کسی سے کچھ مطلب نہیں ہے کہ اُن کی جملہ مرادات حاصل ہیں اور وہ بیخواہش
ہیں۔ اُن کو یہہ تمنا نہیں ہے کہ تیرے مال و زر سے واسطہ رکہیں۔ مجہے سخت حیرانی ہے کہ اتنی مدت تک
تو نے شری گوبند کا بہجن کیا مگر تجہے راحت نصیب نہیں ہوئی۔ لے اب میں جاتا ہوں۔ کاک بسنڈ نے
اپنا سر ادوہوت کے قدمو نپر رکہدیا اور دونوں ہاتھ جوڑ کر عرض کیا کہ اپنی رائے ناقص میں بہگتی کو ہی
بہتر جانتا تہا۔ مگر مجہے اب معلوم ہو گیا کہ آتم گیان اعلے ہی ہے میرے حال پر مہربانی کر کے مجہے آتم گیان اودیش
کیجیئے۔ اور اِس سنسار کی آگ سے جو مجہے جلائے ڈالتی ہے نکالیئے۔ ادوہوت نے فرمایا کہ اگر اِس آگ سے
مخلصی چاہتا ہے سچے دل سے یقین کرلے کہ میں رام روپ ہوں اسی اثنا میں میمانسا وہاں آگیا۔ اور بولا
کہ جبتک کرم نہ کرے رام روپ کیسے ہو جاوے ادوہوت نے جواب دیا کہ کرم شریر میں ہوتا ہے یا آتمہ
کرتا ہے۔ اگر تو یہہ کہے کہ شریر کرم کرتا ہے تو یہہ غلط ہے کہ شریر جڈہ یعنی بیخبر ہے اور آتما فاعلیت سے بری
ہے اب بتا کرم کون کرے میمانسا خاموش ہو گیا۔ اتنے میں ویشیشک وہاں آپہونچا۔ اور بولا کہ سب
کال کے تابع ہے ادوہوت نے جواب دیا کہ جب کرم ہے کال لازمی ہے۔ مگر جب کرم نہیں تو کال کو آکری
سے کیا تعلق یہہ سنکر ویشیشک چپ ہو گیا اب نیائے وہاں آوارد ہوا۔ اور بولا جو کچھ کہ ہے کرتا ہی
ادوہوت نے جواب دیا کہ جب فعل ہے فاعل ہے جب کردار نہیں ہے کرتا کون ہے نیائے نے خاموشی اختیار
کرلی۔ ساتھ ہی پاتنجل حاضر ہو گیا اور بولا کہ جبتک یوگ نہ کرے راحت وصل سے محروم رہتا ہے۔ ادوہوت

نے سوال کیا کہ یوگ خود بخود ہوتا ہے یا کسی سے ہوتا ہے پاتنجل نے جواب دیا کہ مجھے تو صرف یہی خبر ہی کہ کوئی کرتا ہے جب ہوتا ہے ادوہوت بولا کہ بس یوگ سے کیا مطلب پاتنجل چپ ہوگیا۔ اب سانکھ آیا اور کہنے لگا کہ جبتک حق وباطل کا امتیاز پیدا نہو اور یہہ تصدیق نہ کیا جاوے کہ آتما دائم اور قایم ہے اور وجود باطل اور بیدار سروپ کا جاننا کیسے ہوسکتا ہے۔ ادوہوت نے جواب دیا کہ نت اورانت کا وچار دوئی سے تعلق رکھتا ہے آتما یکی اور دوئی سے مبرا ہے۔ سانکھ خاموش ہوگیا ان سب کے آخر میں ست چدانند و بدانت روپ رام دیو شنکھ اور گدا ہاتھوں میں لئے ہوئے خراماں خراماں تشریف لائے۔ ادوہوت نے کہا کہ اے کاک بسنڈ بول کہ میں رام روپ ہوں ورنہ تجھے اور تیرے رام کو جلاکر خاک کئے ڈالتا ہوں۔ رام دیو ہنسے اور کہنے لگے کہ اے بسنڈ ڈرتا کیوں ہے۔ بے وہم اور بے خوف یقین کرلے کہ میں رام روپ ہوں۔ دیکھ کہ تمام موجودات میں واحد لاشریک تاباں اور محیط ہوں فی الحقیقت تو نہیں ہے جب یہہ یقین ہے کہ تو نہیں ہے محض رام ہی ہے تو تو ہی رام روپ ہے وہم کیون کرتا ہے اور بیباکانہ کیوں نہیں یقین کرلیتا کہ میں رام روپ ہوں۔ اب بسنڈ خوش خوش بول اُٹھا کہ میں ادویتی رام روپ ہوں۔

حکایت راجہ پشکر دیپ

پشکر دیپ کا ایک راجہ تہا وہ دیوہوتی کی پسر کپل مُن کی خدمت میں حاضر ہوا اور اُسکی خاک آستان کو بوسہ دیکر لب گشتا ہوا کہ اے مہارشی مجھے یہہ جاننے کی تمنا ہے کہ یہہ عالم کیا ہے آپ کون ہیں اور میں کیا ہوں۔ یہہ سنکر رشی نے کہا کہ اے راجہ تجھے صد آفریں ہے کہ تیرے دل میں اس آرزو نے جگہ پائی اب حقیقت حال مجھ سے سُن حقیقت یہہ ہے کہ نہ یہہ عالم موجود ہے نہ تو اور نہ میں۔ برہم ہے۔ یہہ جواب سنکر راجہ حیرت میں پڑ گیا اور دریافت کیا کہ برہم کیا ہے میں نہیں جانتا کہ وہ کیا ہے۔ رشی نے کہا کہ یہہ بات تو سچ کہتا ہے۔ تو اسوجہہ سے برہم کو نہیں جانتا کہ برہم کا ظہور تجھ سے ہوا ہے اور تو برہم کا ناظر ہے۔ راجہ نے سوال کیا کہ میں کیا ہوں رشی نے جواب دیا کہ تیرا روپ ست چدآنند ادویتی ہے راجہ اس رمز کو نہ سمجھ سکا اور پوچھنے لگا کہ میں یہہ وجود عنصری ہوں یا اس کے سوا اور کوئی شئے ہوں کپل نے فرمایا کہ تو یہہ جسد نہیں ہے اس جسد کا ظہور تجھ سے ہوا ہے یہہ سنکر راجہ ہنسا اور بولا کہ بہرا ادویت یعنی واحد ہونا کیسے ثابت ہوا جب میں جسم نہیں ہوں اور یگانہ ہوں تو اس صورت میں

دو مراتب قرار پاتے ہیں۔ بیخبر اور خبیر۔ جڈ اور چیتن۔ میں واحد کیسے ہوا۔ مہارشی نے جوابدیا کہ راحت سرمدی
اُسی وقت حاصل ہوسکتی ہے جب جسم کو اپنے آپ سے جدا تسلیم کرے ورنہ محال ہے۔ جبتک جسم اور اُس کے
تعلقات پر نظر ہے جو کردار ہوتا ہے وہ ذات کی لاعلمی میں ہوتا ہے جب جسم نظر سے گرجاتا ہے اور بے وجود بنا ہیت
ہوجاتا ہے تب سرور ابدی حاصل ہوتا ہے ورنہ ذات کی شناخت محال ہے۔ راجہ نے اب سوال کیا کہ
مجھے معلوم نہیں کہ قال کیا ہے اور حال کیا ہے۔ آپکا ارشاد ہے کہ علم سے سرور حاصل ہوتا ہے نادانی جبتک
رفع نہو سرور نہیں ہوسکتا یہہ کیا بات ہے۔ مہرشی نے فرمایا کہ اے راجہ جو کچھ کتب مقدسہ یعنی وید متبرک اور
شاستروں سے اور سنتوں کی صحبت سے اخذ کیا جاتا ہے اور حاصل کیا جاتا ہے وہ سب قال ہے اور جب
دل سے تصدیق کرکے اطمینان ہوجاتا ہے تو نج روپ یعنی معرفت حاصل ہوکر حال ہوجاتا ہے۔ بھلا تجھے
قال اور حال کیسے معلوم ہوسکیں کہ تیری ذات ان ہر دو سے مبرا ہے۔ راجہ نے سوال کیا کہ عرفان کیسے حاصل ہو
رشی نے جوابدیا کہ اگر تو عرفان حاصل کرنے کا متمنی ہے جو کچھ میں کہتا ہوں اُس کی تصدیق کر کہ واقعی ہے
یا نہیں جب میرے قول کی تصدیق ہوجائے گی تو اعتقاد راسخ تجھے حاصل ہوگا۔ اور تو علیم ہوجاویگا
علم سے علیم ہوتا ہے۔ علم صدق طلب سے اور صدق طلب اخلاق حسنہ سے حاصل ہوتے ہیں۔ مگر جملہ ریاضت
کا انجام ویراگ یعنی تنفر از عالم ناپائدار میں ہوتا ہے اس لئے اے راجہ ویراگ بہترین طریقت ہے کہ اس کے
وسیلہ سے ذات میں یقین پختہ ہوجاتا ہے۔ راجہ نے اعتراض کیا کہ جب میں ذات واحد ہوں تو ویراگ
اور نشچی سے کیا مدعا ہے کپل مُن نے جوابدیا کہ اگر بیراگ تو ہی ہے تو تصدیق کر کہ نشچی بھی تو ہی ہے راجہ
نے پھر اعتراض کیا کہ جب تم کہتے ہو کہ سب برہم ہے تو اب نشچی اور تصدیق کیوں قرار دیتے ہو۔ نشچی
کلپنا سی ہوتی ہے یعنی وہم ہو تو رفع کرنے کی ضرورت ہوتی جب مجھ میں کلپنا نہیں ہے تو نشچی کس کی ہو
اور کیسے ہو اور اگر تمہارا ارشاد یہی ہے کہ میں کروں تو میری سمجھ میں یہہ نہیں آتا کہ اسکی سبیل کیا ہے کہ
میں تصدیق یعنی یقین اور غیر تصدیق یعنی وہم سے بالاتر ہوں۔ میں کیا کروں اور کس امر کی تصدیق کروں
کہ میرے سوا اور کچھ ہے ہی نہیں کپل مُن نے فرمایا کہ جو تیرا جی چاہے کر مگر سروپ میں نشچی ہر دم بنی رہے
راجہ بولا کہ میں جسم کو تصویر چوبی سمجھتا ہوں اس سے زیادہ وقعت نہیں دیتا مگر مجھے یہہ معلوم نہیں کہ
جسم میں میرا قیام کہاں ہے۔ کپل مُن نے فرمایا کہ وید مقدس نے پرماتما کا مقام جاگرت (بیداری) میں
چشم اور سپن (خواب) میں دل اور سکھپت (غفلت) میں گلو اور تریا (ہوش) میں ام الدماغ بتایا ہے۔ راجہ

نے سوال کہ ان چار مقاموں میں کیا فضیلت ہے جو دیگر اعضا میں نہیں ہے۔ کپل منی نے جواب دیا کہ جب آفتاب برآمد ہوتا ہے تو سب جگہہ روشنی ہو جاتی ہے اسیطرح تیری ظہور سے تمام وجود نور آگیں ہے اور تو سب میں محیط ہے جیسطرح آفتاب اپنے حال پر قایم ہے اسی طرح تو اپنے ایک حال پر قایم و برقرار ہے آفتاب کو دیکھیں تو آنکھوں میں دیکھیں اور تجھے دیکھیں تو ام الدماغ میں۔ راجہ کہنے لگا کہ مجھے اس زندگی کا لطف اب حاصل ہوا اب تک جو افعال سرزد ہوتے تہے وہ پندار نفس سے صادر ہوتے تھے۔ اب یہہ پردہ پندار میرے دیدہ دل سے اُٹھ گیا اور مجھے عالم کی تفکرات سے نجات مل گئی اب کپل مُن نے اعتراض کیا کہ یہہ تفہیم نادانی کہلاتی ہے اور اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ تجھ میں بوئے شرک ہنوز باقی ہے۔ راجہ نے دریافت کیا کہ وہ طریقت کیا ہے جس سے یہہ امتیاز جاتا رہے۔ کپل مُن نے فرمایا کہ اس امتیاز کے رفع کرنے کی سبیل یہہ ہے کہ تمام عالم کو ایک روپ دیکھے اور جان لے۔ راجہ بولا کہ میری خواہش یہہ ہے کہ میں برہم یگیہ کروں۔ بمجرد اسکے پرم ادوہوت دتاتریہ وہاں موجود ہو گئے اور فرمانے لگے کہ جملہ موجودات میں ایک میں ہی موجود ہوں۔

میتری رشی نے پراشر مہرشی سے سوال کیا کہ ادوہوت بھارتھ کھنڈ میں سکونت پذیر تہا تعجب یہہ ہے کہ وہ ایک آن میں پشکر دیپ جہاں کپل مُن رہتا کیسے پہونچ گیا۔ یا میں محض نادان ہوں یا تیری عقل جاتی رہی ہے۔ پراشر نے جواب دیا میری عقل تو اوسیوقت جاتی رہی تہی کہ تیرے ساتھ سابقہ پڑا۔ سمجھ لے کہ سنت سب جگہہ پورن ہے اور ہر سہ عالم میں محیط اور جہاں جانیکا خیال دلمیں لاوے وہیں پہونچ جاتا ہے کہ وہ اپنے سروپ سے باخبر ہے۔ کوئی تعجب نہیں ہے کہ ادوہوت پشکر دیپ جا پہونچا۔ اس وہم باطل کو دور کر اور سُن کہ ادوہوت نے ظاہر ہو کر کہا کہ سب میں ہی ہوں کپل من نے سوال کیا کہ جب تو ہی ہے تو یہہ بتا کہ تو کون ہے انسان یا فرشتہ یا حیوان۔ ادوہوت خاموش ہو گیا اور راجہ بہی سروپ میں محو ہو گیا اور کپل من بہی اعضائے اور اندام سے بالاتر کیف میں واصل ہوا۔ دو ہزار سال تک کسی نے کلام نہ کیا۔ آخرکار ادوہوت ہنسا اور بولا کہ پیدا اور اپید یعنی صفات و ذات سب مجھ سے ہی۔ کپل مُن نے سوال کیا کہ اگر حق و باطل تجھ سے ہی نہیں مراتب قایم ہو جاتے ہیں۔ ادوہوت نے جواب دیا کہ ہر سہ مراتب میری قرار دادہ ہیں یا میرے سوا کسی دوسرے نے قرار دئے ہیں کپل نے راجہ سے مخاطب ہو کر کہا کہ اے راجہ تیری خواہش کے مطابق تیرا سروپ موجود ہو گیا ہے اب برہم یگ کر۔ راجہ نے جواب دیا کہ نہ مجھ میں کردن ہے نہ نکردن مگر برہم یگہ کرتا ہوں۔ کپل من نے ادوہوت سے پوچھا کہ تیرا روپ کیا ہے۔ ادوہوت نے جواب دیا کہ میرے روپ کو تو کیا پوچھتا ہے مجھ میں نہ نام ہے نہ روپ اگر تو اپنے

روپ سے ناواقف ہے تو اگر ہزار طرح سے تجھے سمجھایا جاوے تیری سمجھ میں خاک نہ آئیگا اگر تو سروپ سے واقف ہے تو خاموشی اختیار کر کہ جائے دم زدن نہیں ہے کپل من نے جواب دیا کہ میں علم وجہل سے مبرا ہوں اور یہہ کہکر خاموش ہو گیا۔ راجہ نے کہا کہ خاموشی سے کیا حاصل سب تیرا ہی روپ ہے کلام سے غیریت ثابت نہیں ہوتی۔ ادوہوت بولا کہ کلام اوسیوقت تک ہے جبتک عقل ہے۔ جس مقام پر کہ عقل کو بار نہو اُسکا سرور بیان سے باہر ہے۔ راجہ نے کہا کہ اے ادوہوت معلوم ہو گیا کہ تو تابع عقل ہے ادوہوت خاموش ہو گیا اُسوقت ٹکند وہاں آموجود ہوا اور بولا کہ میں ایسا کلام کرتا ہوں جسمیں کلام معدوم ہے کہ میں ہی میں ہوں۔ راجہ نے پوچھا کہ تو کون ہے ٹکند نے جوابدیا کہ میں وہی ہوں جو تو ہے۔ راجہ نے سوال کیا کہ جب میں ہی ہوں تو بتا کہ میں کون ہوں۔ ادوہوت نے کہا کہ اس تجاہل عارفانہ کو چھوڑ جب تو ہی ہے تو تجھے کون بتائے کہ تو کیا ہے اور کون ہے۔ راجہ خاموش ہو گیا اب کپل مُن بولا کہ اے ادوہوت یہہ بتا کہ ادوہوت کونسا پد ہے۔ ادوہوت نے جوابدیا کہ ادوہوت مجھی کو کہتے ہیں کپل مُن نے کہا کہ ادوہوت میں نام وروپ نہیں ہے اور تجھ میں موجود ہے ادوہوت نے جوابدیا کہ نام اور روپ کی ہونے سے مجھ میں کوئی تفاوت واقع نہیں ہوتا کہ نام اور روپ میں ہی ہوں یہہ مجھ سے جدا نہیں ہیں۔ کپل نے کہا کہ جو کچھ میں کہتا ہوں اپنے آپ سے کہتا ہوں دوسرے سے کلام نہیں ہے اور جو کچھ میں کرتا ہوں خود کرتا ہوں اور مجھ میں کردار کا اثر ہی نہیں ہے کہ میں بے وہم ہوں اور میری نظر میں وہم دوئی نہیں ہے اے ادوہوت یہہ بتا کہ تیرا نام کیا ہے۔ ادوہوت بولا کہ میری نام لاتعداد ہیں نہ کپل ہے نہ ادوہوت میں ہی ہوں کپل یہہ سنکر خاموش ہو گیا اور دو ہزار سال تک از خود رفتگی میں محو رہے۔ یہہ معلوم نہوا کہ ابھی ایک ساعت بھی گذری ہے یا نہیں۔ ٹکند ہنسا اور کہنے لگا کہ گیان کے آغاز میں پرنوکی سہ گانگی کو توحید کی یکتائی میں مبدل کرنا پڑتا ہے کہ ناظر اور ناظر منظور میں واصل ہو جاویں۔ کپل نے اعتراض کیا کہ قال پرنو میں آجاتا ہے مگر حال قال میں نہیں آتا ادوہوت نے جوابدیا کہ اے کپل اس صورت میں آتما پرنو کی تابع ہو جاتی ہے اور حال تابع قال ہو جاتا ہے۔ اور اس سے یہہ نتیجہ نکل سکتا ہے کہ آتما جو علیم ہے وہ بیخبر ہے اور یہہ پرنو جو جابہ بیخبر ہے وہ چیتن یعنی علیم ہے جو اعتراض تیرا ہے درست نہیں ہے سنتوں کا جواب ٹکند کے سوال کے بارہ میں یہہ ہے کہ کلام بیگر لانقل حالت کا۔ کہ عقل کی یہہ مجال نہیں ہے کہ آتما کے کنہہ تک رسائی لاسکے اور بیان کر سکے سنتوں کی کلام کو صاحب عقل کب وزن دسکتے ہیں کہ دانشمند تابع عقل ہیں اور سنت عقل سے بری سخن اونہیں کا

قابل اعتبار ہے جو آتما کے سرور میں مستغرق ہو گئے ہیں۔ اگر گیانی (عارف) کلام اُن کا سنتا ہو تو اُسکا اعتقاد سیر و میں مستحکم ہو جاتا ہے اور اگر بھگت سنتا ہو تو اُسکو عرفان حاصل ہو جاتا ہے مگر بھگت وہی ہے جو شری گوبند کا بھگت اور صدق عقیدت سے طالب ہو۔ مکند نے اعتراض کیا کہ اگر تیری بھگتی ایسی ہے جیسے کہ بیان ہوئی تو اس سے تجھ کیا راحت نصیب ہوئی اودہوت نے جواب دیا کہ میری راحت کا کوئی کیا اندازہ کر سکتا ہے۔ میرا کلام ایسا ہے جسمیں سخن کو گنجایش نہیں ہے لاکلام ہوتا ہے مگر زبان سے ادا ہوتا ہے۔ میں کہتا ہوں کہ میں سب میں محیط ہوں الافعل سے بری ہوں۔ یہہ سب میرا ہی جلوہ ہے۔ تمام لذات حواس ظاہری و باطنی کی مجھے ملتی ہیں مگر میں ان سے مبرا ہوں اور یہہ مجھ میں نہیں ہیں پس میں اپنی راحت کو کیا بیان کروں کہ سب میں ہی ہوں اور کچھ نہیں ہے۔ اس عالم کون و مکاں کو معہ اُس کے نقش رنگ برنگ کے میں خود ظہور دیتا ہوں اور خود اُس کو فنا کر دیتا ہوں۔ کپل نے اعتراض کیا کہ مجھے ضرورت کیا جو یہہ تسلیم کروں کہ نہ تو ہے نہ میں ہوں اور سب میں ہوں سب نے باتفاق کہا کہ ضرورت کوئی درمیان میں نہیں ہے اپنا آتم سوکھ بیان کرنا ہے۔ کپل من نے اپنا آتم سوکھ بیان کیا اور بولا کہ مجھے راحت جاوداں حاصل ہے جو گفت و شنید میں نہیں آسکتی۔ انتھ کرن یعنی عناصر لطف اور اندری یعنی حواس ظاہری و باطنی۔ یہ اور اپرہ صفات و ذات میں ہی ہوں کہ غیریت نہیں ہی اور لاشریک ہوں مجھ میں یہہ شرک نہیں ہے کہ میں کچھ اور ہوں اور سب کچھ اور ہے میں تمام خود بخود ہوں۔ مجھ میں نہ شرک ہی نہ لاشریک نہ رنج ہے نہ راحت کہ میں متضادہ تعینات سی برتر ہوں میرا مظہر راحت اور سرور ہے۔

جب سلسلۂ کلام یہاں تک پہونچا پراشر نے میتری کو سمجھایا کہ اس سمواد سے سنتوں کا مدعا یہہ تھا کہ آتم سوکھ یعنی سرور ذات اُن کو حاصل ہوتا تھا تو بالکل خاموش ہے تجھے سرور ذات کیسے حاصل ہو سکتا ہے۔ اگر میری زبان سے ایک نکتہ نکلتا تو تجھے مناسب تھا کہ تو بھی کوئی نکتہ پیدا کرتا۔ میتری نے کہا کہ طالب کا سوال ایک ہی ہوتا ہے اُسے اپنے مرشد کے ساتھ ہمسری واجب نہیں ہے اور جو طالب مرشد کے ساتھ دم مساوات مارتا ہے تو وہ پایہ مریدی سے گر جاتا ہے اور دائرہ ارادت سی خارج ہو جاتا ہے۔ پراشر جی نے فرمایا ای میتری میرا مدعا یہہ ہے کہ تو ست سنگ اختیار کری۔ تو کہتا ہے کہ دریافت حقیقت میں سوال و جواب کی خواہش کرنے سے مرید اپنے پایہ سی گر جاتا ہے یہہ بےشک درست ہے مگر اور معنی میں۔ اس میں وہ راحت حاصل ہوتی ہے کہ خود کا نشان باقی نہیں رہتا اور طالب خودی سے گذر کر ست مطلق

میں پیوست ہو جاتا ہے - وید مقدس کا فرمان ہے کہ خودی سے گذر جانا عین سرور ہے میتری نے سوال کیا کہ راحت کا احساس قیام خودی تک ہے جب خود نہ رہیگا تو راحت کیا حاصل ہو گی - پراشر نے جواب دیا کہ اس سے زیادہ راحت کیا حاصل ہو سکتی ہے کہ یہہ جان لیتا ہے کہ میں پورن دکامل) ہوں جس کسی کو یہہ مرتبہ مساوات حاصل ہو گیا اُس کی راحت بیان سو باہر ہے میتری نے کہا کہ فسانہ توحید سنایئے - پراشر نے فرمایا کہ افسوس ہے ابتک تیری نادانی رفع نہیں ہوئی اور تو نے نجانا کہ جو کچھ میری زبان سے نکلتا ہی راز سرمدی ہے اب اس غفلت سو ہوشیار ہو اور یقین کرلے کہ سب برہم ہے آگے سُن -

حکایت

کپل بولا کہ میں ہی ہوں - مکند نے کہا کہ میں نہیں ہوں - کپل من نے جواب دیا کہ وید مقدس کا فرمان ہے کہ "ادوتی برہم ہے" پس تصدیق ہوا کہ میں ہی ہوں - مکند نے اعتراض کیا کہ تیری عقل کتابی علم میں آشفتہ ہو رہی ہے وید مقدس کی کلام کی راحت اُسی کو حاصل ہے جو وید مقدس کا قائل ہے اور پورانوں کا سرور اُنہیں کو حاصل ہے جو پورانوں کے معتقد ہیں تیرا اعتقاد یہہ ہے کہ کلام وید مقدس کا اور کلام سنتوں کا ایک ہی ہے میں اسکو معتبر تسلیم نہیں کر سکتا کپل مُن نے کہا کہ اب تم بیان کرو کہ آتما کیا ہے - مکند بولا کہ میں سنتا تھا کہ کپل مُن عارف کامل ہے الا اب معلوم ہو گیا کہ تو علم سے بے بہرہ ہے اے ناداں جب برہم ہے تو تو کہاں رہا جو یہہ سخن جائز ہو سکے کہ میں ہی ہوں - کپل مُن نے جواب دیا کہ اے مکند تو بڑا سچا ہے - تیرے روپ میں علم کو گنجایش ہو گی - ادوہوت بول اُٹھا کہ نہ کپل ہے نہ مکند میں ہی ہوں - کپل مُن نے اعتراض کیا کہ جب میں نہیں تو تو کہاں - ادوہوت نے جواب دیا کہ تو اسوجہ سے قایم نہیں ہے کہ میں بذات خود قایم اور روشن ہوں - کپل نے جواب دیا کہ جب تو سویم پرکاش ہے تو میں کیسے نیست ہوں - ادوہوت نے بیان کیا کہ قایم بالذات لاشریک ہے وہ واحد ہے نہ کہ بسیار اسلئے تو نہیں ہے - نہ تو من ہے ایک میں ہی ہوں کپل نے کہا کہ ایک کہنے سے دوئی ثابت ہوتی ہے - ادوہوت نے جواب دیا کہ جب گوینده اور شنونده واحد ہے تو دوئی کیسے ثابت ہوئی - کپل نے پھر اعتراض کیا کہ بلا وسیلہ جسم نہ گفتار ہے نہ سماعت کہ یہہ دونوں جسم سے متعلق ہیں نہ جان سے - ادوہوت نے جواب دیا کہ تیرے بیان سے جان تابع جسم اور روح تابع مادہ ہو جاتے ہیں اور علم تابع جہل ہو جاتا ہے کپل نے بیان کیا کہ آتما میں نہ علم ہے نہ جہل ادوہوت

نے سوال کیا کہ جب آتمانہ علیم ہے نہ لاعلمی تو وہ کیا ہے - کپل نے جوابدیا کہ وہ میں ہوں - ادوہوت نے
اعتراض کیا کہ تو واحد ہوکر ثلاثہ کیوں قرار دیتا ہے - کپل نے جوابدیا کہ یکتائی ہو تو دوئی اور تثلیث قرار
پاتی ہے - وحدت کی تسلیم میں کثرت مسلمہ ہے پس یک و دو - وحدت و کثرت کہنا درست نہیں ہے کہ
مجھہ میں سخن کو راہ نہیں ہے - ادوہوت نے اعتراض کیا کہ کہنا اور سننا تجھی میں ہے تجھ سے غیر نہیں ہے کپل
نے جوابدیا کہ مجھہ میں نہیں ہے - گفتار فعلِ زباں اور سماعت فعلِ گوش ہے میں نہ زبان ہوں نہ کان نہ دل
نہ حواس جب میں احساس سے باہر ہوں تو گفت و شنید کیسی - ادوہوت نے اعتراض کیا کہ جب تو حواسوں
سے مبرا ہے تو تمام کردار جو حواسوں کے ذریعہ ہوتے ہیں بے معنی ہو جاتے ہیں اگر کردار بے معنی ہیں تو مردہ
کیوں نہیں بولتا - تجھی یہہ ماننا پڑیگا کہ ان سب کا ظہور تجھی سے ہے اور گفت و شنود مجھ ہی سے ہے کپل مُن نے
جوابدیا کہ وید مقدس کا فرمان ہے کہ آتما گفتن اور شنیدن سے مبرا ہے اور زبان اور گوش کو اسمیں گنجایش
نہیں ہے - ادوہوت نے کہا کہ وید کا فرمان یہہ نہیں ہے جو تو تاویل کرتا ہے - وید مقدس کا فرمان یہہ ہے
کہ میں ہی گویا ہوں اور میں ہی شنوا - مگر قول یہہ ہے کہ شری بھگوان وید مقدس کے پیرایہ میں صاف
کہہ رہا ہے کہ میں ہی کلیم ہوں اور میں ہی سمیع اور جملہ کردار کا فاعل بھی میں ہی ہوں الا میں کلام اور سماعت
اور کردار سے بےلوث ہوں پس اے کپل گفت و شنود مجھہ ہی میں ہے مجھ سے غیر نہیں ہے - کپل نے اعتراض
کیا کہ اس صورت میں تین مراتب قرار پاتے ہیں - گفتن - شنیدن - و فکر کردن - مگر یہہ تینوں مجھ میں نہیں ہیں
ادوہوت بولا کہ اس قول کو سنت معتبر تسلیم نہیں کر سکتے - کپل نے جوابدیا کہ سچ ہے سنت اس قول کو کیونکر
تسلیم کر سکیں اون کو اعتبار کرنے یا نہ کرنے سے کیا تعلق ہے وہ تو آتما میں مستحکم اعتقاد رکھتے ہیں اے ادوہوت
کوئی وجہہ بھی ہے کہ سنت اس قول کو کیوں غیر معتبر تصور کرتے ہیں - ادوہوت نے جوابدیا کہ تم وید مقدس
اور شاستر متبرک کو تو تسلیم کرتے ہو مگر وید مقدس کی عظمت کو تسلیم نہیں کرتے - وید مقدس کیا ہے - وہ وہ
ہے جسمیں بوئے شرک نہیں ہے - نہ میں ہوں نہ تو ہے بلکہ میں ہی واحد لاشریک ہوں وید مقدس کیا ہے جس
میں نہ ایک ہے نہ دو نہ تین نہ ورن ہے - نہ آشرم - نہ دنیا ہے - نہ عقبی - واحد قایم بالذات ہے اس وید
مقدس کے احکام کے بموجب جو کہ یہہ کہتا ہے کہ ایک ہو وہ خود ہے اور جو کہ یہہ کہتا ہے کہ میں دو ہوں
میں تب ہوں وہ بھی خود ہے کیونکہ وہ خود بخود ہے - کپل نے کہا کہ اس طول عمل سے کیا حاصل - جہاں
یکی کو گنجایش نہو وہاں یہہ لمبی چوڑی تقریر کہاں سما سکتی ہے یہہ بحث قابل تسلیم اور معتبر قرار نہیں پا سکتی

ادوہوت بولا کہ اے میرے روپ جب توہی ہے تو جو کچھ تو کہتا ہے اور جو کچھ تو سنتا ہی خود کہتا ہے اور خود سنتا
ہے وہ کہنا اور سننا شرک ہی جو پندار وجود سے عمل میں آتا ہو۔ جب پندار وجود سے برتر ہو کر سروپ میں واصل
ہوجاتا ہے تو کیوں نہ کہو اور کیوں نہ سنے کہ ماسوا نہیں ہے خود ہے کپل نے سوال کیا کہ اس صورت میں دو مراتب
قرار پائے۔ پندار وجود اور بے پنداری اب یہہ بتا کہ تو کیا ہے۔ ادوہوت بولا کہ میں وہ ہوں کہ ان دونوں کا
ظہور مجھ سے ہی مگر میں ان ہر دو سے مبرا ہوں اور مجھ میں غیریت کو راہ نہیں ہے کپل نے سوال کیا کہ سنت گفتار
سے مقید نہیں ہیں کہ اُنکے نظر باطن میں مستقیم ہے اور وہ سواچت میں نگرا ای ادوہوت تو یہہ بتا کہ تو جسم ہے یا جان
ادوہوت نے جوابدیا کہ میں جسم اور جان دونوں سے مبرا ہوں اور خود بخود ہوں۔ یہہ تفہیم کہ یہہ جسم ہے اور یہہ
جان ہے نادانی کی علامت ہے درحقیقت یہی جسم جان کا روپ ہے کیونکہ آتما پورن ہے اور اُسمیں غیر مساوات
نہیں ہے جسکی علم میں جسم وجان کی دوگانگی ہے وہ عارف نہیں ہے۔ کپل نے اعتراض کیا کہ اگر تو جسم نہیں
ہے تو یہہ بتا کہ کیا ہے۔ تو من۔ بدھ۔ چت۔ یا اہنکار کیا ہے۔ ادوہوت نے جوابدیا کہ مجھ سے کوئی شئے جدا
نہیں ہے اور یہہ ہر چہار قوتہاے مدرکہ۔ ممیّزہ۔ متخیلہ۔ وحافظہ مجھ ہی سے ظہور میں آئے ہیں کپل نے سوال
کیا کہ اہنکار کیا ہے اور چت کیا ہے ادوہوت نے جوابدیا کہ ان کا قیام میری ذات سے ہے ورنہ دراصل
کچھ نہیں ہین۔ میں ہی ہوں۔

میتھری نے سوال کیا اے پراشر تو سچ بتا کہ تو گور (مرشد) ہے یا کیا۔ پراشر نے جوابدیا کہ نہیں پیر ہوں نہ مرید
میتھری نے پوچھا کہ پھر تیرا نام پراشر ہونا کیا معنی رکھتا ہے پراشر نے جوابدیا کہ نام میں نے ہی رکھا ہی میتھری
نے سوال کیا کہ نام کا تعلق جسم سے ہے یا آتما سے پراشر جی نے فرمایا کہ جس شئے کا ظاہر کنندہ میں ہوں اُوس
کا روپ کیا ہو سکتا ہے۔

اب ادوہوت کی حکایت سُن۔ اب ادوہوت نے کپل مُنی سے سوال کیا کہ تو یہہ بتا کہ تو کون ہے۔ کپل
نے جوابدیا کہ میں کیا بتاؤں سب تو ہی ہے ادوہوت نے کہا کہ میں کون ہوں کپل نے بیانکیا کہ تو وہی
ہے جو میں ہوں۔ ادوہوت نے پوچھا کہ جہاں میں اور تو نہیں ہیں وہاں کیا ہے۔ کپل بولا کہ وہاں میں
ہی میں ہوں۔ ادوہوت نے کہا کہ میرے کلام کی راحت اُسی کو میسر ہوتی ہے جو سدھانتی یعنی کامل ہی
کپل نے سوال کیا کہ تو کون ہے ادوہوت نے جوابدیا کہ جب تو ہی تو ہے تو پوچھتا کس سے ہے اور اگر
پوچھتا ہے تو ناداں ہے۔ کپل نے کہا کہ مجھ میں دانائی نہیں ہی اُسکا ظہور مجھ سے ہے خاموشی اور گفتار دونوں

کا ظہور مجھ سے ہے۔ یہہ کہہ سُنکر دونوں ہمدم ہمخیال اور ہمنظر ہو کر حالت استغراق میں وارد ہو گئے۔
اُسوقت رومرکہہ وہاں آموجود ہوا۔ کیا رومرکھ جس نے بیشمار برہما اور وشن دیکھے ہوئے تہے وہ ایسا یوگی تہا جو اشریر تھا۔ یعنی کثافت جسمانی سے بالکل پاک اور صاف تہا۔ رومرکہہ نے آکر کہا کہ دیئپ یون ہے یعنی تجلی ہی تجلی ہے میں نے دیکہا کہ سوای تجلی کے اور کچھ نہیں ہے پیدایش۔ قیام اور فنا تجلی کا جلوہ ہیں ادوہوت نے ٹوکا کہ تو نے تو دیکھ لیا ہے یہہ بتا کہ جس نے دیکہا وہ کیا ہے رومرکہہ ہنسا اور بولا۔ کہ تجلی کا ناظر تجلی ہے۔ نظر ناظر اور منظور ہر سہ تجلی ہے جو تجلی میں قایم ہے۔ اور کہتا ہے کہ تجلی سے دور افتادہ ہوں اے ادوہوت تو بتا کہ تو کیا ہے۔ ادوہوت بولا کہ میں وہی ہوں جو تو ہے۔ رومرکھ نے کہا کہ میں تجلی ہوں اور تجلی سے میرا ظہور ہے اور کوئی شئے تجلی سے سوا نہیں ہے۔ ادوہوت نے اعتراض کیا کہ تجھ میں ابتدا اور انتہا کی گنجایش نہیں ہے تو آفرنیش اور فنا سے برتر ہے۔ رومرکھ نے جوابدیا کہ آفرنیش اور فنا۔ ازل اور ابد میرے پندار سے ہے میں مطلق ہوں یہہ مجھے مقید نہیں کر سکتے۔ ادوہوت بولا کہ ایک آتما ہے اور خاموش ہو گیا۔ سب نظر بباطن ہو کر حالت استغراق میں وارد ہو گئے اور ایسے سکوت اور خاموشی میں پڑ گئے کہ گویا پرم آنند ہو گئے۔ جب پھر ہوش میں آئے تو بولے کہ ہم آتما ہیں ادوہوت بولا کہ تم سب نیست ہو ایک میں ہی ہوں۔ کپل نے کہا کہ اگر تو ایک ہے تو ہم سب بہی ہیں اگر تو نیست ہے تو ہم سب بہی نیست ہیں۔ وحدت و کثرت متضادہ الفاظ ہیں جب یک نہوگا بسیار بہی نہوگا ادوہوت بولا کہ مجھ میں نہ یک ہے نہ بسیار میں ہی ہوں۔ کپل نے کہا کہ تو جو یہہ کہتا ہے کہ میں نہ یکی ہوں نہ دوگانگی نہ تثلیث پہر تو بتا کہ تو کس مراتب میں وارد ہے ادوہوت نے جوابدیا کہ جملہ مراتب یک دو دو سہ سب مجھ ہی سے قایم ہیں۔
اُسوقت سبت رکہی وہاں آگئے اُنکا وارد ہونا بنظر ست سنگ تہا کہ ست سنگ سے آتم سوکھ حاصل ہوتا ہے۔ سبت رکہی بولے کہ سری کشن کا بچن پرمارتھ ہے کہ جس کسی کو گیان حاصل ہوا ہے بہکتی سے حاصل ہوا ہے شری بھگوان فرماتا ہے کہ بہکتی کو سب پر فوق ہے جو صدق دل سے میری یاد کرتا ہے وہ میرا روپ ہو جاتا ہے۔ ادوہوت نے کہا کہ شری کشن کا بہکت کثافت پندار میں آشفتہ رہتا ہے کہ وہ اپنے آپ کو عبد اور سری کشن کو معبود تسلیم کئے ہوتا ہے۔ اس لئے وہ اپنے سروپ سے محروم ہے۔ کہ خود بخود ہے جو میری یاد کرتا ہے وہ دراصل میرا روپ بے وہم ہو جاتا ہے سبت رکھ بولے کہ تیرا وجود ہی کیا ہے کہ تو سری کشن کی ہمسری کر سکے۔ ادوہوت نے جوابدیا کہ اگر میرا وجود بے بود ہے تو سری کشن کا وجود

کہاں رہتا ہے۔ ادوہوت نے روم رکھ سے سوال کیا کہ تونے توبہت سی لبشن دیکھی ہیں۔ کسی کا بہی وجود قایم
رہا ہے اگر وجود ظاہری پر نظر کیجاوے تو یہہ ناپائیدار ہے۔ مگر در اصل میری بہگتی بہتر ہے کہ میں سوروپ
اور پورن یعنی قایم بالذات اور کامل ہوں ستہ رکھ بولے کہ جنبک ویراگ نکرے گیان نصیب ہونا مشکل
ہے۔ ادوہوت نے کہا کہ ویراگ یہی ہے کہ میں نہیں ہوں سب شری لبشن ہے ستھ رکھ بولے کہ ہم سب
نہیں ہیں سری لبشن ہے۔ مگر جب ہم نہیں تو ویراگ کس نے کیا۔ ادوہوت نے جوابدیا کہ جنبک پندار
جسد فاعلیت سی منسوب ہو شری بہگوان نہیں ہے جب فاعلیت کا پندار معدوم ہے شری بہگوان ہیں
ستھ رکھ بولے کہ ہم نہیں ہیں تباؤ کہ ہم کیا ہیں۔ ادوہوت نے جوابدیا کہ وچار کرو جب سب سری لبشن
ہے توتم کیا ہوئے ستھ رکھ بولے کہ شری لبشن قادر مطلق ہے۔ ہم قادر مطلق کہاں سے ہوگئے۔ ادوہوت نے
جوابدیا جب تم ہو تو ایشور کہاں رہگیا ستھ رکھ بولے کہ شبر نہیں اور آتما ہے آتما ہی ایشور ہے۔ ادوہوت نے کہا
کہ وید مقدس نے ایشور کا روپ صاف صاف بیان کیا ہے مگر آتما کا روپ کسی نے بیان نہیں کیا۔ تم جو
آتما کو ایشور قرار دیتے ہو دیکھ کر قرار دیتے ہو یا بلا دیکھے ایشور کا نام رکھ لیا ہے۔ ستھ رکھ بولے کہ عقل سے
آتما کو ایشور قرار دیا گیا ہے۔ ادوہوت نے سوال کیا کہ عقل کا روپ تم نے دیکھا ہے کیا ہے۔ ستھ رکھ
بولے کہ سنت کہتے ہیں کہ عقل کا کوئی روپ نہیں ہے۔ اسکا روپ محض گفتنی ہے اور یقین ہوجانا یعنی نسچی
اسکا روپ ہے۔ ادوہوت نے سوال کیا کہ نسچی خود بخود ہوجاتی ہے یا آتما کرتی ہے اگر نسچی آتما سے
ہوتی ہے اور خود بخود نہیں ہوتی تو عقل علیم قرار نہیں پاتی اور جب عقل علیم نہیں وہ بذات خود قایم نہیں
ہے اور جو قیاس عقل دوڑاتی ہے وہ ہی قایم نہیں ہوسکتا۔ بہلا یہہ تو تباؤ کہ تم کیا ہو۔ ایشور ہو یا
اوس کے علاوہ اور کچھ ہو۔ جب قیاسِ عقل اور عقل ناپائیدار ہے تو ایشور ناپائیدار ہوجاتا ہے ستھ رکھ
بولے کہ ہم سب ہم ہیں اور یہہ بد وگیان یعنی عرفان سے برقرار ہے۔ ادوہوت بولا ایس وہم کو دور کرو
اور بے وہم ہو کر کہو کہ ہم برہم ہیں سنتوں کی صحبت کا یہی حاصل ہے۔ اسوقت راجہ لب کشا
ہوا کہ میں بہی میں ہی ہوں۔ ادوہوت نے سوال کیا کہ اگر میں ہی ہوں تو کیا ہوں۔ راجہ نے جواب
دیا کہ تیرا روپ یہی ہے کہ میں ہوں۔ یہہ راحت گفتار نہیں آسکتی عقل کا فعل جہاں ہوتا ہے ہاں
تفاوت ہے جہاں تفاوت نہیں وہاں عقل درماندہ ہے وہاں سرور محض ہے۔ اسی اثنا میں ایک
سنیاسیوں کی جماعت جو کم از کم چودہ ہزار کس تہے وہاں آگئے اور کہنے لگے کہ سب میں پورن ہے

ادوہوت بولا کہ اے سدّہوسپ کہاں ہے میں ہوں سدہوں نے جوابدیا کہ ادوہوت نہیں ہے ہم ہیں۔
ادوہوت نے کہا کہ تم ہو تو خندہ کرو۔ سدّہوں نے جوابدیا کہ ہم میں نہ خندہ ہے نہ گریہ ادوہوت نے کہا
کہ معلوم ہوتا ہے کہ خندہ اور گریہ کچھ شئے جدا ہے جو تم میں نہیں ہے۔ تم سدھ نہیں ہو۔ ایسی مجلس میں تمہارا
آنا لا حاصل ہے۔ کہو کہ خندہ و گریہ ہم میں ہے ہم سے جدا نہیں ہے سدہوں نے جوابدیا کہ ہم تو نیست
ہیں تو ہست ہوگا تو خندہ کر۔ ادوہوت نے کہا کہ نہ میں ہوں نہ تم خندہ کرتا ہوں۔ اسی حالت خندہ میں
ایک مدت گذر گئی۔ پھر ادوہوت بولا کہ اب گریہ کرو۔ سدہوں نے جوابدیا کہ جاہلوں کی طرح بیہودہ
گفتگو عبث ہے۔ ادوہوت بولا کہ ادہو تو نکا گیان تو ایسا ہی ہوا کرتا ہے اب تم بتاؤ کہ تمہارا گیان کیا
ہے۔ سدھ بولے کہ ہمارا گیان وہ ہے جسمیں سخن جائز نہیں ہے۔ ادوہوت نے کہا پس بہتر ہے کہ خاموش
ہو جاؤ سدہوں کی جماعت میں سے کمار نامی سدھ نے آغاز کیا کہ جب میں یوگ کرتا ہوں اپنے سروپ
کو عیاں دیکھتا ہوں وہ کیسا سندر سروپ ہے کہ بیان سے باہر ہے۔ ادوہوت نے کہا کہ تمہارا گیان
وہ ہے جسمیں سخن جائز نہیں ہے اب تم کہتے ہو کہ یوگ ہے یوگ گفتار میں آجاتا ہے۔ اور دوییت بہاؤ یعنی
دوئی ہو کر کہتا ہے کہ خوب ہے۔ کوئی چتر بھوج دھیان کہتا ہے۔ کوئی سون مینا کہتا ہے پس سب گفتار
میں آجاتا ہے اور یوگ سخن ہو جاتا ہے۔ تو ابھی طفل ہیچداں ہے ست سنگ کرنا واجب ہو۔ کہ شرک کی
کثافت سے پاک ہو جاویگا۔ کمار سدھ نے جوابدیا کہ گیان سے حاصل ہی کیا ہوتا ہے محض گفتار اور بحث ہمینی ہے
اس یوگ کی بدولت مجھوہ قدرت حاصل ہے کہ جان کو ایک جسم نکالکر دوسرے جسم میں ڈال سکتا ہوں۔ ادوہوت
نے کہا کہ اے نادان تجھے شرم نہیں آتی کہ سنتوں کی مجلس میں تو ایسے کلمات زبان سے نکالتا ہے گیان میں وہ
قدرت ہے کہ اس جسم کو بھی ترک نہ کرے اور سب میں پورن اور کامل رہے۔ کمار بولا کہ اگر میں چاہوں
تو یوگ کی طاقت سے آسمان میں پرواز کرنے لگوں ادوہوت نے جوابدیا کہ اگر آکاس مجھ سے جدا ہو تو میں
پرواز کروں جب آکاس مجھ میں موجود ہے تو پرواز کیسی۔ کمار بولا کہ انسان جتنی سوانس لیتا ہے اس میں
ذراسی بھی راحت حاصل نہیں ہوتی۔ یوگی دم دم میں امرت پیتا ہے اور سوہم سہاد ہوں جاپ کرتا ہے
اور عین سرور ہو جاتا ہے ادوہوت نے جوابدیا کہ ایسی گیانی کو جو نفس اور پران سے سرور ذات کی تمنا
رکھتا ہے شرم آنی چاہیئے جس نفس اور پران کے وسیلے سے یوگی آتما کا آنند ڈھونڈتے ہیں وہ جڑھ
یعنی مادی ہے اور گیانی اُس کو باطل اور بیمار جانتے ہیں اس لئے گیانی اپنے آپ میں مگن رہتے ہیں

پران میں کیا راحت ہوسکتی ہے۔ اپنی سروپ سی محروم رہنا اور پران کی وسیلت سے رستگاری چاہنا خود شناسی
کی منزل سے بہت دور ہے جبکہ گیان کی ابتدا میں عناصر خمسہ باطل تصدیق ہو گئے تو ایک عنصر باد کس شمار اور
قطار میں ہے۔ ذرا سمجھو یوگ کو کیٹی مارگ یعنی طریقت مورچگاں کہتے ہیں اور گیان کو بہنگم مارگ یعنی پرواز عنقا کی
طریقت تفاوت دیکھ لو۔ اب اس جماعت میں سے پدم نامی سدھ نے سخن آغاز کیا کہ کس کی طاقت اور مجال ہے کہ طریقت
یوگ کو باطل قرار دیسکے یوگ سوتھ سدھ یعنی خود بخود ہے یوگ سب میں پیوستہ موجود ہے۔ گیان یوگ کو کہتے ہیں
نہ گیان ہے نہ یوگ سب یوگ ہی ہے اودہوت خاموش ہو گیا۔ راجہ بولا کہ اے سدھ جھوٹ کیوں بولتا ہے بھلا
کہاں گیان اور کہاں یوگ گیان وہ ہے جسمیں نہ وصل ہے نہ فصل۔ پدم نے جوابدیا کہ ابھی تجھے سروپ حاصل نہیں ہوا ہے
راجہ بولا کہ یوگ کرنے سے ہوتا ہے اگر یوگ خود بخود ہے تو اُس کا روپ کیا ہے پدم سدھ نے جوابدیا کہ اول تم یہہ
بتاؤ کہ آتما کا روپ کیا ہے جب آتما کا روپ نہیں ہے تو یوگ کا روپ کہاں سے آجاوے کہ وہی یوگ ہے اور وہی
آتما کوئی غیر نہیں ہے راجہ نے اعتراض کیا کہ کسی شاستر نے یہہ نہیں تسلیم کیا ہے کہ یوگ خود بخود ہے۔ سدھ نے جوابدیا
کہ یوگ سویم پرکاش یعنی بذات خود روشن اور قایم ہے یوگ سے سروپ حاصل ہوتا ہے۔ کپل نے بحث کی کہ اگر یوگ سے
سروپ حاصل ہوتا ہے تو یوگ نہوا سروپ ہوا جب سروپ ہے تو یوگ سے مطلب ہی کیا رہا۔ کمار سدھ نے جوابدیا
کہ یوگ سے ہمہ یوگ ہو جاتا ہے۔ کپل نے پھر اعتراض کیا کہ یوگ کرتا کون ہے۔ کمار نے جوابدیا کہ یوگ کا کرتا یوگ ہے
کپل خاموش ہو گیا۔ اب مکند نے سخن آغاز کیا کہ آتما کے دریافت کی طریقتیں بہت سی ہیں کوئی گیان سے آتما
کو پاتا ہے کوئی ترک پندار سے کوئی ترک فعل سے کوئی بھکتی کوئی ویراگ اور کوئی یوگ سے۔ پس یہہ سب
طریقت سادہن (مشغولی) کہلاتی ہے۔ کیا جبتک یوگ نہ کرے گیان حاصل نہیں ہوسکتا کمار ہنسا اور
سوال کرنے لگا کہ گیان کیا ہے محض گفتار یا یقین راسخ۔ مکند نے جوابدیا کہ گیان گفتار نہیں ہے نشچے یعنی
یقین کامل ہے کمار بولا اسی حق الیقین کو یوگ کہتے ہیں۔ یقین اُسوقت ہوتا ہے جب خود ہو جاوے
اور یوگ خود بخود ہے اور حق الیقین۔ مکند خاموش ہو گیا۔ اب رومرکھ نے سلسلہ کلام شروع کیا اور کہنے لگا
کہ اے کمار جب میں کرنے کی خواہش کرتا ہوں تب یوگ ہوتا ہے میں یوگ اور بھوگ دونوں سے نہارا
ہوں۔ کمار نے جوابدیا کہ یوگ اور بھوگ دونوں یوگ ہی ہے۔ رومرکھ مسکرایا اور بولا کہ یوگ وہی
ہے نا جس سے تمام اعضائے اندرونی پر نظر پڑ جاتی ہے۔ یہہ درست ہے مگر اس سے نظر سروپ پہ نہیں پڑتی
کمار نے جوابدیا کہ یوگ وہاں ہے جہاں روپ نہیں ہے اسیوجہہ سے یوگ اروپ (غیر متشکل) اور سویم پرکاش

بذات خود روشن ہے روم رکھ خاموش ہوگیا۔ اب ستھ رکھ بولے کہ یوگ کا کمال کیا ہے شری بشن کا جان لینا جب
شری بشن کو جان لیتا ہے تو مکت ہوجاتا ہے یوگ کہاں رہتا ہو۔ کمار نے جوابدیا کہ تم کہتے تو یہہ ہو کہ ہم بہکت
ہیں مگر یہہ نہیں جانتے کہ بہکتی کیا ہے بہکتی اس کو کہتے ہیں کہ شیو سے پریم اتنا بڑھ جائے کہ اوسیں لو لگجائے۔ یہی یوگ
ہے ستھ رکھ خاموش ہوگئے۔ راجہ نے بحث شروع کی کہ تم پد جزویت تک یوگ ہے۔ تت پد کلیت میں یوگ
کہاں ہے جب جزو سے کل ہوگیا یوگ کہاں رہا ایشور قادر مطلق بذات خود قایم اور روشن ہے جسکی نظر اس بلندی
پر قایم ہے اُسکو یوگ سے کیا مطلب رہا کمار نے سوال کیا کہ ایشور کا دہرم یعنی خاصہ طبعی کیا ہے۔ راجہ نے جوابدیا
کہ اُسکا دہرم لاانتہائی ہے جسمیں تعینات کا ظہور قیام اور فنا ہیں کمار نے کہا کہ اس صورت میں یوگ برقرار
رہا کہ فعل فاعل میں محو ہوگیا۔ راجہ نے پہر سوال کیا کہ اَس پد۔ منزل توحید میں یوگ کہاں ہے۔ کمار نے جوابدیا
کہ سرور جب ہی حاصل ہوتا ہے جب زبان اور دل ایک ہوجاتے ہیں یعنی جبتک قال حال نہو جاوے کیف
میسر نہیں ہوسکتا۔ قال کے حال ہوجانیکو یوگ کہتے ہیں۔ راجہ خاموش ہوگیا۔ اس کلام کے بعد سب حاضرین
محویت میں مستغرق ہوگئے۔ آخرکار ادوہوت نے کہا کہ جب برہم ہے تو ماسوا کیا ہے جو اُسمیں داخل ہو۔
یہہ سنکر کمار خاموش ہوگیا۔ ادوہوت نے کہا کہ تجہے شرم نہ آئی کہ سنتوں کی صحبت میں آکر بحث کرتا ہے۔ اگر
اب بہی اور کوئی وہم باقی ہے تو اُسکو رفع کرلے کمار نے جوابدیا کہ اے ادوہوت میں کیا کہوں تو میرا روپ
ہے جو کچھ تو کہہ رہا ہے میں ہی کہہ رہا ہوں۔ ادوہوت بولا کہ من و تو نہیں ہے میں ہی ہوں۔ یعنی احدیت
ہے۔ کمار خموش ہوگیا سدھ بولے کہ سخن جائز نہیں ہے کہ گفتار شرک ہے۔ ادوہوت نے جوابدیا کہ مجھ میں
نہ گفتار ہے نہ خموشی۔ تمام گفتار میری ہی ہے۔ سدہوں نے سوال کیا کہ تو ہے کیا۔ ادوہوت نے جوابدیا کہ
میں وہی ہوں جو تم ہو۔ سدھ بولے کہ تجہے یہہ قدرت حاصل ہے کہ تمام عالم کون و مکاں میں پورن ہو جاوے
ادوہوت نے جوابدیا کہ مجھ میں نہ پورن ہے نہ اپورن۔ نہ پُر ہے نہ خالی نہ کمال ہے نہ نقص۔ میں جملہ صفات
متضادہ سے مبرا ہوں۔ سادھ خاموش ہوگئے ادوہوت بولا کہ خاموش کیوں ہوتے ہو یہہ سب جلوہ
تمہارا ہی ہے کپل من نے اعتراض کیا کہ مجھ میں صفات متضادہ گفتار اور خاموشی نہیں ہیں۔ ادوہوت
نے جوابدیا کہ اس صورت میں تین مراتب قرار پاتے ہیں۔ تو۔ تجھ میں اور کوئی چیز جو خارج ہے احدیت یعنی
برہم میں کوئی مراتب نہیں ہیں یہہ سنکر کپل خاموش ہوگیا۔ ادوہوت لب کشا ہوا کہ میں سروپ
پریار نہ نت ہوں یعنی حقیقت حال ہوں روم رکھ نے اعتراض کیا کہ یہہ سرور گیان سے حاصل نہیں ہوسکتا

یہہ کیف اسوجہہ سے حاصل ہے کہ خود عین سرور ہی۔ اور عین ظہور ہونے کی وجہہ سے اسکا ظہور ہورہا ہی۔ ادوہوت
نے جوابدیا کہ گیان اور ظہور دونوں سے مبرا ہوں۔ اور میں ہی ہوں علم حجاب ہی اور ظہور شرک۔ راجہ نے
اعتراض کیا کہ تجھے شرم نہیں آتی کہ گیان اور ظہور کو حجاب اور شرک جانتا ہے۔ ادوہوت نے جوابدیا کہ شرم
جب آوی جب مغائرت ہو۔ جب علم وظہور مغائر نہیں تو پردہ کس کا اور شرم کس سے۔ راجہ نے سوال کیا
کہ وہ روپ کیا ہے جہاں علم وظہور کی مغائرت نہیں ہے ادوہوت نے جوابدیا کہ وہاں نہ روپ ہی نہ اروپ
نہ مکاں ہے نہ لامکاں نہ نشان ہے نہ بے نشان کیف حال ہے۔ پس تسلیم کر کہ سب ادوہوت ہی ہی سبنے
باتفاق تسلیم کیا کہ سب ادوہوت ہے اس صورت میں احدیت قایم ہوئی متیری نے کہا کہ اے پراشر ان
سنتوں کے سوا اس صحبت میں اور بہی کوئی سنت تہا کہ نہیں۔ پراشر نے کہا کہ جب ایک سنت کے قول پر
تیرا اعتقاد نہیں جمتا تو اور سنتوں کے قول سے تجہے کیا حاصل ہو سکتا ہے تجہی گیان حاصل نہیں ہوا اور میرا
اس قدر کہنا تیرے حق میں رائگان ہوا۔ متیری نے جوابدیا کہ مجھ میں یقین کہاں ہے تونے میرا روپ دیکہا ہی
تباکہ یقین کیسے لاؤں۔ پراشر بولا کہ ڈرتا کیوں ہے اگر تو ہی ہے تو یقین بہی تیرا ہی روپ ہی متیری
نے کہا کہ یقین کیسے کروں نہ مجھ میں پیری ہی نہ مریدی ہے نہ روپ ہے نہ اروپ پراشر نے جوابدیا کہ یہی یقین کر
کہ میں روپ ہوں۔ متیری بولا مجھ میں یقین کرنا نقص پیدا کرتا ہے ایسی بات بتاؤ جس میں نقص پیدا نہو
پراشر بولا کہ جو نقص سے بری ہے وہ صورت یہہ ہے کہ میں ہی ہوں۔ متیری بولا کہ جب میں ہی ہوں تو
کہنے سے کیا حاصل اور نہ کہنے سے کیا نقصان۔ پراشر نے جوابدیا کہ جب آپکو برہم جان لیا تو پرم سوکھ
انتہائے سرور حاصل ہو جاتا ہے اسوجہہ سے یقین کرلے مجھ میں نہ روپ ہے نہ اروپ متیری نے کہا کہ
میں کروں کیا۔ پراشر بولا کہ اپنے سوا کچھ نہ جان۔ متیری نے کہا کہ اس سے کیا حاصل ہوگا۔ پراشر نے
کہا کہ بے پیروں کے سی گفتگو مناسب نہیں ہے۔ متیری نے جوابدیا کہ مجھ میں نہ پیری ہے نہ مریدی میں
ہی ہوں۔ پراشر نے کہا کہ اسی یقین پر جارہنا مناسب ہی خواہ جسم رہے یا نہ رہے۔

متیری بولا کہ جب میں ہی ہوں تو کون ہے جو مجھی آسیب پہونچا سکے۔ پراشر نے کہا کہ تجھی آفرین ہے
اسی اعتقاد کو مستحکم کرلے کہ یہہ راحت حیط بیان سے باہر ہے۔ متیری نے جوابدیا کہ وہ مرید نہیں ہے
جو پیر کے ارشاد سے پندار خودی سے نہ گذر جائے۔ مرید وہی ہے کہ مرشد کی تلقین سے زنگ دوی کو
آئینہ دل سے پاک اور صاف کرڈالے اور جو کچھ اُس کی زبان سے نکلے اُس کو آبحیات کی مانند نوش جان

کرتا رہے پراشر نے کہا ای میتری یقین کرلے کہ سب میرا ہی روپ ہی۔ میتری نے جوابدیا کہ اگر میں ہوں تو یہہ سخن جائز نہیں رہتا۔ پراشر نے کہا کہ ای میتری ایسا کہنا مناسب نہیں ہے جس طریقت سے کہ تجہی یہہ عرفان اور سرور حاصل ہوا ہے اس وسیلت کا ترک کرنا مناسب نہیں ہے۔ میتری نے جوابدیا کہ ترک تو تب کروں جب مجہے سے علیحدہ ہو اب مجہی برہم ستر یعنی راز سربستہ عارفاں سنائیے۔ کہ اُس صحبت میں جو یہہ سب سنت جمع ہوئی تہے کیا گفتگو اور بحث ہوئی۔ پراشر بولا کہ اُنکی بحث سننے سی تجہے کیا حاصل ہوگا جب تونے اپنے آپ کو نجانا میتری بولا کہ یہہ بات تم سے سنکر مجہی حیرت ہوتی ہے جانوں میں تو میں جب جبکہ کہ میرا سوائے کوئی دوسرا ہو۔ مجہ میں خود و بیگانہ نہیں ہے۔ پراشر بولا کہ اے میتری ڈرتا کیوں ہے اگر خود و بیگانہ تجہ میں نہیں ہے تو تجہ سی ظہور پذیر ہے۔ فسانہ توحید سُن۔ میتری بولا کہ مجہ میں نہ گفتن ہی نہ شنیدن مگر سنتا ہوں۔ فسانہ توحید سناؤ۔ پراشر بولا کہ یہہ نہ کہہ بلکہ یہہ کہہ کہ گفتن اور شنیدن مجہی میں ہے مجہ سے غیر نہیں ہے۔ اور فسانہ توحید سن۔ سدہوں نے آغاز کیا کہ یہہ جو کچھ دیکہنے اور سننے میں آتا ہے یوگ ہی۔ کپل نے کہا کہ یوگ اور بہوگ دونوں مجہ میں نہیں ہیں سدہ بولے پس گیان بہی تجہ میں نہیں ہے کیونکہ یہی اگیان ہے کہ عرفان کو اچہا اور یوگ کو بُرا جانتا ہے رومرکھ بولا کہ کپل سے ایہی بوی شرک آتی ہے کہ گیان کو اچہا سمجہتا ہے اور یہہ شرک ہی۔ کپل نے جوابدیا کہ میں شرک سی مبرا ہوں کہ مجہ میں اخذ ہے نہ ترک۔ سدہ اور رومرکھ خاموش ہوگئے۔

راجہ نے سوال کیا کہ جسکو سروپ پانے کی خواہش ہو وہ کیا کرے اُدوہوت نے جوابدیا کہ ہر دو وچار وہ ہستی کو نیستی سے جدا کرے۔ راجہ نے پہر سوال کیا کہ نت کیا ہے اور انت کیا ہے یعنی حق کیا ہے اور باطل کیا اُدوہوت نے جوابدیا کہ ہستی پندار جسد ہے و نیستی حق مطلق۔ جو اگیانی ہے ہستی میں مستغرق ہوجاتا ہی اور جو دانا ہے وہ حق مطلق میں پیوست ہوتا ہے مجہ میں نہ ہستی ہے نہ نیستی نہ نادانی نہ دانائی۔ راجہ نے پہر سوال کیا کہ تو کون ہے۔ اُدوہوت بولا کہ تونے ابہی تک مجہی نہیں جانا جو یہہ سوال کرتا ہے۔ راجہ نے کہا کہ مجہ میں دانستن نقص ہے کہ عقل نہیں ہے۔ ابتدائی وچار میں عقل معدوم ہوجاتی ہے۔ میرا مقام وہ ہے جہاں عقل نہیں ہے۔ ای اُدوہوت تو بتا کہ تجہ میں کیا ہے۔ اُدوہوت نے جوابدیا کہ مجہ میں یک و بسیار نہیں ہی۔ راجہ نے کہا کہ میرا روپ وہ ہے کہ جسمیں نہ تو ہے نہ یک ہی نہ بسیار۔ پس کیا کہوں۔ راجہ کہنے لگا کہ اے اُدوہوت جو کہ جگہ مراتب سی گذر جاتا ہے وہ مُردہ گت مراتب کو پہونچ جاتا ہے وہ سبیل کیا ہے جس سی مُردہ گت مراتب فنا پذیر ہو۔ اُدوہوت نے جوابدیا کہ ای راجہ وچار کر کہ اُدشنگہ کہاں ہے۔ راجہ نے کہا کہ اُدشنگہ وہ منزل ہے

جہاں یکت ویسیار اور تو نہیں ہے۔ ادوہوت نے جوابدیا کہ مجھ میں مُردہ گت (اوشیکھہ) ہونیکا نپدار نہیں ہے۔ مجھ میں
اوشیکھہ نہیں ہے۔ راجہ نے کہا کہ ایسا کوئی نہیں ہے جسمیں نپدار جسم اور حجاب علم نہو۔ ادوہوت بولا وہ میں ہوں
راجہ نے جوابدیا کہ پس تو اوشیکھہ ہوا کہ بے نپدار اور بے حجاب اوشیکھہ ہے۔ کپل نے کہا کہ حجاب علمی ہے اور آخرکار
فنا ہے راجہ نے کہا کہ اے نادان تجھے ابھی اتنی تمیز نہیں ہے کہ نپدار کا فنا اوشیکھہ سے ہوتا ہے۔ کپل نے جوابدیا کہ
اوشیکھ گفتار ہے۔ راجہ نے کہا کہ پھر خاموشی کیا ہے۔ کپل نے کہا کہ خاموشی عین سرور ہے۔ جہاں اوشیکھہ نہیں
ہے۔ راجہ نے جوابدیا کہ اے کپل معلوم ہوگیا کہ تیرے والد نے تجھے اسیوجہہ سے گیان نہیں دیا کہ تیری عقل میں
فتور تھا۔ ای نادان جہاں گفتار اور خاموشی نہیں ہے وہ اوشیکھ ہے۔ کپل خاموش ہوگیا۔ ردم رکھ بولا کہ
اوشیکھہ کس پد سے ہے یعنی برہم سے اوشیکھ ہونیکا علم برقرار ہے۔ راجہ نے جوابدیا کہ برہم ہونیکا علم اوشیکھ سے
قایم ہوتا ہے جس علم سے یہہ جانا جاتا ہے کہ برہم ہے اوسی کو اوشیکھہ کہتے ہیں کپل نے سوال کیا کہ اوشیکھ کی
تعریف کیا ہے۔ راجہ نے جوابدیا کہ اوشیکھ اوس کو کہتے ہیں جس سے جملہ مراتب ظہور پاتے ہیں اور فنا ہوجاتے
ہیں اور وہ برقرار رہتا ہے کپل نے کہا کہ میں جملہ مراتب حادوث وقادم سے برکراں ہو مجھ میں اوشیکھ کہاں
ہے راجہ نے جوابدیا کہ جو جملہ مراتب سے آزاد ہے وہی اوشیکھ ہے۔ ادوہوت نے کہا کہ جہاں میں ہوں وہاں
اوشیکھ نہیں ہے راجہ نے جوابدیا کہ اوشیکھ تجھی کو کہتے ہیں۔ ادوہوت خاموش ہوگیا۔ ردم رکھ نے کہا جاگرت
سپن سشوپتی اور تریا یعنی ہر چہار عالم ناسوت ملکوت جبروت اور لاہوت سے اوشیکھ کا قیام ہے۔ میں تریااتیت
یعنی عالم لاہوت سے بالاتر عالم ہاہوت میں ہوں وہاں اوشیکھ کہاں ہے۔ راجہ نے جوابدیا کہ اوشیکھ وہی ہے
کہ سوای اُس کے اور کوئی مراتب نہیں ہے پس جو تریااتیت ہے وہ اوشیکھ ہے۔ ست رکھ بولے کہ جسمیں نہ
برہما ہے نہ بشن ہے نہ مہیش اُس میں اوشیکھ کہاں ہے۔ راجہ نے جوابدیا کہ وہی اوشیکھ ہے۔ ست رکھ بولے
کہ بھکتی (یعنی عشق و فنا) میں اوشیکھ کہاں ہے۔ راجہ نے جواب دیا کہ اوشیکھ کے سوائے بھکتی نہیں ہے۔
سدہوں نے سوال کیا کہ اوشیکھ ہونا کس سے ہے۔ راجہ نے جوابدیا کہ اوشیکھ سے اوشیکھ ہوتا ہے سدھ بولے کہ
کہ یوگ میں اوشیکھ کہاں ہے راجہ نے جوابدیا کہ اگر اوشیکھ نہو تو یوگ کون کرے۔ سدھ بولے جب یوگ
تکمیل کو پہونچیگا تب اوشیکھ کہاں رہا۔ راجہ نے جوابدیا کہ یوگ کی تکمیل اوشیکھ کے واصل ہو جانے سے
ہوتی ہے۔

یہمانسا شاستر۔ اُسوقت جیمنی رشی آگئے اور بولے کہ جب کرم ہے اوشیکھ کہاں ہے۔ راجہ نے جوابدیا کہ کرم سے

اوشیکھ ہو جاتا ہے جیمنی خاموش ہو گئے۔

ویسی شک شاستر۔ کنادرشی آگئے اور بولے کہ اوشیکھ کال سے ہوتا ہے۔ راجہ نے سوال کیا کہ کال سے پہلے بہی کچھ تہا کنادرشی نے جواب دیا کہ کال سے پہلے بہی کال ہی تہا۔ راجہ نے کہا کہ کال اوشیکھ ہو گیا یقین کرلے کہ کال اوشیکھ ہے کوئی اندیشہ کا مقام نہیں ہے کنادرشی خاموش ہو گئے۔

نیائی شاستر۔ گوتم رشی اُسوقت آموجود ہوئے اور بولے کہ جو کچھ کرتا ہے ایشور کرتا ہے۔ ایشور میں اوشیکھ کہاں ہے۔ راجہ نے دریافت کیا کہ ایشور سے کیا مراد ہے۔ گوتم نے جواب دیا کہ ایشور وہ ہے جو فعل کا فاعل ہے راجہ بولا کہ بس اوشیکھ ہو گیا کہ سب کچھ اوشیکھ سے ہوتا ہے۔ گوتم نے کہا کہ تیرا کلام خلاف ادب اور دور از مقام ہے تجھے سزا دینی واجب ہوئی۔ راجہ نے جواب دیا کہ اوشیکھ کے سوا دوسرا کون ہے کہ سزا دیسکے۔ اوشیکھ سویم پرکاش بذات خود روشن اور برقرار ہے باقی پرپرکاش بذات دیگرے قایم ہے۔ گوتم نے کہا کہ جبتک اوشیکھ دور نہو راحت اور سروپ کا حصول مشکل ہے راجہ بولا کہ جب میں ہی ہوں تو راحت سے کیا مدعا۔ گوتم نے کہا کہ میرا پایہ اوشیکھ سے بالا ہے۔ راجہ نے جواب دیا کہ جس کا پایہ اوشیکھ سے بالا ہے وہی واستوک ہے۔ گوتم خاموش ہو گیا۔

یوگ شاستر۔ یاگنہ ولک آموجود ہوئے اور بولے کہ اے راجہ تو کون ہے۔ راجہ نے جواب دیا کہ میں اوشیکھ ہوں۔ یاگنہ ولک نے سوال کیا کہ ابہید یعنی لاشریک میں اوشیکھ کہاں ہے راجہ نے جواب دیا کہ جو تجواہش تمام عالم ظاہر میں جلوہ گر ہو رہا ہے جب نظر بباطن ہوتا ہے شبد مقدس سوہم سوہم دہون ندا کرتا ہے۔ پس اوشیکھ ہوا۔ یاگنہ ولک نے کہا کہ جبتک جملہ اعضا میں اُسکو جلوہ گر نہ دیکھ لے سرور حاصل نہیں ہوتا۔ راجہ نے جواب دیا کہ وہ جو دیکھتا ہے اور سرور ہوتا ہے وہی اوشیکھ ہے جبکہ جسم انسانی اندر حال بمنزلہ ایک شعبدہ کے ہے اُس کے اعضاء کو دیکھنے سے کیا حاصل ہو سکتا ہے جب میرے علم الیقین میں عناصر خمسہ جنسے جسم انسانی مرتب ہوا ہے باطل ہیں تو اندام اور اعضاء بہی جو اُن عناصر سے ترتیب پائی ہیں باطل ہیں۔ زیادہ سے زیادہ یوگ کی تقویت سے یہہ حاصل ہو سکتا ہے کہ وہم دوار میں جا پہونچتا ہے جسکی بنیاد بیمدار سے وہ عمارت کیسے پائدار ہو سکتی ہے۔ راحت اُسوقت تک نصیب نہیں ہوتی جبتک کہ جسم اپنے سے جدا نہ تسلیم کیا جاوے یاگنہ ولک نے جواب دیا کہ جسکو تمنائے دیدار ایشور ہے اُسکو لازمی طور پر یوگ کرنا ہوتا ہے۔ راجہ بولا کہ جب وصل ہے تو فصل کہاں ہے جب میں ہی ہوں تو یوگ سے کیا مدعا۔ یاگنہ ولک نے اعتراض کیا کہ جب تو ہی ہے تو گیان کیوں کرتا ہے۔ راجہ نے جواب دیا کہ یوگ کی صورت اور ہے اور گیان کی صورت اور

گیان ذاتی نور سے ظہور رکھتا ہے یوگ ساوہن ہے۔ یوگ کے لئے یہہ ضروری ہے کہ یوگی کم کہاوے کم بولے کم سووے اور کم چلے پہرے جسکی ابتدا ان تکالیف پر مبنی ہے اُس کا انجام کیا راحت رساں ہو سکتا ہے گیان کی فضیلت یہہ ہے کہ کہاتے بولتے سوتے چلتے پہرتے ہر حال میں خود بخود ہے۔ مگر ای یاگنہ ولک اوشیکھ وہ ہے جسمیں نہ گیان ہے نہ یوگ یاگنہ ولک خاموش ہوگیا۔

سانکھ شاستر۔ کپل مہا منی بولے کہ جبتک بدروی وچار تمیز حق و باطل نہو جاوے آتم سوکھ حاصل نہیں ہو سکتا راجہ نے جوابدیا کہ جو حق و باطل کا امتیاز کرتا ہے وہی اوشیکھ ہے۔ کپل من خاموش ہوگیا۔

ویدانت شاستر۔ شری ویدویاس تشریف لائے اور فرمایا کہ اگر میں ہوں تو حق و باطل کیا اور امتیاز کیا۔ جب میں ہوں تو اوشیکھ کہاں ہے کہ سوای میرے کچھ نہیں ہے۔ راجہ نے جوابدیا کہ جہاں نہ ویدویاس ہے نہ راجہ وہاں میں ہوں اُسکو نمسکار ہے ویدویاس نے فرمایا کہ جہاں میں اور تو اور اوشیکھ نہیں ہے وہ میں ہوں راجہ نے جوابدیا کہ جہاں یہہ ہر سہ معدوم ہیں وہی اوشیکھ ہے ویدویاس نے فرمایا کہ معدوم شئے کا نام قرار دینا لاحاصل ہے۔ راجہ نے جوابدیا کہ اُسکا نام کیسے نہ لوں جس سے ماسوا معدوم ہوتی ہی وہی اوشیکھ ہے۔ ویدویاس نے فرمایا کہ مجھ میں نہ وشیکھ ہے نہ اوشیکھ۔ راجہ نے جوابدیا کہ پس آپ اوشیکھ ہیں سنت مت۔ سب سنت حیران رہگئے کہ ویدویاس سے فوق تر کوئی عارف نہیں ہی۔ وہ بہی اوشیکھ کو دور نہ کرسکا۔

ادوہوت بولا کہ جو کچھ کلام میں آتا ہے وہ اوشیکھ ہے الا جہاں انسان کی عقل کی رسائی نہیں ہے وہ میرا روپ ہے راجہ نے جوابدیا کہ وہ اوشیکھ ہے ادوہوت خاموش ہوگیا۔

پراشرجی نے میتری سے کہا کہ اے میتری میں بہی وہاں جا پہونچا کیا دیکھتا ہوں کہ میرا روپ ہی۔ میں نے کہا کہ اے راجہ جو کچھ تو کہتا ہے بجا ہے مگر جس سے یہہ اوشیکھ برقرار ہی اوسپر تو نظر ڈال راجہ نے جوابدیا کہ اوشیکھ ہے۔ ای میتری کیا بتاؤں کہ اوشیکھ میں راجہ کا نشچی کیسا پختہ ہوگیا تہا بہلا اُسکو کون ہٹا سکتا تہا راجہ بولا کہ اے سنتوں سب شاستروں میں سے اوشیکھ کو فضیلت دو۔ ادوہوت بولا کہ اگر شاستر بجائے خود کوئی چیز ہیں تو اُن میں اوشیکھ کو جگہہ ملجا ویگی۔ مجھ میں کچھ نہیں اوشیکھ کو کہاں رکھوں راجہ خاموش ہوگیا ای میتری وہ راجہ تو تہوڑی عرصہ میں ست سنگھ کی بدولت سروپ میں واصل ہوگیا۔ اور میں نے تجھے ہزار طرح سے تلقین کی مگر تیرے دل میں کوئی اثر پیدا نہوا۔ ای عزیز وقت کو غنیمت جان اور اپنی حقیقت

حال سے واقف ہو جا کہ اس کے سوا سب ہیچ ہے۔

شعر

جہان وکار جہاں جملہ ہیچ در ہیچ است
ہزار بار من این نکتہ کردہ ام تحقیق

خلاصہ باب پنجم

فسانہ توحید کا یہہ باب نہایت دلچسپ ہی اور عقدہ ہائی سربستہ کو بڑی آسانی اور خوش اسلوبی سے واشگاف کیا گیا ہے فہم عامہ میں جو نکات اور دقایق بادی النظر میں مالاینحل معلوم ہوتے ہیں اُن کو علم عرفان سے آسان کردیا گیا ہے البتہ خوض اور توجہ درکار ہے

تلقین ششم

اس کا آغاز گج اور ہربہپت کی بحث سے ہوا ہے۔ اور حل طلب مسئلہ قرار دیا گیا ہے "کہ میں کون ہوں اور کیا ہوں" اسکا انکشاف بروئے عرفان کیا گیا ہے کہ میں وہ ہوں کہ تمام عالم کون ومکان میری نور سے منور ہو رہا ہی میں تخم لافانی ہوں اور سب میں مخفی طور پر مساوی صورت میں ساری ہو رہا ہوں۔ مجھے چیتن سویم پرکاش (یعنی حی بذات خود قایم اور روشن کہتے ہیں۔ ست چانند ادویتی میرا روپ ہے۔ اس امر کی تصدیق شری برہماجی کے قول سے کرائی گئی ہے جن سے ہر چہار وید مقدس کا ظہور ہوا ہے۔ پرندوں کی حکایت استعارہ ہی۔ اور اس پیرایہ میں مختلف علم وعمل کی صورتیں ظاہر کر کے اون کی اصلی مراتب دکہلائی گئے ہیں اور آخرکار جملہ مراتب کی یکتائی ثابت کردی گئی ہے۔ سارہ سوت کا اشارہ اصول نیائی شاستر کی جانب ہی۔ جو جیو جگت اور پرمانوں کو مسلم مانتا ہے۔ تصدیق کرایا گیا ہے کہ نیرنگی عالم فناپذیر ہے۔ اور باطل۔ جیو حق مطلق ہے اور باقی اور اُس سے عالم کا ظہور ہے۔ گروڑ کا اشارہ میمانسا شاستر کی جانب ہی جو کرم کو مسلّم مانتا ہے۔ تصدیق کرایا گیا ہے کرم سے اگر یہہ ہو جاتا ہے۔ کرم اور اکر یہہ دو نہیں ہیں ایک ہی چیتن آتما ہی جو تمام عالم میں ساری ہی۔

گیان ذاتی نور سے ظہور رکھتا ہے یوگ سادہن ہے۔ یوگ کے لئے یہہ ضروری ہے کہ یوگی کم کہاوے
کم بولے کم سووے اور کم چلے پہرے جسکی ابتدا ان تکالیف پر مبنی ہے اُس کا انجام کیا راحت رساں ہوسکتا
ہے گیان کی فضیلت یہہ ہے کہ کہاتے بولتے سوتے چلتے پہرتے ہر حال میں خود بخود ہے۔ مگر ای یاگنہ ولک
اوشیکھ وہ ہے جسمیں نہ گیان ہے نہ یوگ یاگنہ ولک خاموش ہوگیا۔

سانکھ شاستر۔ کپل مہامنی بولے کہ جبتک بروی وچار تمیز حق وباطل نہوجاوی آتم سوکھ حاصل نہیں ہوسکتا
راجہ نے جوابدیا کہ جو حق وباطل کا امتیاز کرتا ہے وہی اوشیکھ ہے کپل من خاموش ہوگیا۔

ویدانت شاستر۔ شری ویدویاس تشریف لائے اور فرمایا کہ اگر میں ہوں تو حق وباطل کیا اور امتیاز
کیا۔ جب میں ہوں تو اوشیکھ کہاں ہے کہ سوای میرے کچھ نہیں ہے۔ راجہ نے جوابدیا کہ جہاں نہ ویدویاس ہے
نہ راجہ وہاں میں ہوں اُسکو نمسکار ہے ویدویاس نے فرمایا کہ جہاں میں اور تو اور اوشیکھ نہیں ہے وہ
میں ہوں راجہ نے جوابدیا کہ جہاں یہہ ہرسہ معدوم ہیں وہی اوشیکھ ہے ویدویاس نے فرمایا کہ معدوم
شئے کا نام قرار دینا لاحاصل ہے۔ راجہ نے جوابدیا کہ اُسکا نام کیسے نہ لوں جس سے ماسوا معدوم ہوتی ہی
وہی اوشیکھ ہے۔ ویدویاس نے فرمایا کہ مجھ میں نہ وشیکھ ہے نہ اوشیکھ۔ راجہ نے جوابدیا کہ بس آپ اوشیکھ ہیں

سنت مت۔ سب سنت حیران رہگئے کہ ویدویاس سے فوق تر کوئی عارف نہیں ہی۔ وہ بہی اوشیکھ
کو دور نہ کرسکا۔

ادوہوت بولا کہ جو کچھ کلام میں آتا ہے وہ اوشیکھ ہے الاجہاں انسان کی عقل کی رسائی نہیں ہے وہ میرا
روپ ہے راجہ نے جوابدیا کہ وہ اوشیکھ ہے ادوہوت خاموش ہوگیا۔

پراشرجی نے میتری سے کہا کہ اے میتری میں بہی وہاں جا پہونچا کیا دیکھتا ہوں کہ میرا روپ ہی۔ میں نے
کہا کہ اے راجہ جو کچھ تو کہتا ہے بجا ہے مگر جس سے یہہ اوشیکھ برقرار ہی اوسپر تو نظر ڈال راجہ نے جوابدیا کہ اوشیکھ
ہے۔ ای میتری کیا بتاؤں کہ اوشیکھ میں راجہ کا نشچی کیسا پختہ ہوگیا تہا بہلا اُسکو کون ہٹا سکتا تہا راجہ
بولا کہ اے سنتوں سب شاستروں میں سے اوشیکھ کو فضیلت دو۔ ادوہوت بولا کہ اگر شاستر بجائی خود
کوئی چیز ہیں تو اُن میں اوشیکھ کو جگہہ ملجاویگی۔ مجھ میں کچھ نہیں اوشیکھ کو کہاں رکہوں راجہ خاموش ہوگیا
ای میتری وہ راجہ تو تہوڑی عرصہ میں ست سنگھ کی بدولت سروپ میں واصل ہوگیا۔ اور میں نے تجھو
ہزار طرح سے تلقین کی مگر تیرے دل میں کوئی اثر پیدا نہوا۔ ای عزیز وقت کو غنیمت جان اور اپنی حقیقت

حال سے واقف ہو جا کہ اس کے سوا سب ہیچ ہے۔

شعر

جہان و کار جہاں جملہ ہیچ در ہیچ است
ہزار بار من این نکتہ کردہ ام تحقیق

خلاصہ باب پنجم

فسانہ توحید کا یہہ باب نہایت دلچسپ ہی اور عقدہ ہائی سربستہ کو بڑی آسانی اور خوش اسلوبی سے واشگاف کیا گیا ہے فہم عامہ میں جو نکات اور دقایق بادی النظر میں مالاینحل معلوم ہوتے ہیں اُن کو علم عرفان سے آسان کر دیا گیا ہے البتہ غوض اور توجہ درکار ہے

تلقین ششم

اس کا آغاز گج اور برہسپت کی بحث سے ہوا ہے۔ اور حل طلب مسئلہ قرار دیا گیا ہے کہ میں کون ہوں اور کیا ہوں" اسکا انکشاف بروئے عرفان کیا گیا ہے کہ میں وہ ہوں کہ تمام عالم کون و مکان میری نور سے منور ہو رہا ہی میں تخم لافانی ہوں اور سب میں مخفی طور پر مساوی صورت میں ساری ہو رہا ہوں۔ مجھی چیتن سویم پرکاش (یعنی حی بذات خود قایم اور روشن کہتے ہیں ست چانند ادویتی میرا روپ ہے۔ اس امر کی تصدیق شری برہماجی کے قول سے کرائی گئی ہے جن سے ہر چہار وید مقدس کا ظہور ہوا ہے۔ پرندوں کی حکایت استعارہ ہی۔ اور اس پیرایہ میں مختلف علم و عمل کی صورتیں ظاہر کر کے اون کی اصلی مراتب دکھلائی گئے ہیں اور آخر کار جملہ مراتب کی یکتائی ثابت کر دی گئی ہے۔ سارہ سوت کا اشارہ اصول نیائی شاستر کی جانب ہی۔ جو جیو جگت اور پرمانوں کو مسلم مانتا ہے۔ تصدیق کرایا گیا ہے کہ نیرنگی عالم فنا پذیر ہے۔ اور باطل۔ جیو حق مطلق ہے اور باقی اور اُس سے عالم کا ظہور ہے۔ گروڑ کا اشارہ میمانسا شاستر کی جانب ہی جو کرم کو مسلّم مانتا ہے۔ تصدیق کرایا گیا ہے کرم سے اگر یہہ ہو جاتا ہے۔ کرم اور اکر یہہ دو نہیں ہیں ایک ہی چیتن آتما ہی جو تمام عالم میں ساری ہی۔

کاکہ بہشنڈ کا استعارہ بھگتی مارگ یعنی طریقت عشق وفنا کا مصداق ہے۔ تصدیق کرایا گیا ہے کہ پندار خودی کے ساتھ جو بھگتی عمل میں آتی ہے وہ بھیدبھگتی کہلاتی ہے اور خواہش رنج و کلفت اور وہم مرگ اس سے رفع نہیں ہو سکتی۔ البتہ جو بھگتی بے پندار کیجاتی ہے وہ ابھید کہلاتی ہے اور چونکہ خواہش درمیان میں نہیں ہوتی باعث راحت اور سرور کا ہوتی ہے اور وہم مرگ سے مخلصی ہو جاتی ہے کہ طالب مطلوب میں فنا ہو جاتا ہے۔

ہنس کا اشارہ ادھیاتم ودیا کی جانب ہے" برہم آسمی "۔ علم خود شناسی سے تصدیق ہو جاتا ہے کہ ادھیاتم برہم ہے۔ جزو کل ہی۔ اور خود بصورت جزو کل جلوہ فرما ہو رہا ہے۔

موریا طاؤس۔ استعارہ ہے پرنو ساون پر تو اونکا روپ ہے جسمیں تثلیث بصورت علم عالم اور معلوم موجود ہے ان ہر سہ صفات میں کل عالم جکڑا ہوا ہے اور انہیں کا ظہور ہے۔ یہہ ہر سہ گن پرکرتے کا روپ ورلا فانی کا جلوہ ہیں

کلنگ۔ استعارہ ہے علم ویدانت یعنی علم توحید کا۔ تصدیق کرتا ہے کہ سرور خالص علم عالم معلوم یعنی صفت سہ گانہ سے بزتر ہے۔ اور ہر عالم میں سوائے ذات واحد کے اور کچھ نہیں ہے یہہ ہر سہ صفات اوس ذات کا جلوہ ہیں۔

چکوا۔ اشارہ ہے سانکھ شاستر پر۔ تصدیق کرتا ہے کہ ذات اور صفات ہیں۔ پرش اور پرکرتی صفات بذاتخود باطل ہی اور پرش حق ہے پرکرتی عکس پرش کا ہی۔ جو اہنکار کے آئینہ میں نظر آتا ہے جسوقت پردہ پندار اٹھجاتا ہے صفات معدوم ہو جاتی ہیں اور ذات خالص باقی رہجاتی ہے جو عین سرور ہے۔

کوکلا۔ اشارہ برہم ودیا کی جانب ہے یوگ کی طریقت اور پرانایام کی فضیلت تصدیق کراتا ہی اور ثابت کرتا ہے نفس پران اور چیت او رچیتن ایک ہی ہے۔ یقین کی فضیلت تسلیم ہوئی ہے کہ جھوٹ کو سچ کر دکھاتا ہی اور باطل حق ہو جاتا ہے۔

چل کور کتنا۔ اشارہ ہی ویشی شک شاستر پر۔ کہ جو کچھ ہوتا ہے سو بہاو ک ہوتا ہے۔ ذات بحت کی امر کُن فیکون سے عالم کا ظہور ہو گیا یہہ آتما کا سوبہاؤ ہے کہ وہ اپنی قدرت کاملہ (اچھا) سے جملہ کائنات کو ظہور دیتا ہے۔ قایم رکھتا ہے اور فنا کرتا ہے۔ قادر مطلق اپنی قدرت میں جلوہ آرا ہو رہا ہے۔ صاحبان نکتہ رس ان پرندوں کی باہمی تبادلہ خیالات اور قیل و قال سے نکتہ حاصل کر سکتے ہیں۔ اپنے اپنے نقطہ خیال کی پیروی ہر ایک نے کس خوبی کے ساتھ کی ہے اور نبھائی ہے۔ اُن کے خاموش ہو جانیکے معنی یہہ ہیں کہ اُن کے نقطہ خیال کی تصدیق ہو گئی۔

راجہ بہرت کی حکایت اس امر کی توضیح میں بیان ہوئی ہے کہ جو حجاب خودی سے عریاں ہو گیا وہ رستگار ہو گیا۔ اور وہم فنا سے خلاص راجہ زادہ کی حکایت اس امر کی تصدیق میں ہے کہ بیخواہش اور بےنفس اور بے پندار ہو جانا علیم یعنی علم کا مصدر ہو جاتا ہے۔

تلقین ہفتم

اس تلقین میں تصدیق کرایا گیا ہے کہ ترک پندار سے راحت سرمدی حاصل ہو جاتی ہے۔ اس ضمن میں کاکہبنڈ اور اودوہوت کی گفتگو سے ثابت کیا گیا ہے کہ جسقدر افعال پندار خودی سے اور خواہش سے سرزد ہوتے ہیں وہ قید ہیں اور اختیاری ہیں اور اونکی پاداش نیک وبد ہوتی ہے اور اُن کا نتیجہ غم و فکر ہے الا جو افعال بے پندار و بے خواہش سرزد ہوتے ہیں وہ رستگاری ہیں اور جبریہ یعنی جبر قدرت سے اُن کا ظہور ہوتا ہے وہ پاداش سے مبرا ہیں اور اُن کا ثمر راحت و اطمینان ہے اسی اصول کو ہرشش فلسفہ کی رو سے ثابت کر دیا گیا ہے۔

راجہ پشکر دیپ کی حکایت سے تصدیق کرایا گیا ہے کہ ویراگ اعلیٰ طریقت ہے۔ اس طریقت سے یقین جلد پختہ ہو جاتا ہے۔ انانیت ترک ہو جاتی ہے اور دیدار ذات میسر ہوتا ہے۔ بیخواہشی کی فضیلت بڑی تسلیم کی گئی ہے اور دکھایا گیا ہے کہ جب راجہ نے بیخواہش اور بے پندار ہو کر برہم یگیہ کی اچھائی تو اودوہوت دتاتری اور پراشر جو اُس کے سروپ ہیں فی الفور آ گئے کہ سنت سروپ ہیں اور ہر جگہہ موجود ہیں۔ یکند۔ روم رکھہ۔ کمار۔ پدم اور چھیوں شاستروں کے کرتا اور جماعت ستھ رکھ اور سدھوں کی موجود ہو گئی اس برہم یگیہ کا مدعا قضیہ و قضایا رہنما مدعا یہ تھا کہ نرنی ہو اور نشچی اور آتم انند پراپت ہو۔ اس صحبت سنتان میں جو بال کی کھال کھینچی گئی ہے اور جو جو راز بستہ حقیقت اور معرفت کے منکشف ہوئے ہیں اُن کا لطف کل گفتگو کو توجہ کے ساتھ پڑھنے اور غور کرتے جانے میں آتا ہے۔ جو خطرات و سوسات شکوک اور توہمات قلب انسانی میں فطرتاً و عادتاً پیدا ہوتی رہتی ہیں اون کو کس لطافت اور آسانی سے رفع کیا گیا ہے اہل مذاق اور اہل دل اُس کو دیکھہ کر اندازہ کر سکتے ہیں۔ صاحبان نکتہ رس کے لئے وہ لطف مخصوص ہے تمام و کمال مطالعہ سے قلب میں حیرت اور کیفیت پیدا ہو جاتی ہے اور غم دنیا و فکر عقبیٰ خاطر سے محو ہو جاتے ہیں جیو اور برہم کی یکتائی عیاں نظر آتی ہے اور بسبٹ مہارشی کی تلقین ہمالگ کن کہ درد

کردن نباشد،، ،،کرت اکرت،، کے معنی کی پوری طور پر تصدیق ہو جاتی ہے۔

رباعی

نے غم ز امید و فارغ از یاس و ہراس ۔۔۔ اینست عبادت فقیران بشناس

از خود رستند و با حقیقت بستند ۔۔۔ نے خطرہ و نے تفرقہ و نے وسواس

مداکھہ نامی راجہ رکھب دیو کی خدمت میں حاضر ہوا اور سوال کیا کہ اے بزرگ کوئی ایسی سبیل بتاؤ جس سے دریائے عالم سے عبور کر جاؤں۔ رکھب دیو نے جواب دیا کہ اے راجہ دریا میں پانی ہوتا ہے اور پانی سے عبور کرنے کے لئے کشتی ہوتی ہے۔ مجھے تو عالم کے دریا کا پانی نظر نہیں آتا کہ تجھے کشتی تیار کر کے دیدوں اور تو پار اوتر جائے پراشر جی نے میتری سے فرمایا کہ مداکھہ کی بھی وہی کیفیت تھی جو تیری ہے۔ رکھب دیو نے مداکھہ کو برسوں سمجھایا مگر اسکی سمجھ میں خاک نہ آیا جیسا کہ میں نے تجھے بہت سمجھایا مگر تجھ میں گیان کا ذرا سا بھی اثر نہوا اور نہ اپنی حقیقت تجھپر آشکار ہوئی۔ کیا کروں کہ میں عقل کل نہیں ہوں محدود عقل رکھتا ہوں۔ واقعی یہہ ہے کہ جبتک کوئی خود منصف نہیں ہوتا کچھ کشود کار نہیں ہوتی۔ اس لئے بشسٹ مہارشی نے شری رامچندر جی کو سمجھایا تھا کہ اگر کوئی شخص کیچڑ میں گر پڑا ہو تو اسکو ہاتھ پکڑ کر اوٹھا سکتے ہیں مگر جسکا چت اچھا سے دور افتادہ ہو گیا ہو اسکو کھینچ کر کیسے لایا جاوے لازم یہہ ہے کہ اپنے معاملہ میں خود غور اور انصاف کرے۔

ایک روز مداکھہ ایک عرصہ کے بعد رکھب دیو کے پاس آیا اور کہنے لگا کہ رات کو میں نے خواب میں دیکھا کہ میں مرگیا ہوں اور جمدوت مجھے پکڑ کر لیچلا ہے کہ دھرمراج کے روبرو حاضر کرے۔ چنانچہ جمدوت دھرمراج کے سامنے لیگیا۔ دھرمراج نے پوچھا کہ تونے کیا کمائی کی ہے بتا تو کون ہے میں نے جواب دیا کہ میں اپنی حقیقت سے بیخبر ہوں۔ دھرمراج نے کہا کہ اسکو سزا دینی واجب آتی ہے اے بزرگ چونکہ تیری صحبت کا فیضان میرے شامل حال تھا فوراً میری زبان سے نکلا کہ میں جسم نہیں ہوں میں چیتن ہوں بفور اسکے دھرمراج خاموش ہو گیا جب میری آنکھ کھلی تو دیکھا کہ نہ دھرمراج ہے نہ جمدوت ایک خیال تھا جو خواب میں صورت پکڑ گیا تھا۔

رکھب دیو نے کہا کہ اے راجہ آنکھ کھلنے پر جسطرح تجھے یقین ہو گیا کہ جو خواب تونے دیکھا تھا وہم ہے اسیطرح جب خواب غفلت سے بیدار ہوگا تو دیکھے گا کہ یہہ عالم بیداری جسکو نام و روپ یقین کیے ہوئے ایک بود بے بود ہی

ایساہی وہم ہے جسکی کچھ ہستی نہیں ہے۔ مداکھہ نے کہا اے مہاتما یہہ تو تم نے یوگیوں کی مت کو قرار دیا۔ یوگی
خواب سے بیدار رہا کرتے ہیں مجھے معلوم نہیں مگر یوگی ایسا کہا کرتے ہیں۔ رکھب دیو نے فرمایا کہ افسوس ہے تیرے
شعور پر میں کس معنی میں کہتا ہوں اور تو کس معنی میں سمجھتا ہے۔ اے نادان لوگ پد کو مادمن کہتے ہیں۔ میں نے یہہ
کب کہا تہا کہ شب بیدار رہا کر میرا کہنا تو یہہ ہے کہ خواب غفلت سی بیدار ہو جا۔ حیرت تو یہی ہے کہ وید مقدس اور
شاستر متبرک کچھ کہتی ہیں اور لوگ اُس کی معنی اپنی ظاہر پرستی سے کچھ سمجھتے ہیں۔ جبھی تو انانیت سی آزاد نہیں
ہوتے۔ ای راجہ تو عرفان کی شمشیر کہ سب حق ہے ہاتھ میں لیکر مادمن کے پہندی کو جو جان کی گردن میں پڑا ہوا ہے
قطع کر ڈال کہ وہم مرگ سی مخلصی ملے ورنہ یہہ وہم مرگ تجہی تکلیف دیگا۔ حق و باطل کی تمیز تجھے اُسوقت حاصل ہو گی
جب ویراگ کی کنجی تیرے ہاتھ لگ جائیگی۔ ویراگ کیا ہے۔ ویراگ یہہ ہے کہ حق مطلق یعنی پرماتما کے سوائے
دوسرا کوئی نہیں ہے نہوگا۔ راجہ نے سوال کیا کہ ایسے لوگونکی شناخت کیا ہے جنکی چشم حقیقت کہل گئی ہے
رکھب دیو نے جواب دیا کہ ایسے لوگوں کو تو ان آنکھوں سے نہیں دیکھ سکتا جبتک کہ تیرا دیدہ دل روشن نہو جائے
جو بے پندار ہو چکے ہیں اور نام و روپ سے گذر چکے ہیں اون کی نگاہ میں گہر اور جنگل برابر ہے اگر اپنی قسمت سے
لحاف اور چارپائی نصیب ہو جائے تو خوش نہیں ہوتے اور اگر خارزار میں گذر ہو جائے تو ناخوش نہیں ہیں کہ
اُنکی نظر میں غیر کوئی نہیں ہے۔ جبتک کہ پندار خودی برقرار ہے آسائش نہیں ہو سکتی۔ مداکھہ نے کہا کہ ترک پندار ابہی
سے ہوتا ہے کہ میں اتیت ہو جاؤں۔ رکھب دیو نے جواب دیا کہ اتیت ہونا ترک پندار کی صورت نہیں ہے۔
اس سے پندار نابود نہیں ہوتا۔ اتیت ہونے کو استہول تیاگ یعنی ترک کثیف کہتے ہیں یہہ ترک عالم ظاہری
ہے۔ مدعا یہہ ہی سوکشم تیاگ یعنی ترک قلبی ہو کہ یہی پندار لطیف آواگون کا باعث ہی ترک بالقلب کرنا چاہئیے
راجہ نے سوال کیا کہ مجھی معلوم نہیں کہ استہول کسکو کہتے ہیں اور سوکشم کیا ہے۔ براہ مہربانی مجھے بتائیے رکھب دیو
نے جواب دیا کہ گرہست کے دہرموں سے کنارہ کش ہونا اور اتیت کے دہرموں کو اختیار کرنا استہول تیاگ
کہلاتا ہے مگر جب اتیت ہو گیا اب یہہ فکر دامنگیر ہوئی کہ کیا کروں اور کہاں جاؤں اور کسکو یاد کروں۔
بہوک لگے گی تو کس سے مانگونگا۔

ای مداکھہ استہول تیاگ تو بہت آسان ہے مگر سوکشم تیاگ بہت دشوار ہے یہ سوکشم اہنکار کی ترک کیلئے بعضے
جپ کرتے ہیں بعضے گوپہا میں بیٹھتے ہیں بعضی یوگ ابہیاس کرتے ہیں مگر سوکشم اہنکار فنا نہیں ہوتا۔ وجہ
یہہ کہ اُسکے فنا کرنے کی طریقت سے ناواقف ہیں جب کسی مرشد کی خدمت میں جاتے ہیں اور سوال کرتے ہیں

کہ سوکشم اہنکار کے ترک کی کیا سبیل ہے تو وہ کہدیتا ہے کہ تیرتھ جاترا کرو اہنکار معدوم ہو جائیگا۔ مگر اے
راجہ یہہ سمجھ لے کہ جو تیرتھ جاترا کرتے ہیں لوگوں کی حالت دیکھکر اُنکی عقل کا عکس دل پر پڑ جاتا ہے اور اُن کا
قلب زیادہ مضطر ہو جاتا ہے اور یہہ بات دل میں پیدا ہو جاتی ہے کہ میرے برابر کوئی بھی نہیں بجای اسکو
کہ سوکشم اہنکار معدوم ہو اُسمیں زیادتی ہو جاتی ہے اور عقل میں زوال آجاتا ہے اور جب عقل کا زوال
ہوا تو یہہ تصور کرنے لگتا ہے کہ اگر کسی کو کہدوں کہ مرجا تو وہ مرجاتا ہے اور اگر کسی کو کہدوں کہ جی اُٹھ تو وہ
زندہ ہو جاتا ہے میں صاحب کمال ہو گیا ہوں جب قلب میں کہ یہہ وہم تمکن ہو جاتا ہے وہ دریافت اصل
حقیقت سے کہ توحید معبود ہی کو سوں دور ہو جاتا ہے۔ شری گوبند کے بھجن سے دور ماندہ رہتا ہے۔ ای مداکھ
شری گوبند کا بھجن دو قسم کا ہوتا ہے ایک قسم وہ ہے کہ جسمیں غرض شامل رہتی ہے اور اُسکو سکام بھجن کہتے
ہیں۔ ایسا بھجن کرنے والا اس غرض سے بھجن کرتا ہے کہ اُسکے صلہ میں بہشت اور اُسکی لذات میسر ہونگی۔ ایسا
طالب شری گوبند کے سروپ سے تو محروم رہتا ہے مگر جو اُسکی اچھا ہوتی ہے پورن ہو جاتی ہے اور لذات
بہشتی سے کامیاب ہوتا ہے۔ دوسری قسم کا بھجن نشکام یعنی بغیر غرض کہلاتا ہے۔ ایسے بھجن میں کوئی صلہ کی
خواہش نہیں ہوتی اور بھجن کو فرض سمجھکر ادا کیا جاتا ہے اور تسلیم یہہ ہوتی ہے کہ سب وہی ہے اُس کی سوا
دوسری کوئی شئے نہیں ہے جسکی تمنا کیجاوے۔ جو لوگ اس قسم دویم کا بھجن نشکام کرتے ہیں وہ بلاشک گوبند
روپ ہو جاتے ہیں۔ مداکھہ نے رکھب دیو سے سوال کیا کہ اے مرشد کامل اب مجھے بتاؤ کہ سوکشم اہنکار یعنی
پندار بالقلب کو کسطرح ترک کروں۔ رکھب دیو نے جواب دیا کہ اے راجہ تیری مجال کیا ہے کہ سوکشم اہنکار ترک
کرے۔ شری برہما جی کے پرا ان مریچی سے لیکر سوکشم اہنکار کی ترک کی تمنا کرتے رہے ہیں اور میسر نہیں ہو سکا
تو کس شمار میں ہے۔ اس عالم کون و مکاں میں کون ہے کہ یہہ کہہ سکے کہ میں پندار قلبی سے مبرا ہو گیا ہوں
جو کوئی یہہ کہتا ہے کہ جپ یا تپ سے پندار قلب نابود ہو جاتا ہے۔ غلط کہتا ہے" ایشور اور گورو" یعنی قادر
اور مرشد کی بھی یہہ قدرت نہیں ہے کہ پندار قلب سے کسیکو چھوڑا سکے دس دس ہزار برس تک لوگوں نے
تپ اور ریاضت کی ہے مگر سوکشم اہنکار ترک نکر سکے۔ سوکشم ایک بحر عمیق ہے جسمیں بہت سے سالک غرق ہو چکے ہیں
جسکی چت میں سوکشم اہنکار موجود ہے اور جو اُسپر یہہ کہتا ہے کہ میں برہم ہوں ایسا انسان گردن زدنی
ہے کہ وہ کہتا تو ہے مگر اُسکو سوکھ حاصل نہیں ہے۔ مداکھ نے سوال کیا کہ اے مرشد آپ کہتے ہیں کہ سب
برہم ہے پس اگر یہہ قول درست تسلیم کیا جاوے تو اہنکار کہاں رہا۔ جب ذات دریا صرف آب ہے

ایسا ہی وہم ہے جسکی کچھ ہستی نہیں ہے۔ مداکھہ نے کہا اے مہاتما یہہ تو تم نے یوگیوں کی مت کو قرار دیا۔ یوگی خواب سے بیدار رہا کرتے ہیں مجھے معلوم نہیں مگر یوگی ایسا کہا کرتے ہیں۔ رکھب دیو نے فرمایا کہ افسوس ہے تیرے شعور پر میں کس معنی میں کہتا ہوں اور تو کس معنی میں سمجھتا ہے۔ اے نادان یوگ پد کو ماوں کہتے ہیں۔ میں نے یہہ کب کہا تھا کہ شب بیدار رہا کر میرا کہنا تو یہہ ہے کہ خواب غفلت سے بیدار ہو جا۔ حیرت تو یہی ہے کہ وید مقدس اور شاستر متبرک کچھ کہتے ہیں اور لوگ اُس کے معنی اپنی ظاہر پرستی سے کچھ سمجھتے ہیں۔ جبھی تو انانیت سے آزاد نہیں ہوتے۔ اے راجہ تو عرفان کی شمشیر کہ سب حق ہے ہاتھ میں لیکر ماومن کے پھندے کو جو جان کی گردن میں پڑا ہوا ہے قطع کر ڈال کہ وہم مرگ سے مخلصی ملے ورنہ یہہ وہم مرگ تجھے تکلیف دیگا۔ حق و باطل کی تمیز تجھے اُسوقت حاصل ہوگی جب ویراگ کی کنجی تیرے ہاتھ لگ جائیگی۔ ویراگ کیا ہے۔ ویراگ یہہ ہے کہ حق مطلق یعنی پرماتما کے سوائے دوسرا کوئی نہیں ہے نہ ہوگا۔ راجہ نے سوال کیا کہ ایسے لوگوں کی شناخت کیا ہے جنکی چشم حقیقت کھل گئی ہے رکھب دیو نے جواب دیا کہ ایسے لوگوں کو تو ان آنکھوں سے نہیں دیکھ سکتا جبتک کہ تیرا دیدہ دل روشن ہو جائے جو بے پندار ہو چکے ہیں اور نام و روپ کے گذر چکے ہیں اون کی نگاہ میں گھر اور جنگل برابر ہے اگر اپنی قسمت سے لحاف اور چارپائی نصیب ہو جائے تو خوش نہیں ہوتے اور اگر خار زار میں گذر ہو جائے تو ناخوش نہیں ہیں کہ انکی نظر میں غیر کوئی نہیں ہے۔ جبتک کہ پندار خودی برقرار ہے آسایش نہیں ہو سکتی۔ مداکھہ نے کہا کہ ترک پندار ہی سے ہوتا ہے کہ میں اتیت ہو جاؤں۔ رکھب دیو نے جواب دیا کہ اتیت ہونا ترک پندار کی صورت نہیں ہے۔ اس سے پندار نابود نہیں ہوتا۔ اتیت ہونے کو استھول تیاگ یعنی ترک کثیف کہتے ہیں یہہ ترک عالم ظاہری ہے۔ مدعا یہہ ہے سوکشم تیاگ یعنی ترک قلبی ہو کیونکہ پندار لطیف آواگون کا باعث ہے ترک بالقلب کرنا چاہئے راجہ نے سوال کیا کہ مجھے معلوم نہیں کہ استھول کسکو کہتے ہیں اور سوکشم کیا ہے۔ براہ مہربانی مجھے بتایئے رکھب دیو نے جواب دیا کہ گرہست کے دہرموں سے کنارہ کش ہونا اور اتیت کے دہرموں کو اختیار کرنا استھول تیاگ کہلاتا ہے مگر جب اتیت ہو گیا اب یہہ فکر دامنگیر ہوئی کہ کیا کروں اور کہاں جاؤں اور کسکو یاد کروں۔ بھوک لگے گی تو کس سے مانگونگا۔

اے مداکھہ استھول تیاگ تو بہت آسان ہے مگر سوکشم تیاگ بہت دشوار ہے سوکشم اہنکار کی ترک کیلئے بعضے جپ کرتے ہیں بعض گوپہا میں بیٹھتے ہیں بعضی یوگ ابہیاس کرتے ہیں مگر سوکشم اہنکار فنا نہیں ہوتا۔ وجہ یہہ کہ اُسکے فنا کرنے کی طریقت سے ناواقف ہیں جب کسی مرشد کی خدمت میں جاتے ہیں اور سوال کرتے ہیں

کہ سوکشم اہنکار کے ترک کی کیا سبیل ہے تو وہ کہدیتا ہے کہ تیرتھ جاترا کرو اہنکار معدوم ہو جائے گا۔ مگر اے
راجہ یہہ سمجھ لے کہ جو تیرتھ جاترا کرتے ہیں لوگوں کی حالت دیکھکر اُنکی عقل کا عکس دلپر پڑ جاتا ہو اور اُن کا
قلب زیادہ مضطر ہو جاتا ہے اور یہہ بات دل میں پیدا ہو جاتی ہے کہ میرے برابر کوئی بھی نہیں ہی بجائے اسکو
کہ سوکشم اہنکار معدوم ہو اُسمیں زیادتی ہو جاتی ہے اور عقل میں زوال آجاتا ہے اور جب عقل کا زوال
ہوا تو یہہ تصور کرنے لگتا ہے کہ اگر کسی کو کہدوں کہ مرجا تو وہ مرجاتا ہے اور اگر کسی کو کہدوں کہ جی اُٹھ تو وہ
زندہ ہو جاتا ہے میں صاحب کمال ہو گیا ہوں جب قلب میں کہ یہہ وہم تمکن ہو جاتا ہے وہ دریافت اصل
حقیقت سے کہ توحید معبود ہی کوسوں دور ہو جاتا ہے۔ شری گوبند کے بھجن سے دور ماندہ رہتا ہے۔ اے مداکھ
شری گوبند کا بھجن دو قسم کا ہوتا ہے ایک قسم وہ ہے کہ جسمیں غرض شامل رہتی ہے اور اُسکو سکام بھجن کہتے
ہیں۔ ایسا بھجن کرنے والا اس غرض سے بھجن کرتا ہے کہ اُسکے صلہ میں بہشت اور اُسکی لذات میسر ہونگی۔ ایسا
طالب شری گوبند کے سروپ سے تو محروم رہتا ہے مگر جو اُسکی اچھا ہوتی ہے پورن ہو جاتی ہے اور لذات
بہشتی سے کامیاب ہوتا ہے۔ دوسری قسم کا بھجن نشکام یعنی بیغرض کہلاتا ہے۔ ایسے بھجن میں کوئی صلہ کی
خواہش نہیں ہوتی اور بھجن کو فرض سمجھکر ادا کیا جاتا ہے اور تسلیم یہہ ہوتی ہے کہ سب وہی ہے اُس کے سوا
دوسری کوئی شئے نہیں ہے جسکی تمنا کیجاوے۔ جو لوگ اس قسم دویم کا بھجن نشکام کرتے ہیں وہ بلاشک گوبند
روپ ہو جاتے ہیں۔ مداکھ نے رکھب دیو سے سوال کیا کہ اے مرشد کامل اب مجھے بتاؤ کہ سوکشم اہنکار یعنی
پندار باالقلب کو کسطرح ترک کروں۔ رکھب دیو نے جواب دیا کہ اے راجہ تیری مجال کیا ہے کہ سوکشم اہنکار ترک
کرے۔ شری برہما جی کے پاس مریچی سے لیکر سوکشم اہنکار کی ترک کی تمنا کرتے رہے ہیں اور میسر نہیں ہو سکا
تو کس شمار میں ہے۔ اس عالم کون و مکاں میں کون ہے کہ یہہ کہہ سکے کہ میں پندار قلبی سے مبرا ہو گیا ہوں
جو کوئی یہہ کہتا ہے کہ جپ یا تپ سے پندار قلب نابود ہو جاتا ہے۔ غلط کہتا ہے" ایشور اور گور" یعنی قادر
اور مرشد کی بھی یہہ قدرت نہیں ہے کہ پندار قلب سے کسیکو چھوڑا سکے دس دس ہزار برس تک لوگوں نے
تپ اور ریاضت کی ہے مگر سوکشم اہنکار ترک نکر سکے۔ سوکشم ایک بحر عمیق ہے جسمیں بہت سے سالک غرق ہو چکے ہیں
جسکی چت میں سوکشم اہنکار موجود ہے اور جو اُسپر یہہ کہتا ہے کہ میں برہم ہوں ایسا انسان گردن زدنی
ہے کہ وہ کہتا تو ہے مگر اُسکو سوکھ حاصل نہیں ہے۔ مداکھ نے سوال کیا کہ اے مرشد آپ کہتے ہیں کہ سب
برہم ہے پس اگر یہہ قول درست تسلیم کیا جاوے تو اہنکار کہاں رہا۔ جب ذات دریا صرف آب ہے

تو موج وحباب نقوش متلون کے نام دہرنے کی کیا ضرورت ہی۔ مداکہہ کے اس کلام کو سنکر رکہب دیو بولے
کہ کیا کروں میرے پاس نیائی شاستر نہیں ہے کہ تیری زبان کو کاٹ ڈالے ای راجہ یہہ جیو سوکشم اہنکار
کا بندی آواگون کی قید میں ہی اور کہتا ہے کہ میں برہم ہوں جو وہ نہیں ہے۔ ایسے کی تقریر کے لئے نیائی
شاستر ہے۔ مداکہہ نے کہا کہ یہہ سچ ہے کہ جیو گرفتار تناسخ ہے مگر سنت ایسا کہتے ہیں کہ پورن برہم ہے
رکہب دیو نے کہا کہ تجھے سنتوں سی کیا مناسبت۔ پورن برہم وہ پرم ہنس کہتے ہیں جو سوکشم اہنکار سے
عبور کر چکے ہیں۔ پرم ہنسوں کی حالت کا اندازہ پرم ہنس ہی کر سکتے ہیں تجھے کیا دخل ہے۔ کیا کہوں تو
میرا چیلہ ہے ورنہ تجھے مار ڈالتا۔ اور اگر مجھ میں مرشد وطالب ہونیکا کوئی قلبی پندار باقی ہے تو مجھ پر حیف ہے
مداکہہ نے کہا کہ جب تجھ میں یہہ پندار نہیں ہے کہ میں گرو ہوں یا کوئی میرا شِش ہے تو میرے حق میں
دعا کر کہ میں سوکشم سے گزر جاؤں۔ رکہب دیو نے فرمایا کہ تو سوکشم اہنکار سے گذر جاویگا۔ من کے قابو میں
لانے کی تدبیر یہہ ہے کہ یقین کرلے کہ یہہ عالم ہنگامہ خواب ہے جو ہزاروں صورتو میں پیش نظر ہوتا ہے اور
جس کا اثر بیدار ہونے پر زائل ہوجاتا ہے۔ مداکہہ نے سوال کیا کہ اے بزرگ من کا روپ کیا ہے
کہ اُسکو قابو میں لاؤں۔ رکہب دیو خاموش ہوگیا کہ من کا کوئی روپ ہو تو بتاوے۔ اُسوقت
اشٹاوکر وہاں آگئے اور بولے کہ تمام برہمانڈ میں ایک آتما محیط ہے۔ جب برہم ہے تو من کہاں اور
قابو میں کرنا کیسا۔ ای مداکہہ اگر برہم ادویتی ہے تو کون ہے جو اُسکو قابو میں کر سکے۔ مداکہہ خاموش ہوگیا
رکہب دیو نے پوچھا کہ اے اشٹاوکر تو کون ہے۔ اشٹاوکر نے جوابدیا کہ میں پورن برہم ہوں۔ رکہب دیو
نے سوال کیا کہ برہم ایک ہے یا بسیار۔ اشٹاوکر نے جوابدیا کہ تیرے سوال پر ہنسی آتی ہے جب برہم ہے یک
و بسیار کیا معنی تو یہی کہہ کہ میں پورن برہم ہوں۔ رکہب دیو بولے کہ جبتک ہر پنچ عناصر کو ترک نکرے رحمت
ذات حاصل نہیں ہوسکتی۔ اشٹاوکر نے جوابدیا کہ برہم پورن کو کہتے ہیں پورن واحد غیر منقسم ہے اُسکی
جزو نہیں ہوسکتی تو نے جو پنچ حواس اور چہار انتہکرن نامزد کئے ہیں یہہ اُس میں کہاں سما سکتے ہیں
رکہب دیو نے کہا کہ جب سب وہی ہے تو حواس کا قابو کرنا بھی اُس سے ہی۔ ای اشٹاوکر۔ تیرا روپ
کیا ہے اشٹاوکر نے جوابدیا کہ میرا روپ جاگرت سپن اور سشوپتی یعنی عالم ناسوت ملکوت جبروت
سے بالاتر ہے اور رکہب دیو تیرا روپ کیا ہے۔ رکہب دیو نے جوابدیا کہ میرے روپ کا کیا پوچھنا ہے
میں تریاتیت اور عالم لاہوت سی برتر ہوں۔ اشٹاوکر بولا تو اپنے آپ کو بڑا جانتا ہے پورن واحد

ہیں سہ وچہار کہاں ہے نہ گن ہے نہ انتہہ کرن - رکہب دیو بولا کہ اے اشٹاوکر وچار کر کہ جب جہل رفع ہوگا
تب علم پیدا ہوگا سشپتی مقام غفلت ہے جب غفلت ترک ہوگی تریا میں جو ایشور روپ یعنی علم کا مرکز ہے
وارد ہوگا - بلا عبور سشپتی تریا میں وارد نہیں ہو سکتا - برہم تریا سے بہی اتیت ہے اسوجہہ سے میں نے کہا
کہ ہر چہار منازل سی برتر ہوں - اس اثنا میں دتاتری ادوہوت پسر انسویا آموجود ہوئے اور بولے کہ
میر انمسکار مجہی کو ہے اور میں دیش اور کال سی مبّرا ہوں - اشٹاوکر نے کہا کہ یہہ بتا کہ دیش اور کال پہر کس میں ہے
ادوہوت نے جواب دیا کہ میں ادویتی (لاشریک) ہوں مجہہ میں دیش اور کال کا کوئی واسطہ نہیں ہے اشٹاوکر
نے اعتراض کیا کہ تو ادویتی اوسی وقت ہو سکتا ہے جب دیش وکال کو اپنے سی جدا نہ جانے - ادوہوت نی سوال
کیا کہ تو کون ہے اشٹاوکر نے جواب دیا کہ میں برہم ہوں - ادوہوت نے اعتراض کیا کہ تو ادویتی نہیں ہے
کہ پورن اوسیوقت ہو سکتا ہے جب رہنت ہی ہو تیری بات پر ہنسی آتی ہے - جب سروپ کو جانتا ہی تو
خاموش ہو جا - اشٹاوکر نے کہا کہ بڑی مشکل ہے اگر چپ رہتا ہوں تو یہہ پندار ہے اور اگر کلام کروں تو بہی
پندار ہے یہہ بتا کہ میں کیا کروں جو بے پندار ہو جاؤں - ادوہوت بولا کہ رکہب دیو سے پوچہہ کہ اُس نی اپنے
مرید کو ایسا خوف دلایا ہے کہ ہرگز اپنے سروپ کو نہ پا سکے ای رکہب دیو میں تیرا مرید ہوتا ہوں مجہے اوپدیش
کر رکہب دیو نے جواب دیا کہ اے ادوہوت تجہہ میں یہی اگیان ہے کہ ابہی تک پیر کی خواہش تجہے چلی جاتی ہے
جب چوبیس مرشدوں کی تلقین کا اثر تجہے نہوا تو جو مجہے مرشد بنا دیگا تو کیا ہو جاویگا - ادوہوت نے سوال کیا
کہ مرشد کیا ہے اور مرید کیا یہہ جسم مردہ ہے اُسکو اوپدیش نہیں ہو سکتا - اور آتما پورن ہے - مرشد اور مرید
کہاں ہیں - صرف کہنی ماتر ہیں - ابہی تک مرشد اور مرید کے وہم سے تیرا قلب پاک نہوا نہ تیرا اگیان ابہی تک
رفع ہوا - اور اب اگر تو کہے تو جان لے کہ میں ادوہوت ہوں خود مرشد ہوں اور خود مرید اگر تو کہے تو تجہی
سمیت تیرے مرید کی خاک کر دوں - رکہب دیو نے کہا کہ اسمیں کرامات کیا ہوئی - میں بخوبی جانتا ہوں کہ جب
سوکشم اہنکار فنا ہو جاویگا خود بخود خاک ہو جاویگا - مگر اب یہہ تو بتا کہ سوکشم اہنکار کیسے فنا ہو - ادوہوت
نے جواب دیا کہ میں نے نہ وید پڑہا ہے نہ شاستر میری گفتگو قلندرانہ ہے سُن لے کہ سوکشم اہنکار اوسیوقت فنا
ہو جاتا ہے جب جان لیتا ہے کہ سب شیو ہی ہے جب اندر اور باہر سب شیو ہے تو استہول کہاں ہے
اور سوکشم کہاں - بحکم آنکہ آتش چو فنا دخشک وتر بسوزد جب پورن جان لیتا ہے دونوں اہنکار یعنی اپنا نسبت
اور پندار خاک ہو جاتے ہیں اس کے سوا جو کچہ تو جانتا ہے تو کہہ - رکہب دیو بولا کہ جب وہ ہمہ شیو ہے

اُسکو کون جان سکتا ہے۔ ادوہوت نے کہا کہ لاشریک وہی وجہ سے ہر خود کو خود جانتا ہے دوسرا کوئی
نہیں ہے جو اُسے جان سکے بشسٹ مہارشی آموجود ہوئے اور بولے کہ جس کسی کو یہہ خواہش ہو کہ عالم حادث
سے درگذروں اُسکو واجب ہے کہ یوگ کرے کہ بغیر یوگ کے رستگاری امر محال ہے۔ سالک کو لازم ہے کہ
اول آسن کو درست کرے پھر پران کو شدھ کرے۔ ادوہوت ہنس پڑا۔
اشٹاؤکر نے سوال کیا کہ سچ بتا یوگ کون کرے۔ کسواسطے کہ یوگ توجب ہی ہوتا ہے جب آسن درست
ہو اور پران شدھ ورنہ یوگ نہیں ہوتا اسکے یہہ معنی ہوئے کہ ست کے لئے یوگ نہیں ہے بشسٹ جی بولے کہ
تم ہو بچے تمکو میرے ساتھ برابری کرنی مناسب نہیں ہے۔ چونکہ تم نے یوگ نہیں کیا تمہارا دل صاف نہیں ہوا ہے
اس لئے تم میرے کلام کا مذاق اُوڑاتے ہو۔ اشٹاؤکر نے کہا کہ میں ہمیشہ یوگ میں مشغول ہوں تو پھر یوگ کیا کروں
فصل کو دور کرنے کے لئے وصل کی آرزو ہوتی ہے جب دائما وصل ہے۔ تو اب وصل میں وصل کیا کیا جاوی
یہہ بتا کہ آسن کسطرح لگاؤں اور پران کی صفائی کیسے کروں بشسٹ جی بولے کہ بلا یوگ کے یوگ میں
واصل ہونا دشوار ہے۔ ادوہوت بولا کہ میں شیو ہوں۔ تیرا تو کہنا یہہ ہے کہ آسن لگا۔ میرا کہنا یہہ ہے
کہ میں خواب دراز میں پڑتا ہوں۔ تیرا کہنا یہہ ہے کہ پران کو بند کر اور میرا کہنا یہہ کہ نفس آہستہ اور آسودہ
چلے۔ اے بوڑہے عقل کے دشمن تو ایسا یوگ کر کہ اندر اور باہر سب وہی وہ ہے تیرا یوگ باطل اور بیکار
ہے کہ تو کہتا ہے کہ عالم ظاہر سے دل اُٹھالے اور عالم باطن میں لگا میرا یوگ اکھنڈ اور حق ہے کہ ظاہر و
باطن پیدا و پنہاں شیو ہے بشسٹ نے کہا کہ جب تک اناہت کے آواز نہ سُنے حاصل کیا ہو سکتا ہے۔
ادوہوت نے جواب دیا کہ سکمنا ناڑی اوسط کو کہتے ہیں۔ رند و نیکے مذہب میں سکمنا کو سہج اوستھا مُراد کرتے
ہیں جس کسی کو سہج اوستھا حاصل ہے اُسکو سکمنا کی ضرورت ہی کیا۔ اگر تمہارا کہنا یہہ ہے لپنکا کو شگاف
دیکر یوگی امرت کے قطرہ پیتا رہتا ہے تو یہہ صاف صاف سُنلو کہ وہ قطرہ لپنکا کیا ہے اُس کیصورت
یہہ ہے کہ جب یوگی حبس دم کرتا ہے تو اُسکا جسم اندر اور باہر سے آگ کی مانند گرم ہو جاتا ہے اور
حرارت کے اجزاے دشم دوار (خانہ دہم) میں جو ریم اور خون اور مغز سے پُر ہے پہونچتے ہیں اور دماغ
پگھل پگھل کر بہتا ہے اور یوگی اُسکو آبحیات کے قطرہ سمجھکر نوش کرتا ہے کیسا نادان ہے وہ شخص
جو اس دریاے عمیق کو کہ ظاہر و باطن سب برہم ہی چھوڑتا ہے اور ایک قطرہ لپنکا پر یقین لاتا ہے۔
بشسٹ جی نے فرمایا کہ تم ہی جیسے لوگوں نے سنسار کو بہشت اور تمام عالم کو گمراہ کر رکھا ہے

ادوہوت نے جواب دیا کہ آپ سچ کہتے ہیں جو کہ سروپ میں واصل ہو جاتا ہے وہ نام وروپ کے تعینات سے
گذر جاتا ہے اور جو تعینات سی گذر گیا وہ سنسار کے نزدیک بہر شکلے ہو گیا جو تمہاری خیال میں گمراہی ہے
یوگی کو چاہیئے کیا۔ سوئی نہیں۔ آسن لگائے بھجن کرے۔ اور ہمیشہ اس پر نظر رکھے کہ سو انس کون سے
رستہ سی آتا جاتا ہے مگر وہ یہہ نہیں جانتا کہ سکار (نشان) کو (نرانکار) بے نشان میں وصل کرنا آتم گہات یعنی
آتما کے ساتھ دغا کرنی ہے جب کہ یہہ جسم جو عنصر پنجگانہ کا مرکب ہی گذاشتنی ہے جیسے کہ سانپ کی کینچلی جب
وہ گر پڑی تو ہمارا اُس سی کیا تعلق رہا۔ بششٹ نے کہا کہ پس خاموش ہو جا۔ ادوہوت بولا کہ میں سویم پرکاش
ہوں اُسوقت کپل منی وہاں آگیا اور کہنے لگا کہ یوگ وہ کرے جس کے علم میں ایشور کے سوا اور کوئی شئے ہو
بششٹ خاموش ہو گیا ادوہوت نے کہا کہ خاموشی میں بڑا لطف ہی وہ بڑی عجیب شئے ہی۔ رکہب دیو
بولا کہ خاموشی اختیار کرنا پسند اقلبی ہے۔ ادوہوت بولا کہ مجھ میں نہ خموشی ہے نہ گفتار جب میں ہوں سو گشم
ہے نہ استہول نہ لطافت ہی نہ کثافت مگر خاموشی عجیب شئے ہی۔ اشٹاوکر بولا کہ میں نہ گویا ہوں نہ خاموش
جو کچہہ کہ دیکھتا ہوں خود ہی نظر آتا ہے بششٹ بولے کہ جہاں دوئی ہے دیدن وہاں بنتا ہے۔ پس یہی یوگ
ہے اشٹاوکر نے کہا کہ جس نے کہ دیکھا (ناظر) وہ روپ ہے اور جسکو کہ دیکھا (منظور) وہ بہی روپ ہی پس
دوئی کہاں رہی۔ کہ یوگ ہو۔ ادوہوت نے کہا کہ اپنا سروپ تو کہو کہ کیا ہے۔ اشٹاوکر نے جوابدیا کہ یہی
میرا روپ ہے کہ مجھ میں نہ نام ہے نہ روپ۔ نہ اسم ہے نہ صفت۔ ادوہوت بولا کہ پس خاموش ہو جاؤ۔
اشٹاوکر بولا کہ خاموشی سے کیا مطلب میں کسی صورت میں مقید نہیں ہوں نہ خاموشی مجھے مقید کر سکتی
ہے نہ گفتار تو بتا کہ تیرا سروپ کیا ہے ادوہوت بولا کہ اول میں نے سوال کیا تہا پہلے تو جوابدی۔ اسی
اثنا میں نارد مُنی جی وہاں آگئے اور نارائن نارائن کہنے لگے سب بولے کہ خاموش رہو۔ نارد جی بولے
کہ جہاں سنت جمع ہوتے ہیں اور سمواد ہوتا ہے وہاں پرمارتھ حاصل ہوتا ہے خاموشی سی کیا مدعا نکلتا ہے
ادوہوت نے کہا کہ جب نرائن ہے کہنے سی کیا حاصل۔ نارد جی نے جوابدیا کہ پرمارتھ کہنے ہی میں ہے۔
ادوہوت نے کہا کہ تم بہول جاتے ہو گے جو یاد کرتے رہتے ہو۔ مجہہ میں نہ یاد ہے نہ فراموشی۔ نارد جی کہنے لگے
کہ میں بشن دام سے اسی جلسہ میں شریک ہونے کو چلا آتا ہوں وہاں شری بشن جی لچہمی جی سے یہہ کہتے تھے
کہ میں سنتوں کی صحبت میں جاتا ہوں۔ شری بشن جی ابہی آتے ہیں۔ ادوہوت بولا کہ جہوٹ کیوں
کہتا ہے تیری بات سنکر لوگ ہنسیں گے۔ شری بشن میں آمد و رفت کہاں ہے اور ہم کو شری بشن کی

خواہش کب ہی۔ کہ سب لشن ہی ہے۔ یہی گفتگو ہو رہی تہی کہ شری لشن دیو تشریف لے آئی اور فرمانے لگے کہ اے سنتوں بے وہم اور بیفکر ہو کر کہو اور جان لو کہ سب شری لشن ہی اور ہم شری لشن ہیں۔ کوئی اندیشہ نکرو کہ جس کسی نے مجھو ایسا جان لیا کہ میں سر و یا پک یعنی محیط اور ساری ہوں وہ بلاشبہہ میرا روپ ہی کس لئے کہ مجھ میں اور اُس میں کوئی تفاوت اور بہید نہیں ہے۔ ادوہوت بولا کہ اے نارو تیرا خداوند کہتا ہے کہ سب شری لشن ہے اور تو اپنے کو نار و ہُن مانتا ہے۔ شاید تو نے آپکو شری لشن سے کوئی جدا شئے سمجھا ہوا ہے۔ خود غور کر کہ اگر شری لشن ہے تو نارو کہاں ہے اُسیوقت جڑھ بہرتہہ وہاں آپہونچا کہ سرتا پا ادوہوت تہا سر میں اور بالوں میں اور بدن پر سادی بہبوت رمائے ہوئے تہا اور آنکھ آفتاب کی مانند روشن تہی۔ آتے ہی کہنے لگا کہ اے شری لشن سب جڑھ بہرتہہ ہے۔ شری لشن نے فرمایا کہ نہ جڑھ بہرتہہ ہے نہ لشن میں ہی ہوں۔ ادوہوت بولا کہ اے شری لشن مجھ سے ایک حکایت سنو مگر میرا کہنا خاموشی کی زبان ہی ہی

حکایت

ایک وقت میں کوہ سمیر پر گیا اُس پہاڑ میں میں نے ایک گوپہا دیکھی۔ بڑی لمبی گوپہا تہی میں گوپہا میں گُھسا کیا دیکہا کہ ایک یوگی وہاں بیٹہا ہوا ہے۔ میں نے دنڈوت کیا اور پوچہا کہ اے یوگی تم جو غسل کرتے ہو تو کس سے کیا کرتے ہو۔ بولا کہ میں ماومنی سے غسل کرتا ہوں میں نے پوچہا کہ یہہ جو تم نے بہبوت بدن پر رمائی ہے یہہ کیا ہے۔ جواب دیا کہ میں انانیت کو سوخت کر کے اُس کی خاک تن پر ملتا ہوں میں نے دریافت کیا کہ تمہارا آسن کیا ہے۔ کہا کہ آسن میرا نشچل ہے جو اٹل ہے۔ کہ میں نے جان لیا ہی کہ ہر سہ عالم میرا روپ ہی۔ اُسکو دیکہکر مجہو بڑی حیرت ہوئی۔ میں نے کہا کہ پران اور اپان کو سمان کیسے کرتی ہیں بولا کہ نہ میں پران ہوں نہ اپان میں نے دونوں کو واحد یعنی سم بہاؤ جانا ہوا ہے۔ میں نے سوال کیا کہ یدا۔ پنگلا اور سکمنا ناڑی کا شغل کسطرح کیا کرتے ہو۔ جوابدیا کہ یدا۔ جیو ہے۔ پنگلا ایشور اور سکمنا برہم ہے اور ان تینوں کا ظہور مجھ سے ہے میں نے کہا کہ کچھ دہیان تو بتاؤ بولا کہ دہیان سوہم (ہمہ منم) ہے۔ میں نے پوچہا کہ سوہم کے معنی کیا ہیں۔ جوابدیا کہ یہہ سوہم جاپ برہما سے لیکر چیونٹی تک میں محیط ہی جو دم کہ اندر جاتا ہے (سوہے) اور جو دم کہ باہر آتا ہے (ہم ہے) یعنی ظاہر اور باطن میں میں ہی محیط ہوں۔ میں نے سوال کیا کہ ناساگر کیا ہے۔ بولا کہ ناساگر یہی ہے کہ جس میں اہنکار نیست ہی

میں نے سوال کیا کہ ترکٹی کیا ہے۔ کہا کہ ست گن رج گن اور تم گن ترکٹی ہے۔ میں نے دریافت کیا کہ تمہارا
وجود کبتک قایم رہیگا جوابدیا کہ میرا وجود کبھی معدوم نہیں ہوتا کیں عناصر خمسہ سے برتر ہی وقایم ہوں میں نے
تین مرتبہ اُس یوگی کا طواف کیا اور اُسکے پاؤں دہو کر آچمن کئے اور کہا کہ آپ میرے گرو ہیں۔ اُسنے
جوابدیا کہ تو ایسا مرید ہو کہ نہ پیر رہے نہ مرید۔ ای شری لچھن یہہ حکایت جو میں نے بیان کی بہر مرشد کی ہی
جڈھ بہرت لب کشا ہوا کہ یہہ کوئی تعجب خیر امر نہیں ہو کہ یوگی اپنے سروپ کو جانتے کہ اُس کی خواہش معدوم
ہو جاتی ہے مگر میں نے اپنا گرو ایک کرمشٹ (پابندہ کرم) کو تسلیم کیا ہے جسکی حکایت بیاں کرتا ہوں۔

حکایت

میں ایک وقت دردنا چل پہاڑ میں چلا جاتا تہا۔ ایک گوپہا میں پہونچا کہ باون[52] نرسنگ کی تہی۔ وہاں میں نے
ایک کرمشٹ کو بیٹہا دیکہا اور چاہا کہ اُس کے پاس جاؤں۔ وہ بولا کہ میرے پاس نہ آ کہ میں یوگ میں
کہانا کہانے بیٹہا ہوں۔ میں نے سوال کیا کہ اے میری روپ تم نے غسل کس سی کیا ہے۔ جوابدیا کہ ماؤ منی
سے غسل کیا ہے پہر میں نے پوچہا کہ چوکا کس سی لگایا ہے جوابدیا کہ چاروں انہتہ کرن۔ دل عقل۔ خیال اور
انانیت کا چوکہ لگایا ہے۔ میں نے دریافت کیا کہ چولہا کیا بنایا ہے۔ بولا کہ ایک انیٹ جڈھ بہرتھ ہے
اور دوسری انیٹ سوامی کارتک یہہ میرے چولہی کی دونوں اینٹیں ہیں۔ میں نے پوچہا کہ پکایا کیا ہی بولا کہ
گیان اور اگیان علم و جہل دونوں ناج میرے ہیں۔ میں نے سوال کیا کہ کہاتے کیا ہو۔ جوابدیا کہ وگیان (آتما)
میں نے پوچہا کہ چولھے کی لکڑی کیا ہے کہا کہ خواہش اور آرزو کو لکڑی کی جگہہ جلاتا ہوں۔ اگر تو بہی میرا
جیسا ہے تو آجا۔ میں نے کہا کہ جب کہانا تیار ہوجاتا ہے تو اول شری بہگوان کا بہوگ لگاتے ہو۔ جوابدیا
کہ انانیت کو بہوگ بناکر شری بہگوان کو چڑہا دیا ہے اور میں سروپ ہو گیا ہوں کہ اس سی بہتر کوئی
بہوگ شری بہگوان کے لایق نتہا۔ میں نے سوال کیا کہ تیرا روپ کیا ہے۔ کہا میرا روپ وہ ہی کہ یہہ
سب تعینات میرا ہی روپ ہی۔ میں نے کہا کہ آپ میرے گرو ہیں۔ جوابدیا کہ جو کچھ ہوں تیری سامنے
ہوں مجھ میں نہ پیر ہے نہ مرید۔ اول میں نے پیر و مرید کے بہید کو مٹایا ہے تب یوگ میں وارد ہوا ہوں
اب مجھو اس بلا میں نہ ڈال۔ کرمشٹ نے مجھ سے پوچہا کہ تو کون ہے۔ میں نے کہا کہ میں جڈھ بہرتہ
ہوں۔ بولا کہ جب تیرا نام جڈھ ہے تو میری پاس نہ آنا۔ جڈھ یعنی مردہ ہے اور تو اس مردہ کو اپنے ساتھ

لگائے رکھتا ہے۔ جبتک کہ اس نام کو ترک نہ کریگا میرے پاس تیرا کام نہین ہے مجھے تعجب ہوا مین نے سوال کیا کہ تمہارا نام کیا ہے جواب دیا کہ میرا نام وہ ہے جس مین نام و روپ نہین ہے۔ اے شری بشن او سکھیہ مجھے ایک گرو ملا تھا۔ اب اُسوقت دادیو اُس سبھا مین آگیا تھا وہ بولا کہ ایک ادوتی شری نارائن ہے اور کوئی نہین ہے جس کسی نے شری نراین کے سوا اور کچھ تسلیم کیا ہوا ہے اُس کو ترک کر دینا واجب ہے ادوہوت نے سوال کیا کہ اے دادیو شری نارایں کا روپ کیا ہے۔ جواب دیا کہ شری نارائن کا روپ یہی ہے کہ واحد ہو کر بسیار ہو گیا ہے۔ وحدت سو کثرت مین نمودار ہوا ہے ادوہوت بولا کہ مجھ مین ایک کی گنجایش نہین ہے بسیار کی کہاں گنجایش ہو سکتی ہے۔ کپل نے کہا کہ اے ادوہوت اگر ست تیرا روپ ہے تو یک و بسیار یہی تو ہی ہے۔ اُسوقت درباسا رشی وہاں آگیا۔ مگر گیا درباشا کہ اہنکار کی آگ مین پڑا تھا۔ اور آکر کہنے لگا کہ سب لوگ شری بھگوان کا بھجن کرو۔ کہ بغیر بھجن کے رستگاری محال ہے۔ راجہ جنک بھی آکر شامل ہو گیا اور پوچھنے لگا کہ اے درباشا شری بھگوان کا بھجن کسطرح ہوتا ہے بیان کرو تو اُس سے اپنے ہردی کو شدہ کرون۔ درباسا نے جواب دیا کہ یہی شری بشن کا بھجن ہے کہ شری بشن شری بشن زبان پر ہی راجہ جنک نے کہا کہ یہہ جو تم نے بیان کیا۔ غیریت کا پردہ رکھہ کر کہا ہے۔ جہاں ایک کی بھی گنجایش نہو وہاں غیریت کو راہ کہاں ہے۔ جہاں توحید نہین وہاں شرک کہاں رہ سکتا ہے۔ درباسا ہنکارنے لگا کہ اے ادوہوت مین سب کو جلا کر خاک سیاہ کر دونگا۔ مین رُودر (موکل فنا) ہوں۔ کیا مجھے تم نہین جانتے ادوہوت بولا کہ رودر گریہ کو کہتے ہین پس گریہ کر۔ درباسا بولا کہ اے ادوہوت مین نے سنا ہے کہ تو عالم کو گمراہ کرتا ہے۔ اول تجھ کو بھسم کرونگا۔ ادوہوت نے جواب دیا کہ جب ابتدأ خاک ہے تو خاک ہونے سے کیا مضایقہ ہے۔ اگر تیرا یہہ کہنا ہے کہ شری گوبند کا بھجن ردہ ہردہ پر سپت ہو جاتا ہے سمجھ لے کہ جب مین نے ہر عالم کو خواب و خیال جانا ہے وہ میری نظر مین کچھ حقیقت نہین رکھتا کہ مین نے ہر سہ عالم کو ایسا بھسم کر دیا ہے کہ میری نگاہ مین اب آہی نہین سکتا درباسا بولا کہ تم نے جسکو اپنا گرو بنایا یا نہ وہ یوگی تہا نہ کار تنک جس نے تمہاری مرضی کے موافق بات کہدی۔ تم نے اُسکو گرو بنا لیا۔ مگر مین اس امر کو جائز نہین رکھتا سب مجھے پیر مانو اور میرے مرید ہو جاؤ ورنہ سب کو جلا کر بھسم کر دونگا۔ شری بشن نے فرمایا کہ ہم سب کو بھسم کرنے سے کیا مدعا۔ ادوہوت نے یہہ بلا سر پر لائی ہے اُسکو بھسم کر دے۔ درباشا نے جواب دیا کہ اے شری بشن اگر یہہ تیری مرضی کے خلاف ہین تو یہاں آیا کیوں۔ کیا میری مرضی سے آیا ہے۔ اے

نادانو - کرم کرو - اور بہرشٹ نہو - ادوہوت بولا کہ ای درباسا میں کرم کو بھسم کرچکا ہوں اب کیسی کروں
درباسا نے اعتراض کیا کہ اگر کرم فنا ہوگیا تو تو کیسے باقی رہگیا - ادوہوت نے جوابدیا کہ کرم مجھ سے ظہور
میں آیا تہا اور مجھ میں فنا ہوگیا میں بذاتہ قایم ہوں - درباسا بولا کہ تو اتری رشی کا پسر ہے جو کچھ میں کہوں
اُسکو بجالا - ادوہوت نے جوابدیا کہ جیسے اتری کو میں نے بھسم کردیا اسیطرح تجھکو بھی بھسم کردونگا درباسا بولا
کہ جبتک سب کو بھسم نکردوں میں نہ جاؤں گا - ادوہوت بولا کہ اے درباسا تو ایک بال بھی بھسم نہیں کر سکتا
جو تجھسے ڈرتا ہو اُس کو بھسم کر میں تجھسے نہیں ڈرتا - درباسا کہنے لگا کہ تو تو میرا بہائی ہے مگر میرا خطاب
جڈھ بہرتہ سے ہی کہ جب جڈھ کو عدم کرچکا ہے تو پہر اپنے ساتھ کیوں لگائے پہرتا ہے - میں اُسوقت کا
افسوس کرتا ہوں جب تمہاری صحبت میں آنیکا اتفاق ہوا - کہ تمہارا طریق بہرشٹ اور گمراہی ہے -
اُسوقت میمانسا وہاں آگیا - اور کہنے لگا کہ بغیر کرم کئے مطلب حاصل نہیں ہوتا - درباسا خوش ہوگیا
اور بولا ہاں تو سامنے آجا میں تیری معاونت کو موجود ہوں - ادوہوت نے سوال کیا کہ اے میمانسا
کونسا کرم ہے - میمانسا نے جوابدیا کہ سب کرم ہے - ادوہوت خاموش ہوگیا - کپل من بولا کہ اے میمانسا
جب ہستی کو نیستی سے جدا تمیز کرلیا گیا تو کرم کیا رہیگا - میمانسا نے جوابدیا کہ نت اور انت کا وچار - یعنی
حق و باطل کا امتیاز کرم سے ہوتا ہی پس سب کرم ہی اگر تم یہہ جانتے ہو کہ ہم کرم سے رہت ہیں تو میں اعتبار نہیں
کرتا - کرم کروگے تو سروپ تم کو حاصل ہوگا کپل نے - پہر اعتراض کیا کہ اگیان میں کرم ہوتا ہے جب وچار
حاصل ہوا کرم کون کرے - میمانسا نے جوابدیا کہ جسکو تم وچار کہتے ہو وہ کرم ہی ہے - سوای کرم کے وچار
کہاں ہے کپل نے کہا کہ وچار اسلیئے کیا جاتا ہے کہ گیان حاصل ہو جب گیان حاصل ہوگیا کرم سے کیا مطلب
رہا میمانسا نے جوابدیا کہ گیان کرم کا نام ہے - کس لئے کہ تخم و شجر میں کیا تفاوت ہی - جو ثمر ہے وہ تخم ہے جو تخم
ہے وہ شجر ہے - گیان کا تخم کرم ہے اور گیان ثمر ہے - کرم سے سوکھ حاصل ہوتا ہے اور سوکھ کرم سے برہم لوک
میں وارد ہوتا ہے کپل نے کہا کہ جسکو کوئی خواہش نہو وہ کرم کیا کرے مجھ میں عقل نہیں ہے کرم سے کیا
حاصل - میمانسا نے کہا کہ تو سچ کہتا ہے - مگر جبتک یوگ نکرے سروپ کو کیسے حاصل کرے میمانسا کہنے لگا
کہ جوگ بھی کرم ہے - کپل خاموش ہوگیا - مداکہہ نے بحث شروع کی کرم شریر یعنی جسم سے ہوتا ہے جو اشریر
یعنی مادہ جسمانی سے برتر ہے اُسمیں کرم کہاں ہے - میمانسا نے جوابدیا کہ اشریر ہوتا شریر سے ثابت ہوتا
ہے - اگر کوئی کہے کہ شریر بغیر کرم کے رہ سکتا ہے غلط ہے - مداکہہ نے کہا کہ جس کو جسم سے کوئی تعلق نہو

وہ کرم سے کیا تعلق رکھے - میمانسا نے جواب دیا کہ کرم کی بدولت یہہ کہتے ہو کہ میں اشٹریر ہوں - مدا کہہ
بولا کہ جسکو کوئی کی تمنا نہو اُسکا کرم سے کیا مطلب - میمانسا نے جواب دیا کہ نرک (دوزخ) وسورگ (بہشت)
اور نرواں کرم ہے - مدا کہہ خاموش ہو گیا - دریا ساگ کہنے لگا کہ اے سنتوں کرم کرو کہ سوای کرم کے سوکھ کا
حصول دشوار ہے اگر کوی کہے کہ فلانا میوہ میرے موںھ میں آجاوے تو بغیر کرم کے میسر نہیں ہو سکتا - رکھب
دیو نے سوال کیا کہ کرم سویم پرکاش ہی - یا پر پرکاش - میمانسا نے کہا کہ کرم سویم پرکاش ہی - کسواسطے کہ جو
نیت ہوتی ہے ویسا ہی ہو جاتا ہی - اگر اچہا کرتا ہے اچہا حاصل ہوتی ہے اور اچہا روپ ہو جاتا ہی اگر نشکام
کرم کرتا ہے سروپ حاصل ہو جاتا ہے - رکھب دیو نے کہا کہ اگر خواہش نابود ہو گئی تو کرم سے کیا مطلب ہا
میمانسا نے جواب دیا کہ خواہش کرم سے ہوتی ہے اور کرم ہی میں لین یعنی فنا ہو جاتی ہے جو کوئی کرم کے سوا
اعتقاد رکہتا ہے وہ کافر ہے رکھب دیو نے کہا کہ کافر کیا آتما سے کچھ جدا ہے - مگر کافر بہی تو آتما روپ ہی - جب کہ
کرم کے ترک سی کافر ہو جاتا ہی - پس میں کافر ہوں اور یہہ محض گفتنی ہے مگر اس صورت میں آتما اکری (فاعلیت
سے بری) ہوا -

میمانسا نے کہا کہ سوای کرم کے اکرپہ کیسے ہو سکتا ہے - ادوہوت نے کہا کہ ای جڈھ بہرت میمانسا کی بحث
کا جواب دے - جڈھ بہرتہہ بولا کہ جیو (توم پد) کرم یعنی علت ہی اور ایشور (تت پد) علت غائی ہے
کہ اُسکا شعار آفرینش قیام اور فنا ہیں مگر برہم (آس پد) ہے اُسمیں کرم کہاں ہے - میمانسا نے جواب دیا
کہ جیو کرم سے ایشور ہوتا ہے اور ایشور کرم سے برہم ہوتا ہے یہہ کہنے سے نہیں ہوتا بلکہ کرم سے ہوتا ہی
سوای کرم کے آس پد کہاں ہے - تم پد اور تت پد استہول کرم ہیں اور آس پد سوکشم کرم ہے مدا کہہ
نے کہا کہ جب پورن ہے تو کرم سے کیا مطلب - میمانسا نے جواب دیا کہ پورن ہوا تو کرم اُس سی کب
جدا ہوا میمانسا نے کہا کہ اے ادوہوت سچ بتا کہ کرم راست ہی یا نہیں ادوہوت نے جواب دیا کہ کرم راست
ہے میمانسا بولا کہ تو نیک مرد ہی لوگ غلط کہتے ہیں کہ ادوہوت نے عالم کو گمراہ کر دیا ہے اور ان سنتوں نے
عالم کو بہرشٹ کر دیا ہے ادوہوت نے کہا کہ یہہ مجھکو غیر جانتے ہیں - میمانسا نے کہا کہ سم پد یعنی نظر مساوات
حاصل ہونا بغیر کرم کے نہیں ہو سکتا -

پہر اشٹر نے متیری سے کہا میمانسا کا مدعا یہہ تہا کہ سب لوگ کرم کو برقرار اور مستند تسلیم کریں - اُسکی
بحث یہہ ہے استہول اہنکار کرم کے تابع ہے - کرم سے انانیت رفع ہو کر جیو پد میں داخل ہوتا ہے -

اور جیو پد سے کرم کی تفوقیت سی ایشور پد یعنی جرویت سے کلیت میں وارد ہوتا ہے - اور وہ جنہوں نے سو کشم اہنکار یعنی پندار قلب کو ترک کر دیا ہے وہ بھی داخل کرم ہے کہ اُن کا کہنا ہی یہ ہے کہ ہم کرم کو تیاگ کر چکے ہیں - کرم سے تیاگ کسی صورت میں نہیں بنتا - بینیری نے سوال کیا کہ اس معنی میں کس حال اگر روپ نہیں ہو سکتا - اگر ہر مراتب میں کرم برقرار اور مستند رہا تو خود بخود آتم برشٹ ہو جاویگا - جو آتم چاری یعنی جو آتما کا متلاشی ہے وہ کیا کریگا کہ پرم ہنس کرم کے تابع ہو جاتے ہیں - اے پراشر اس کرم کو رفع کر - کہ مجھے خوف پیدا ہوتا ہے کہ یوگ ابھیاس کرنے والے جو ناقص العقل ہیں وہ کیا کرینگے - پراشر ہنسا اور کہنے لگا کہ اے بینیری تیرا یقین پختہ نہیں ہے - اسقدر حکایتیں اس باب میں تجھے میں نے سنائیں - اگر سن سن کر پھر بھی تیرا اعتقاد نہو تو کیا حاصل ہو جس کا اعتقاد پختہ ہو جاتا ہے وہ جادہ یقین سے انحراف نہیں کرتا خواہ جسم بھی فنا ہو جاوے اور جو سنکر بھی اعتقاد سے متزلزل ہو جاتا ہے اُسکو مکر کہتے ہیں یقین نہیں کہتے - اس باب میں تجھے ایک حکایت سناتا ہوں -

حکایت

خاک پاک بہار نہ کہند میں بہرتھ نامی ایک راجہ تہا - اُسکی رانی حاملہ ہوئی - جب دس ماہ گذر گئے وضع حمل کا وقت آیا مگر بچہ بطن مادر سے برآمد نہیں ہوتا تہا اور عورت کو از حد تکلیف تہی - رانی نے بچہ سے سوال کیا کہ اے پسر سچ بتا کہ تو تخم پدر سے ہے یا نہیں - پسر نے شکم میں سے جواب دیا کہ تخم پدر اور خون مادر سے جو کچھ بہم پہونچا ہے اُسکا نام جسد ہے اور جسد کیا ہے - پتھر اور مٹی میں چیتن ہوں اور بیرنگ ازلی ہوں اور ابدی - ماضی اور حال اور مستقبل میں ایک حال پر برقرار اور پورن ہوں پس میں تخم پدر کیسے ہو سکتا ہوں - رانی بولی کہ میرے دامن عصمت پر دہبہ نہیں لگا ہے تو تخم پدر ہونے سے کیوں انکاری ہے - پسر نے کہا کہ میں تخم پدر سے نہیں ہوں کس لئے کہ یہ وجود مثل تصویر چوبی کے ہے اور میں نام اور روپ سے مبرا ہوں پس ایسے شخص کو جسمیں نہ اسم ہو نہ صفت کیسے کہہ سکتے ہیں کہ فلاں کس کے تخم سے ہے - اگر تیری نظر جسم ظاہری پر ہے تو اسکو سراب اور خواب جان لے - مادر نے جواب دیا کہ اگر تخم پدر سے منکر ہوگا تو شاستر کی رو سے تو بہرشٹ ہو جاویگا پسر نے کہا کہ تو سچ کہتی ہے کہ جو شکل سے منزہ اور نام سے مبرا ہے وہ عالم شاستر سے جو نام و روپ ہے بہرشٹ ہے مگر شاستر ڈنڈ اوسکو دیتا ہے جو اپنے آپ کو جسم قرار دیتا ہے اور وہ جو جسم کثیف سے عریاں ہے اور نظر نہیں آتا شاستر اوس کو کیسے سزا کا مستوجب قرار دیگا - رانی نے کہا کہ اے پسر تو کون ہے - رکہی ہے یا دیوتا ہے

یا لپتشاچ ہے۔ پسپر نے جواب دیا کہ جسکا نام تونے لیا میں اُن میں نہیں ہوں مگر ان سب کا ظہور مجھ سے ہے رانی بولی اگر تو ایشور ہے تو میرے شکم میں قرار پانے سے کیا مدعا تھا۔ پسپر نے جواب دیا کہ اے مادر تیری چشم وچار کور ہے۔ تجھے کیا بتاؤں۔ خود وچار کر کہ ابتدا سے کیا تجھ میں موجود نہ تھا جواب آنا قرار دیتی ہے میں محیط اور سردیگ ہوں مجھے آتم دیو کہتے ہیں ست چت آنند میرا روپ ہی میں آفرینش اور کردار سے فارغ اور مستغنی ہوں پس میرا نمسکار مجھکو ہے کہ میں پورن سروپ ہوں۔ مادر نے کہا کہ بغیر یوگ کے صفائی قلب ممکن نہیں ہوتی پس اول تو یوگ کر کہ تیری دل سے زنگ برطرف ہو پسپر نے جواب دیا کہ میں لاشریک ہوں اور جملہ مراتب یوگ کا ناظر اور ہمیشہ ایک روپ ہوں تیرا قلب اس وہم سے مغلوب ہو رہا ہے کہ اپنے سروپ کے حصول کے لئے جوگ اور مراقبہ قرار دیتی ہے۔ بندہن (قید) میں وہ ہے جو ادویت اور اکہنڈ (واحد لاشریک) نہو۔ اگر تیری دل میں یہہ وہم ہے کہ اگری روپ ست چد آنند کچھ کئے سے ہوتا ہے تو یہہ وہم دور کردے۔ میں شدھ پرکاش (نور تجلی) ہوں مجھے جوگ سے کیا تعلق وصل ہونا کسی چیز میں ہوتا ہے جب مجھ میں غیر کچھ نہیں ہے اور میں خود بخود ہوں تو پھر وصل کیا اور وصل ہونا کسمیں مادر نے کہا کہ سوائے کرم کے راحت حاصل نہیں ہوتی۔ پسپر نے جواب دیا کہ جسکا آغاز رنج ہے اُس کا انجام راحت کیا ہوسکتی ہے میرا روپ ہی جسمیں نہ سوکھ ہی نہ دوکھ مادر خاموش ہوگئے۔ پسپر نے کہا اے مادر خاموش کیوں ہوئی جس سے تیرا اطمیناں ہو وہ کہہ اور سن اگر تو یہہ سوال کرے کہ میں کون ہوں۔ جان لے کہ میں ادویتی ہوں اور یہہ سب عالم مجھ سے ظہور میں آیا ہے اور میں ہمیشہ اس سے بے تعلق ہوں۔ مادر نے کہا کہ تیری مانند بطن مادر میں رہکر کسی نے اس طرح سے کلام نہیں کیا ہے باہر تشریف لا پسپر نے جواب دیا کہ مجھ میں نہ اندر ہے نہ باہر ہے۔ مادر نے کہا کہ سنتو نکی دیدار سے کلیان ہوجاتا ہے۔ پسپر نے جواب دیا کہ سنتون کو چشم ظاہری سے کیسے دیکھا جاسکتا ہے۔ بھی تلقین اُن کی آبحیات ہی اور اُن کا دیدار ہے ای مادر بغیر ست وچار اور گیان کے جو یہہ کہے کہ سنتوں کی ست سنگ سی کلیان ہوجاتا ہے غلط ہے۔ پندار اور وہم کو دل سے دور کردے اور پھر دیکھ کہ انترجامی ہے (ہمہ داں) مادر نے کہا کہ آتم تت بیان کر کہ اوس کے سننے سے رستگار ہوجاؤں۔ پسپر نے جواب دیا آتم تت اوسوقت سناؤں گا جب تو عقل کی کثافت سے پاک ہوجائے گی اور اس قابل ہوجائے گی کہ جو کچھ سنے اوسے سچ یقین کرے۔ مادر نے کہا کہ جو امر دروغ ہو وہ راست کیسے تسلیم کر لیا جاوے۔ پسپر نے جواب دیا کہ تجھے آتم تت حاصل کیسے ہو کہ تیری عقل حق و باطل میں آشفتہ ہو رہی ہے۔ مادر بولی کہ میں

اب سب امور سے درگذرتی ہوں جو کچھ تو کہے وہ کروں گی پسر نے کہا کہ جب مدعا حصول گیان ہے تو کہہ
کہ نہیں نہ میرا پسر جب صدق دل سے تونے ایسا یقین کرلیا خود بخود تت حاصل ہو گیا مادر نے کہا کہ ایسا
اوپدیش کر کہ کسی کو ترک نہ کروں اور تت بہی حاصل ہو جاوے۔ پسر نے کہا کہ ایسا نہیں ہوا کرتا ہے جبتک
پندار وہمی ترک نہو سروپ کو نہیں پاسکتا۔ مگر میں تجھے بتاتا ہوں یہی یقین کرلے شری گوبند ہے جب
شری گوبند ہے تو وجود شری گوبند سے کب جدا ہے اس صورت میں نابود کرنے کے لئے کچھ باقی نہیں رہتا
خود بخود ہو جاتا ہے۔ ای مادر جیہوں شاستر اتما کے دریافت کی مختلف طریقوں سے ہدایت کرتے ہیں
مگر یہی کافی ہے کہ شری گوبند ہے۔ مادر نے کہا کہ تیرے ست سنگ سے مجھے یہہ حاصل ہوا کہ میں ہوں نہ
کوئی میرا پسر ہے شری گوبند ہے۔ اُسیوقت پسر بطن مادر سے اسطرح برآمد ہوا جیسے کہ مشرق سے آفتاب
طلوع کرتا ہے۔ راجہ یہہ حال سنکر آپہونچا اور رانی سے کہا کہ تیری خبر کو آیا ہوں کہو کیسے ہو اور کیا بچہ
ہوا ہے رانی نے کہا کہ نہ تو میں نہ یہہ پسر ایک شری گوبند ہے راجہ نے پوچھا کہ یہہ راز سرمدی تجھے کہاں سے
ہاتھہ لگا۔ رانی نے کہا کہ تدبیر یہی ہے کہ میں نہیں ہوں شری گوبند ہے جب شری گوبند ہے تو بہی گوبند
ہے اور میں بہی گوبند ہوں پس تدبیر کیا بتاؤں۔ پسر سے سوال کیا کہ تو کون ہے۔ پسر نے جوابدیا کہ
میں نہیں ہوں کیا کہوں اور اگر میں ہی ہوں تو کس سے کہوں بہرتھ بولا کہ اے پسر دہن ہے تجھے تیرے
دیدار سے میں اور رانی سروپ میں وارد ہوئے پسر نے کہا کہ اے پدر پیشتر سروپ سے کب جدا تہا کہ اب
سروپ میں وارد ہوا۔ تو ہمیشہ سروپ میں پیوستہ اور واصل ہے بہرتھ نے سوال کیا کہ جبتک ترشنا
جوس کیطرح دل کو گہیرے ہوئے ہی معدوم نہو آتم سوکھ کیسے حاصل ہوسکتا ہے۔ پسر نے کہا کہ ترشنا کا
روپ کیا ہو راجہ نے کہا یہی ترشنا ہے کہ یہہ کروں اور وہ کروں کی تمنا دل میں پیدا ہوتی ہے پسر نے
جوابدیا اے پدر دیکھ اچھا اُٹھتی کہاں سے ہی اگر اُسکو پالیگا تو خواہش کے دور کرنے کی تمنا سی درگذریگا
بہرتھ نے کہا کہ اچھا جس میں پیدا ہوتی ہے اوس کو شری لبش کہتے ہیں۔ پسر نے جوابدیا کہ تیری بات
پر ہنسی آتی ہے اگر اچھا کا ظہور شری لبش سے ہی تو تجھے کیا واسطہ جو اُسکو فنا کرے۔ بہرتھ نے کہا کہ اب
اچھا کی ترک سی مستغنی ہو گیا اب میں اتیت ہوتا ہوں اور راج کو ترک کر دیتا ہوں پسر نے جواب دیا
کہ اگر تو جنگل میں گیا اور راج کی تمنا تیرے دل میں رہی تو کیا حاصل ہوا۔ اے راجہ راج کر اور سوائے
شری بہگوان کے غیر کا نقش صفحہ دل سے مٹادی یہی توحید معرفت ہے۔ راجہ نے کہا کہ میں چاہتا ہوں

کہ سنتوں کی صحبت سی مستفیض ہوں۔ پسر نے جواب دیا کہ رکھب کے آشرم میں برہم یگیہ ہوتا ہے وہاں سب سنت
جمع ہیں مگر کیسا برہم یگیہ ہے کہ آہوتی اور اگنی یک برہم ہے۔ چلو وہاں چلیں۔ راجہ۔ رانی اور پسر تینوں
وہاں جا پہونچے اور گیا دیکھا کہ میمانسا خندہ کر رہا ہے اور کہہ رہا ہے کہ سب کرم ہے۔ سوائے ادوہوت
کے سب اُس کی ہاں میں ہاں ملا رہے ہیں پسر نے پدر سی کہا دیکھا سنتوں کی صحبت کیسی ہوتی ہے۔
میمانسا پسر کے پاس آیا اور کہنے لگا کہ تو کرم روپ ہے۔ پسر نے سوال کیا کہ کرم کس سے ہوتا ہے اور کسمیں
انجام ہوتا ہے۔ میمانسا نے کہا کہ کرم کسی سے نہیں ہوتا وہ سویم پرکاش ہے اور محیط۔ پسر ہنسا اور بولا کہ
ناحق اسقدر شور مچار کہا ہے۔ سویم پرکاش محیط ہے یا نہیں۔ میمانسا نے جواب دیا کہ محیط ہے۔ پسر نے کہا کہ پورن
میں کرتی یعنی کردار کہاں ہے۔ جب کردار نہیں ہے کرم کہاں ہے۔ اگر پورن ہے تو اُسکو کون کر سکتا ہی
اور کرتار کیا رہگیا۔ میمانسا خاموش ہوگیا۔ اب سب سنت بولے کہ ہم برہم ہیں۔ بہرتھ نے پسر سے کہا کہ
تو سب پر فوق لیگیا۔ پسر نے جواب دیا کہ اس عقل کو آگ میں ڈالدے کہ یہہ بیش و کم سب میرا ہی روپ ہی
کس سی فوق تر اور کس سی کمتر ہو جاؤں۔ جنک نے کہا کہ اے پسر تجھی پورن برہم دیکھتا ہوں۔ پسر نے جواب
دیا کہ یہی اگیان ہے مجھی پورن برہم دیکھتا ہے اگر پورن ہے تو اُسکا ناظر کہاں سے آگیا۔ ادوہوت سی
کہا کہ تیرا نام ادوہوت کس وجہہ سے ہی۔ ادوہوت نے پوچھا کہ تیرا نام کیا ہے پسر نے جواب دیا کہ میرا
نام سودیو دت ہے۔ ادوہوت نے سوال کیا کہ تجھے سودیو دت کیوں کہتے ہیں۔ جواب دیا کہ جیسے تجھی
دیو دت کہتے ہیں مجھے سودیو دت کہتے ہیں۔ ادوہوت نے کہا کہ تیرا سروپ کیا ہے۔ پسر نے جواب دیا کہ
ابھی تک تو نے نہیں دیکھا کہ پوچھتا ہے میرا روپ وہ ہے جسمیں نہ روپ ہے نہ نام۔ ادوہوت بولا کہ یہہ بتا
یہہ سب روپ تجھ سے ہیں یا تجھ سے جدا ہیں۔ پسر نے جواب دیا کہ ابھی زبان نہیں ہے۔ اور بغیر زبان کے کلام
نہیں کیا کہوں۔ ادوہوت بولا کہ بس خاموش ہو جا۔ پسر نے کہا کہ تو ابھی تک ادوہوت نہیں ہوا ہے
غور کر کہ اسقدر کلام جو میں نے کہا ہے کیا یہہ زبان کی طاقت ہو سکتی ہے کہ اسکو کر سکے۔ ادوہوت ہنسا
اور بولا کہ جس نے اپنے سروپ کو جان لیا اُس نے اپنے سرور کو بیان نہیں کیا ہے کہ یہہ راحت بیان سے
باہر ہے۔ پسر بولا کہ میں کہتا ہوں کہ میرا آنند وہ ہے جسمیں نہ رنج ہے نہ راحت پس اور آنند کیا ہو سکتا ہی
ادوہوت نے کہا کہ کچھ کہہ۔ پسر نے کہا کہ تیرا گوش نہیں ہے اور میری زبان نہیں ہے تو بے گوش سُن اور میں
بے زباں کہتا ہوں کہ ادوہوت نہیں ہے میں ہوں۔ یہی نروان ہے۔ ادوہوت نے کہا کہ جب سب

توہی ہے تو تیرا مقام کہاں ہے۔ پسپرنے جوابدیا کہ وید مقدس تبلاتا ہے کہ جاگرت میں آنکھہ میں سپن میں
گلو میں سیکھپت میں دل میں اور تریا میں سر میں میرا مقام ہے۔ مگر میں اُسکو تسلیم نہیں کرسکتا کہ تمام برہمانڈ
میں آتما پورن ہے پس کونسی جگہہ اُسکا نشان قایم کیا جاوی۔ اگر مکت کے لئے کوئی خاص جگہہ قرار دیجاوی
تو دیگر جاؤں نے کیا قصور کیا ہے۔ آتما سب میں پورن ہے بلکہ یہہ کہنا ہی غلط ہے جب آتما ہی تو اوسمیں
پورن ہونا کیا معنی رکھتا ہے۔ تعجب تو یہہ ہے کہ ہے آپ اور کسی ہی پوچھتا ہے کہ تو کون ہے تو جواب
ملتا ہے کہ میں گناہگار ہوں اور کرم دوزخ مگر کیا کرے کہ خواہشات میں گرفتار ہے اور اگر کوئی اُسے
کہدے کہ تیری ہستی وہی ہے جو برہم کی ہستی ہے تو لڑنے کو آمادہ ہوجاتا ہے۔ پسپرنے ادوہوت سی مخاطب
ہوکر کہا کہ اے ادوہوت نفس کو دور کردے ادوہوت نے جوابدیا کہ مجھ میں نفس کہاں ہے کہ دور کروں
وہ جو کہتا ہے کہ میں کرم دوزخ ہوں اگر بنظر مساوات دیکھا جاوے تو کیا تفاوت واقع ہوتا ہی کیا
شری بھگوان کرم دوزخ میں جلوہ گر نہیں ہے بہشت سب لوگ بدل چاہتے ہیں لیکن شاباش ہے
اُس کی ہمت کو کہ دوزخ کو منظور کرلیتا ہے۔ پسپرنے کہا کہ اگر ضد نہ رکھتا تو آمادہ جنگ کیوں ہوجاتا
ادوہوت نے کہا کہ لڑائی کیوں کرے وہ جانتا ہے کہ ہمیشہ سے پورن ہوں پھر پورن کہنے سی کیا مطلب
پسپرنے کہا کہ اگر سب میں پورن دیکھتا ہو تو برہم کیوں نہیں کہتا۔ ادوہوت نے کہا تو نے برہم کو نجانا۔
برہم خود ہے اور خود بخود ظہور رکھتا ہے۔ کہنے سی نہیں ہوتا۔ پسپرنے جوابدیا کہ اگر خود بخود روشن ہے تو پاپی
کیوں قرار دیتا ہے ادوہوت نے جوابدیا کہ پورن تو سب کو منظور ہے اُسکو آفریں ہے جو اپنے آپ کو گناہگار
قرار دیتا ہے کہ شری نراین دہرم اور ادہرم میں مساوی واقع ہوا ہے۔ پسپرنے کہا کہ آپکو جو گناہگار قرار
دیتا ہے اگر اُسکو سروپ کی حصول کا طریقہ بتایا جاتا ہے تو کیوں قبول نہیں کرتا۔ ادوہوت نے جوابدیا
کہ سوتہہ سدھ میں کسی طریقت کی ضرورت نہیں ہے۔ مداکھ بولا کہ میں سب میں پورن ہوں اور جملہ مراتب
کا ناظر ہوں مجھ میں نہ مساوات ہی نہ بیش وکم ای ادوہوت تیرا ظہور مجھ سے ہوا ہے۔ ادوہوت نے جوابدیا
کہ نہ تو ہے نہ میں۔ میں ہی ہوں جنک نے کہا کہ شری نراین ابہید ہے ادوہوت نے کہا کہ اے نادان
شری نراین میں نہ بہید ہے نہ ابہید نہ شرک ہے نہ توحید۔

اے میتری ایسو ستانے کے عالم میں رہکر بہت عرصہ گذر گیا مگر معلوم یہہ ہوا کہ ابھی آدہی گھڑی بھی نہیں
گذری ہے اس خاموشی کے بعد پہر اپنے ذوق میں بول اُٹھے کہ جو باسنا کو ترک نکرے وہ بندھن میں ہی۔

خواہشات کے ترک ہونے تک مقید کہلاتا ہے۔ پسر نے سوال کیا کہ اگر خواہش نہ ترک کرے تو کیا ہے اور
اگر ترک کردے تو کیا ہے۔ اودہوت نے جواب دیا کہ جبتک خواہش موجود ہے جیو روپ ہی اور جب خواہش
ترک ہوگئی سوروپ ہوجاتا ہے بغیر تیاگ کے راحت نہیں ملتی پس خواہشات کی بہوت کو ترک کرنا واجب
ہوتا ہے پسر نے کہا کہ اگر میں نے خواہش ترک کردی تو کیا فضیلت مجھ میں ہوگئی اور اگر ترک نہ کی تو کیا کمی
مجھ میں عائد ہوئی۔ جڑھ بہرتھ نے کہا کہ اے پسر ابھی تک تجھ گیان حاصل نہیں ہوا ہے جبتک باسنا تیاگ
نہو جاوے سروپ کا آنند میسر نہیں ہوسکتا۔ پسر نے کہا کہ آنند کا روپ تو بتاؤ کہ کیا ہے جڑھ بہرتھ بولا کہ
اگر تو یہہ سمجھتا ہے کہ سنت بلا مقام شناسی اور گردار کے سخن پروری کرتے ہیں تو اس خیال خام کو دور کردے
میں نے جسم کو گیان کی آگ میں سوخت کیا ہے کہ سنت میری کلام کا اعتبار کریں پسر نے کہا کہ سچ بتا کہ کردار سے
میں پاک ہوجاتا ہوں اور عدم کردار سے ناپاک رہتا ہوں۔ جڑھ بہرتھ نے کہا کہ جبتک باسنا ترک نہو جاوے
دل کا آئینہ زنگاری رہتا ہے پسر نے جواب دیا کہ جسمیں دل نہو وہ کیا کرے جڑھ بہرتھ نے کہا کہ جب تو نے یہہ
جان لیا کہ مجھ میں دل نہیں ہے اسی دانست کو ترک کردے۔ پسر نے کہا کہ اگر میں نے جان لیا تو کیا ہوا اور
نہ جانا تو کیا فرق ہوا۔ جڑھ بہرتھ نے جواب دیا کہ اگیان مثل شب تار کی ہے اور گیان مانند آفتاب یہہ فرق
ہے۔ پسر نے کہا کہ میرا روپ گیان اور اگیان دونوں سے مبرا ہے راجہ بہرتھ نے پسر سے خطاب کیا کہ
اے پسر سنتوں کو اسقدر تکلیف دینا کیا ضرور ہے اگر تو با خبر ہے تو کہنے سے کیا فائدہ تجھ کو اسکا آنند حاصل
ہے پسر نے کہا کہ اے پدر اس بیہودہ درشت یعنی نظر مغائرت کو کہ یہہ میرا پسر ہے اور میں اسکا پدر ہوں
اور یہہ سنت ہیں۔ دور کردے کہ یہی اگیان (نادانی) ہے مجھ میں نہ پدر ہے نہ پسر۔ جڑھ بہرتھ نے کہا کہ
اے راجہ پسر کو منع کیوں کرتا ہے یہہ میرا روپ ہے جو کچھ کہتا ہے کسی دوسری شئے نہیں کہتا اپنے ہی کو کہتا ہے
جڑھ بہرتھ نے سوال کیا کہ اے پسر تو کہاں سے آیا ہے اور کہاں جاویگا۔ پسر نے جواب دیا کہ میں دیش اور کال
سے مبرا ہوں میں بذات خود قائم ہوں نہ مجھ میں کہیں سے آنا ہے نہ مجھ میں کہیں جانا ہے۔ جڑھ بہرتھ نے
سوال کیا پس یہہ بتا کہ تو کون ہے۔ پسر نے جواب دیا کہ تجھے کیا معلوم کہ میں کون ہوں کہ تیری نظر نام وروپ
میں قایم ہورہی ہے اور تو جانتا ہے کہ تو جڑھ بہرتھ ہے۔ اس حجاب کو دور کردے اور آتما کو دیکھ تب
تجھے معلوم ہوگا کہ میں کون ہوں جڑھ بہرتھ نے کہا کہ تو سب کا پیر ہے کس لئے کہ جس کسی کا ایسا وچار ہو
برہمن ہو یا چنڈال (دنیا دار ہو یا کافر) وہ میرا گرو ہے۔ بہرتھ نے کہا کہ اے پسر اگر سب وہی ہے تو ستسنگ

سے کیا حاصل ہوا پسر نے جوابدیا کہ اس سے زیادہ اور کیا حاصل ہو سکتا ہے کہ وہم کو وہم جان لیا۔ ورنہ فی الحقیقت برہم آسمان کیطرح سب میں محیط ہو رہا ہے۔ ادوہوت نے کہا کہ یہہ سب جو ہے تیری نظر میں کیا آتا ہے۔ پسر نے کہا کہ آنکھ نہیں ہے کیا دیکھوں۔ کہ میں ہی ہوں۔ اگر میں یہہ کہتا ہوں کہ چشم ہے تو تین درجہ قایم ہو جاتے ہیں نظر۔ ناظر اور منظور۔ مگر جب میں واحد لاشریک ہوں تو دید میں کہاں ہے۔ ادوہوت خاموش ہو گیا۔ اُسوقت شری برہماجی ہنس پر سوار وہاں وارد ہو گئے۔ شری بشن دیو برہماجی کو دیکھکر ہنسنے اور کہنے لگے کہ اے شری برہما یہہ جماعت سنتوں کی تیری بیخ اور بنیاد اوکھاڑے ڈالتی ہے۔ شری برہماجی نے جوابدیا کہ وجود انسانی پاپی کا ہی ثمرہ ہے اس سے کچھ کمی واقع نہیں ہو گی۔ شری بشن جی نے فرمایا کہ یہہ تو تیری نوشتہ تقدیر کو ہی طاق پر رکھے دیتے ہیں اور متکبر ہو گئے ہیں۔ شری برہماجی نے فرمایا کہ وہم سے قسمت جو چاہی انہوں نے اپنے سنکلپ کے بموجب چاہی اور قسمت جو بنائی تو خود بنائی میں نے کچھ نہیں کیا میری اچھا تو یہی ہے کہ سب اپنے آتما سے باخبر ہوں۔ شری بشن دیو نے سوال کیا کہ اس پسر کی پیشانی میں تم نے کیا لکھدیا ہے۔ شری برہما نے جوابدیا کہ اس پسر میں نہ نام ہے نہ روپ اسکی پیشانی میں میں کیا لکھتا پسر اپنی جگہہ سے اُٹھا اور شری برہماجی کو سجدہ کیا اور کہنے لگا کہ اے شری برہما سنتوں کو حیرت ہو گی کہ آتم درشتی کو سجدہ و سجود سے کیا تعلق مگر میں تجھے عناصر خمسہ اور دل اور خیال اور انانیت سے سجدہ کرتا ہوں شری برہماجی بولے کہ عقل کو تو نے اپنے پاس لگا رکھا ہے۔ اُسے بھی تو میری نظر سجدہ میں کردے پسر نے کہا کہ عقل کی رو سے تو میں نے سجدہ کیا ہے اگر عقل نہوتی تو میں کیا کرتا۔ شری برہما نے فرمایا کہ جب عقل کو بھی سجدہ میں میری نظر کر دیگا تو پھر تو ست چدآنند روپ ہو جاویگا۔ یہہ سنکر پسر آتما میں واصل ہو گیا اُسیوقت مریچ شری برہما کا پسر آموجود ہوا اور شری برہما سے سوال کرنے لگا کہ سچ بتاؤ کہ تمہیں شری برہما کیوں کہتے ہیں اور تمہارے کونسے عضو کا نام شری برہما ہے۔ شری برہما نے جوابدیا کہ سب عضو مجھ سے ہیں ہست یا نیست کیا بتاؤں۔ مریچ بولا کہ دل کو قابو میں لانا چاہتا ہوں۔ کیونکہ جب میں سندھیا کرنے بیٹھتا ہوں یہہ ہر طرف پریشان ہو جاتا ہے وہ شغل بتاؤ جس سے یہہ دل قابو میں آجاوے شری برہما نے جوابدیا کہ شغل اُسوقت بتاؤنگا جب پہلے مجھے یہہ بتادیگا کہ تو کون ہے۔ جبتک تو اپنی حقیقت سے بیخبر رہیگا دل قابو میں نہیں آئیگا۔ لوگ یہہ سمجھتے ہیں کہ یوگ ابھیاس (حبس دم) سے دل قابو میں آتا ہے مگر یہہ درست نہیں ہے جبتک یوگ میں قایم ہیں دل قابو میں ہے جب یوگ سے باہر ہوئے پھر دل ہر طرف

پریشان ہوجاتا ہے مریچ نے جوابدیا کہ اپنی حقیقت سی خبردار نہیں ہوں میں سنکلپ اور وکلپ (خیالات نیست و فاسد) میں جو دل کا شعار ہیں آشفتہ ہو رہا ہوں۔ اور جب تک یہہ ترک نہوں آتم نشچی حق الیقین کیونکر ہوسکتا ہے۔ اگر میں اپنے آپکو جانتا ہوتا تو تم سے دل قابو کرنیکی تدبیر کیوں پوچھتا۔ شری برہمانے فرمایا کہ تیرا روپ اُسوقت تجھی بتاؤں گا جب تو صدق دل سی یہہ تسلیم کریگا کہ مجھ میں نام و روپ نہیں ہے بغیر عقیدت سی کہدینے سی کچھ حاصل نہیں ہوگا۔ عقیدت لاکر تسلیم کر۔ کہ میں یہہ جسم نہیں ہوں جب یہہ دل سی یقین ہوجاویگا تو بے فکر تیرا سروپ تجھ عیاں ہوجاویگا کہ یہی وہم خودی آتما میں حجاب ہورہا ہے یہہ جو تمام مخلوق کہ تجھے نظر آتی ہی انہوں نے نام اور روپ کو مستند مانکر یقین کیا ہوا ہے۔ اسی وجہ سے اپنے سروپ میں داخل نہیں ہوسکتے ہیں اور یہہ نہیں جانتے کہ یہی پردہ حجاب ہورہا ہے مریچ نے کہا کہ اے شری برہما جبتک وجود ہے پندار خودی ہی قایم ہے۔ جب وجود نرہا پندار خودی کہاں رہ سکتا ہے شری برہمانے فرمایا کہ جب انسان مرجاتا ہے۔ تمام اعضا بدستور قایم ہوتے ہیں۔ اگر آتما کا قیام وجود سے ہوتا تو اُس مردہ جسم میں حرکت قایم رہتی۔ مگر تن مردہ بحر گنگ ہوجاتا ہے مریچ دھیان میں مشغول ہوا اور قوت یوگ سی تمام اعضا اندرونی و بیرونی کی سیر کرنے لگا دیکھا کہ تمام ہیچ ہیں۔ شری برہماجی سے کہنے لگا کہ میں شریر نہیں ہوں۔ بتاؤ کہ میں کون ہوں۔ شری برہماجی نے فرمایا کہ ہوشیار ہوجا۔ تیرا سروپ تجھ آشکارا دکھاتا ہوں جس چیز سے کہ تونے تمام اعضا پر نظر ڈالی اور اُن کو جدا جانا۔ وہی تیرا روپ ہے مریچ آتما میں محو ہوگیا۔ اور شری برہماجی سے کہنے لگا کہ آپکی صحبت بابرکت سی میں نے اپنے سروپ کو جان لیا۔ شری لشن دیو نے فرمایا کہ اے شری برہما اس پسر کو تم نے آناً فاناً میں سروپ میں واصل کردیا سنت ایسا نہیں کرتے ہیں۔ شری برہمانے جوابدیا کہ سنتوں کے طریق بہت ہیں۔ جس راہ سی چاہیں مطلب برآری کرادیں۔

اُسوقت جسی نام راکشس وہاں آگیا اور کہنے لگا کہ سب کو کہا جاؤں اور خود ہو جاؤں اُسکو دیکھکر سب خاموش ہوگئے اودہوت نے کہا کہ جبتک نہیں کہایا ہے تو تو کون ہے اور جب کہا جائیگا تو کیا ہوجائیگا راجہس نے جوابدیا کہ مجھی معلوم نتہا کہ کوئی میرے کلام کا شنوا بھی ہے۔ مگر میں نے دیکھ لیا کہ تو ہے۔ راجہس پسر کے قریب آیا اور بولا اے پسر تجھے کہا جاؤں۔ پسر نے جوابدیا کہ تو کہا ئیگا کیا۔ یہہ اعضا جو تو دیکھتا ہے تجھ سے ہیں اگر چاہتا ہے کہا جا۔ تجھے کوئی اپنے اعضا کہا جانے میں مزاحمت کرنے والا نہیں ہے۔ راجہس بولا کہ میں یہی کہا جاتا ہوں کہ تجھکو اور خود کہا جاؤں اور خود ہوجاؤں پسر نے کہا کہ اگر ہر دو دمن و تو

کو کہا جائے گا تو تین مراتب قایم ہو جائینگے - الا میں واحد ہوں - رہپپ نے پوچہا کہ اے پسر تیرا نام کیا ہی - کہ میں
تیرے دیش کا ہوں اور تیرا ہموطن پسر نے جوابدیا کہ میرا نام سوراٹ ہی - (سوراٹ اُسکو کہتے ہیں جو اپنے ظہور سے مظہر ہو رہا ہے)
راجہپ نے سوال کیا کہ ظہور کے لئے کوئی شئے قرار پانی چاہئے جسمیں ظہور کیا جاوے پس وہ کونسا مقام ہی جہاں تو ظہور
کرتا ہے پسر نے جوابدیا کہ میں خود ظہور ہوں اور خود مظہر ہوں - رہپپ نے سوال کیا کہ بتا کہ میں کون ہوں - پسر نے
جوابدیا کہ میں ہوں - ای راجہپ کچھ الیسا بیان کر کہ جس میں دام اور رہپپ نہو راجہپ نے جوابدیا کہ مجھ میں سخن کو راہ نہیں ہے
پسر نے کہا کہ تو میرا ہموطن ہی - شری برہما نے مریچ سے کہا کہ اے پسر دیکھ کہ رہپپ کیا کہتا ہی - اُسوقت شری شیوجی وہاں
آگئے - کیسے شیوجی کہ پرم گیان روپ - ترشول ہاتھ میں تہا جٹا سے گنگا جی رواں تہیں - پیشانی پر چندرماں (چاند) موجود
تہا اور آستین میں سانپ لپٹے ہوئے تہے - آکر فرمانے لگے کہ اے راجہپ تجہے مار ڈالتا ہون - رہپپ نے جوابدیا کہ اے
شیو - اپنے تمام اعضا پر نظر ڈال اور دیکھ کہ شیو ہے یا غیر شیو - شری شیوجی نے فرمایا نہ شیو ہی نہ رہپپ ایک میں ہوں
اب شری شیوجی مداکہہ کی جانب مخاطب ہوئے اور فرمایا کہ تجہے بہی ترشول سے مار ڈالتا ہوں - مداکہہ نے
جوابدیا کہ میں ترشول کو سوخت کر کے شیو ہو گیا ہوں یعنی صفت سہ گانہ کو معدوم کر کے سروپ میں وارد ہوا ہوں
شیوجی نے فرمایا کہ یہہ اُوپرے دل سے کہتا ہے تجہے جلا کر خاک سیاہ کر دونگا - مداکہہ نے کہا کہ کیا کہوں مداکہہ تو تیری دیدار سے
سوخت ہو چکا تو غیب داں ہے دیکھ لے کہ اگر اندر اور باہر مداکہہ کہیں ہو وے تو بہسم کر دے - ورنہ جان لے کہ سوروپ
ہے شیوجی نے فرمایا کہ اگر مداکہہ خاک ہو گیا تو باقی کیا رہا - مداکہہ نے جوابدیا کہ مداکہہ خاک ہو گیا اور مداکہہ باقی رہگیا
سری شیوجی نے فرمایا کہ تیرا جسم سہل ہوا - اسی یقین پر ہو جا اور اُسکو ترک نکر جب آتما میں پیوست ہو گیا تو ہم
تینوں دیوتاؤں کے خوف سے آزاد ہو جائیگا - آفریں ہے رکہب دیو پر کہ اُس کی فیض سے تجہے سروپ حاصل ہو گیا اور
تو اپنے سروپ کی دیدار میں واصل ہوا - سری شیوجی سب سے گذر کر شری بشن جی کے پاس پہونچے - اور فرمایا کہ تم کون
ہو شری بشن نے جوابدیا کہ جو کچھ تم ہو سو میں ہوں - شری شیوجی نے فرمایا کہ اگر میری روپ ہو تو آؤ ہم بغل ہو جاؤ -
شری بشن جی نے جوابدیا کہ اگر جدا ہو تو ہم بغل ہوں شیوجی نے فرمایا کہ ابہی تک تمہارے دل سے زنگ دوئی نہیں
گیا ہے کہ تمہاری نظر میں وصل و فصل موجود ہے - تم یہہ خیال کرتے ہو کہ مجھ میں دل موجود ہے - اگر مجہے شیو کر کی دیکھتے ہو
تو خود ہو اگر دل سمجہکر دیکھتے ہو تو ناداں ہو - شری بشن نے فرمایا کہ جبتک تم ہو دل بہی ہے جب تم نہیں تو
دل کون کہے پس دل بہی تم ہی ہو شری بشن نے فرمایا کہ اگر میں ہوں تو میرے سے سوا کیا ہے - سری شیو نے کہا
کیا بتاؤں کہ عالم تجہ سے قایم ہو رہا ہے اگر بنظر تحقیق دیکہا جاوے تو بشن میں کچھ بہی نہیں ہی خود بخود ہے رہپپ نے

کہا کہ نہ شری بشن ہے نہ شیو۔ میں تیجہ روپ ہوں شری بشن نے فرمایا کہ ابہی سودرشن چکر کو حکم دیتا ہوں کہ تیرا
سر اُڑادی تو گستاخ اور بے ادب ہوگیا ہے جہپس نے جوابدیا کہ میں اپنا سر اپنے آپ ہی اُڑا چکا ہوں اب سیرا اُڑجانی
سے کیا خوف ہے اے شری بشن مجھ میں سر نہیں ہے تو بتا کہ تجھ میں سر ہے یا نہیں۔ شری بشن نے فرمایا کہ شریر محض
گفتنی ہے کہ عناصر خمسہ سے آرایش اسکی ہوئی ہے اور عناصر خمسہ کا ظہور مہتت اہنکار سے ہوا ہے یعنی بنپد البسیط
سے اور مہتت اہنکار کا ظہور پرکرت سے ہوا ہے اور پرکرت کا ظہور پورش سے ہے پس ایک پورش ہی قدیم ہے اور
وہ مخفی طور پر سب میں ساری ہو رہا ہے۔ بتا شریر کہاں ہے رجہپس نے کہا کہ کیا کہوں۔ ہماری قوم رجہپس کی عقل
زائل ہو گئی ہے۔ ورنہ تم تینوں دیوتاؤں کو منا لینا کچھ بھی بات نہ تہی میں ہر سہ عالم کی پادشاہی کرتا ہوں
اور مجھے کسی کا خوف نہیں ہے ہرناکش اور ہرنیہ کشب نے ابتدائی زمانہ میں ہرگز نہ جانا کہ سویم پرکاش ہے
جس نے خود کو چھوڑ کر نقش غیر دل میں باندھ رکھا ہو اُسکی کیوں نہ گردن ماریں۔ اے شری بشن تو نے میرے
قاتل کو کیوں ہلاک کیا۔ شری بشن نے جوابدیا کہ نہ میں نے کسی کو مارا نہ کوئی مجھ سے مارا گیا کس لئے کہ حباب جو دریا سے
اُٹھا اور پہر دریا میں ملگیا تو اُسکو کس نے مارا اور کیا مارا گیا پس یہی تسلیم کرو کہ آتما نرنتر ہے۔ اندر اور باہر ہے۔

مچھلیوں کی حکایت

جمنا جی کے ریت میں مچھلیاں باہم بیٹھی ہوئی ست سنگ اور وچار کر رہی تہیں۔ اُنکے منجملہ ایک بڑی مچھلی ماکڑ نامی تہی
وہ کہنے لگی دام اجل سے ہمکو کوئی آسیب نہیں پہونچتا۔ اُسکا دست تصرف تو ہم تک نہیں پہونچتا مگر ہم لقمہ کی طمع سے خود
دام میں گرفتار ہوتی ہیں ماکڑ کہنے لگی کہ جس نے دبیہ کو دبار رکھا ہے یعنی جو جسم کو اپنا قرار دے رہا ہے وہ ہی ہمارا
کال ہے دوسری مچھلی نے سوال کیا کہ تجھے معلوم ہے کہ دبیہ دہاری کون ہے۔ ماکڑ نے جوابدیا کہ وہ جو دبیہ دہاری ہے
اُسکو جیو کہتے ہیں۔ مچھلی نے دریافت کیا کہ جیو کا روپ کیسا ہے۔ ماکڑ نے جوابدیا کہ اُسکا روپ میں نے نہیں دیکہا ہے
کہ سیاہ ہے یا سفید۔ مچھلی بولی کہ جس کا روپ تو نے نہیں دیکہا تو اُسکا نام جیو تو نے کیسے رکھا۔ ماکڑ نے جوابدیا کہ سُنتا
آیا ہوں اسوجہہ سے میں نے کہدیا تہا۔ مچھلی نے کہا تو اب خاموش ہو جا اور اس کو قسمت کے حوالہ کر دے
جو کچھ نیکی اور بدی پیش آئی اُس میں خرسند رہ۔ اور جان جو اصلی جوہر ہے اُس کے ساتھ رہکر آرام کے ساتھ بسر
جسوقت تن کو تقدیر کے حوالہ کر دیا اور جان کو اصلی جوہر تسلیم کر لیا وہ دام اجل کہ جسکو تو نے اپنے وجود سے نسبت کر کے
کہ میں یہہ جسم ہوں جان کی گردن میں ڈالا ہوا ہے کٹ جائیگا ماکڑ نے سوال کیا کہ جان کو جسم سے جُدا

جاننا کیسے ہوسکتا ہے کہ مدت العمر فکر میں گرفتار رہا ہوں ایک مرتبہ ہی یہہ نعمت عظمی کیسے حاصل ہو جائیگی۔ مچھلی
نے جوابدیا کہ اگرچہ فی الواقع صورت ایسی ہی ہے جیسے کہ تونے بیان کی مگر پھول توڑنے اور اُسکو ہاتھ سے مل ڈالنے
میں دیر لگتی ہے مگر ذات حق کی شناخت میں لب کشائی کی بھی دیر نہیں ہوتی۔ اہنکار یعنی پندار یہ وجود کی بنیاد
مستحکم ہو رہی ہے جب پندار وجود معدوم ہو گیا خود بخود وا تما ہے۔ ماگرؔ نے کہا کہ اے مچھلی اہنکار خودی کو کہتے ہیں
جو یہہ ہے کہ میں ہوں جب خودی دور ہو گئی تو جان کو کس نے پالیا اور جسم کو کس نے جدا جان لیا۔ مچھلی ہنسی اور بولی کہ
اسی خودی کو شری نارائن جان لو جب اہنکار نارائن ہی تو خودی کہاں ہے۔ ماگرؔ نے جوابدیا کہ اے مچھلی بات ایسی ہونی
چاہئے جو واجب ہو نا واجب بات سے کیا حاصل ہوتا ہے میں جو جو کو چھوڑدوں اور نارائن کو تسلیم کروں اس سے کیا
حاصل ہے یہی گفتگو ہو رہی تھی کہ ماہی گیر نے دریا میں جال ڈالا۔ مچھلی بولی کہ اے ماگرؔ تیرے جسم کا قبض کرنیوالا آگیا ہے تو اب ہم
کیا کریں اب سوائے شری بھگوان کی پناہ میں آنیکی اور کوئی سبیل نہیں ہے۔ آؤ تو ہم اور تم دونوں پندار خودی ترک
کر کے شری بھگوان کی پناہ میں آئیں۔ ماگرؔ نے جوابدیا کہ اجل تو آکر سر پر کھڑی ہوئی ہے اور تو یہہ تسلی دیتی ہے کہ پناہ میں آجا
مگر یہہ سمجھ لے کہ شری بھگوان کو پورن کہتے ہیں جب وہ پورن ہے تو خود شری بھگوان ہے کسکی پناہ میں جاویں کہ اندر اور باہر وہی
ہے جب اندر اور باہر وہی محیط ہے تو ماہی کہاں ہے اور صیاد کہاں۔ یہہ کہتے ہی ماگرؔ سروپ میں واصل ہو گئی۔ ماہی گیر یہہ
باتیں سن رہا تھا جب اُس نے یہہ گیان سنا تو دام کو زمین پر ڈال دیا اور ماگر سے سوال کیا کہ تیری باتوں میں آبحیات کی
لذت ہے۔ تیرے مارنے سے میں درگذرا آؤ کچھ سمواد کریں۔ ماگرؔ نے کہا اے صیاد تو کسے پکڑتا ہے مچھلی اودیتی آتما ہے جسکو کال
نہیں ہے تونے جو اپنے آپ کو ماہی گیر قرار دے رکھا ہے یہہ محض خیال خام ہے غور کر کہ تو صیاد کہاں ہے اگر جسم ظاہری کو
قیاس کر کے کہتا ہے کہ میں صیاد ہوں اسکو باطل سمجھ لے کیسواسطے کہ جسم خمسہ عناصر سے مرتب ہوا ہے اور عناصر باطل ہیں
اگر باطن پر نظر ڈال کر اپنے آپ کو صیاد قرار دیتا ہے تو دیکھ لے کہ باطن میں نہ صیاد ہے نہ ماہی کہ باطن شمار متفرقات سے
وارستہ ہے صیاد نے یہہ کلام سنکر جان تازہ حاصل کی اور ماہی گیری کو ترک کر دیا اور جو مچھلیاں پکڑی تھیں اُن سے دام
کو خالی کر کے اپنے مقام پر چلا گیا اور اعلی مرتبہ پر پہونچ گیا۔ اُسوقت مینڈک وہاں آگیا اور بولا کہ اے ماگرؔ دیکھ کہ
میں دنرات اونگ شبد کا ورد زباں پر کہتا ہوں اگر تو آنند چاہتی ہے تو اونگ شبد کا ورد کیا کر۔ ماگرؔ نے جوابدیا
کہ ابھی ابھی تو میں نے جال کو کاٹکر پھینکا ہے اب پھر اس جال میں کیوں پڑوں اتنی عمر ہوئی میں نے نہیں جانا کہ اونکار
کیا ہوتا ہے اب تو بتا کہ اونکار کسکو کہتے ہیں۔ مینڈک نے جوابدیا کہ اونکار اسکو کہتے ہیں جس سے یہہ دیوتا کا ظہور ہوا ہے
اول اماتک سے شری بشن۔ دوئم رسے جس سے شری برہما۔ سوئم ناس سے شری ردر ہوا ہے۔ ماگرؔ نے جوابدیا کہ اودیتی آتما

کو چھوڑ کر میں نرگن آتما میں کیوں گرفتار ہوں۔ مینڈک نے کہا ادویتی اُسیوقت تک کہنے میں آتا ہے جبتک دویت ہے
توحید و شرک لازم و ملزوم ہیں پس یہہ سب اونکار ہی۔ ماکڑ نے جوابدیا کہ توحید اور شرک دونوں کا ظہور مجھ سے ہے مینڈک
نے جوابدیا کہ میرا قول راست ہوگیا۔ ایک توحید۔ دویم شرک سیوم تو پس ثلاثہ یعنی اُونکار رہا۔ اب مچھلی بولی کہ اے
مینڈک اب میری بات سُن کہ ثلاثہ کا نام پرنو ہے اور پرنو پرکرت سے ظہور میں آیا ہے اور وہ پرکرت کیا ہے یہی شریر اور
میں اشریر ہوں پس اونکار کیسے در وزبان کروں پس میرا نمسکار مجھکو ہے۔ غوک ہنسا اور بولا کہ میرا قول
اب بھی راست ہوا اگر تو درشت شریر ہے ثلاثہ قایم رہتا ہی کہ دیدن بلا ثلاثہ کے ممکن نہیں ہے نظر ناظر اور منظور کا ہونا
لازمی ہی۔ اسلئے پرنو قرار دیا ہے مچھلی خاموش ہوگئی۔ مگر مچھ آگیا اور کہنے لگا کہ میرے مقام پر نہ پرنو ہی نہ لبش نہ رو در
ہے نہ کارن ہی جسکو پرکرت کہتے ہیں۔ بصورت حال ہی اور میں ایک آتم سروپ ہوں۔ غوک نے کہا کہ آتما کا روپ
کیا ہے۔ نہنگ نے جوابدیا کہ آتما روپ اور اروپ دونوں سے مبرا ہے سب نام اور روپ آتما سے ظہور میں آیا ہی
مینڈک بولا کہ پس میرا قول درست ہوگیا یعنی ایک نام۔ دوسرا روپ تیسرا آتما۔ ثلاثہ قایم ہوگیا۔ اور اونکار
ثابت ہوگیا۔ مگر مچھ نے اعتراض کیا کہ اونکار محض یقین ہے۔ دراصل ادویتی لاشریک ہی۔ اسوجہہ سے کہتے ہیں کہ اونکار
سے ثلاثہ ہوگیا ہے پس یہہ ثلاثہ ادویتی ہے (واحد لاشریک ہی) اگر واحد لاشریک ہی تو یک پد میں مستقیم ہے جسکو
ترگُتی کہتے ہیں۔ اسیطرح ست اور رج اور تم تینوں ایک ہی ہیں۔ اونکار نہیں ہے (مدعا کلام مگر مچھ کی بحث کا یہہ
ہے کہ نظر ناظر اور منظور تین مراتب علمی ہیں ترگُتی دھیان میں ہر سہ مراتب کی یکتائی ہے۔ نظر اور ناظر منظور میں
فنا ہو جاتے ہیں پس ثلاثہ دراصل کوئی شئے بذات خود قایم نہیں رہتا یکتائی میں مبدل ہو جاتا ہی جو مستقیم اور برقرار
رہتی ہے) مینڈک خاموش ہوگیا اب مچھلی نے سلسلہ کلام آغاز کیا کہ اے مگر مچھ تو ہمیشہ آدمیوں کا خون کہاتا رہتا ہی
تیری ساتھ ست سنگ کرنا مناسب نہیں ہی۔ نہنگ نے جوابدیا کہ اے ماہی میں لوگونکی اُسے خون کو کہاتا ہوں جو
خراب ہے اور وہ خراب خون کیا ہے یہہ ہی کہ آتما کو چھوڑ کر لوگ تم پد جیو وتت پد ایشور واسی پد برہم کو تسلیم
کر لیتے ہیں۔ ایسی خراب خون کو میں کہا جاتا ہوں۔ اور یہہ جو تو نے کہا کہ تیرے ساتھ سمواد کرنا مناسب نہیں ہے۔
اپنے سوا میری نظر میں کوئی دوسرا نہیں ہی۔ کہ میری ساتھ سمواد کرے میرا نمسکار مجھکو ہے۔ اب کچھوا وہاں آگیا اور
کہنے لگا کہ جبتک شش جہت حواسوں کو مضبوط اور استوار کر کے نہ بیٹھے سروپ کا حاصل ہونا محال ہی نہنگ نے جوابدیا
کہ اے کچھوے آتما تو چھٹوں اطراف میں پورن ہی یہہ بتا کہ کونسی طرف کو مضبوط اور مستحکم پکڑ کر بیٹھ جاؤں۔ کچھوا ہنسا
اور بولا اے نہنگ ہرگاہ آتما ہے شش جہت کہاں ہے۔ میرا کہنا یہہ ہے کہ آتما کو شش جہت میں اعتقاد راسخ کے

ساتھ پورن (بہرپور) یقین کرلے اور اس یقین میں مستحکم ہوجا یہہ کہہ سنکر سب سروپ میں واصل ہوگئے۔
پراشر جی نے میتری جی سے فرمایا کہ ای میتری تو غوک ہوجا یا ماہی ہوجا یا نہنگ ہوجا میتری نے جواب دیا کہ میں کیا ہوجاؤں
کہ مجھ میں ترکُتی نہیں ہے اور میں خود بخود ہوں۔

پرجبرئیل را ایجا بسوزند ❊	بدامن کو دکاں آتش فروزند ❊
سخن گفتن کرا یارا ست اینجا	تعال اللہ چہ استغنا است اینجا
بروحافظ دریں معرض مزن دم	سخن کوتاہ کن واللہ اعلم

خلاصہ تلقین ہشتم

جیاتم نقشبند صورت موج است آب آسا
وجودم در نظر ہنگامۂ وہم است خواب آسا

جیسے بحر ناپیدا کنار میں قدرتی طور پر موج پیدا ہوتی ہے اور چندے نمایاں رہکر پہر بحر میں فنا ہوجاتی ہے۔ اور اُسکے وجود کا کوئی نقش صفحہ آب پر باقی نہیں رہتا یہی صورت انسانی حیات کی ہے کہ ذات حیّ سے حیات کی موج اُٹھتی ہی چندے عالم ہستی میں نمودار رہتی ہے اور پہر ذات حیّ میں فنا ہوجاتی ہے نتیجہ کلام یہہ ہی کہ حیّ قایم بالذات ابتدا میں بھی پردہ غیب میں تہا چندے وسط میں جلوہ نما ہوکر ظہور میں آیا اور انجام کار پہر پردہ غیب میں جا چھپا۔ گویا ہر سہ حالت ابتدا وسط اور انجام میں وہی حیّ قایم بذات رہا ہم اپنی نادانی سے حیات مستعار کو اپنی ہستی تسلیم کرتے رہی حالانکہ یہہ تسلیم غلط تہی۔ در اصل اُسکی ہستی تہی بعینہٖ اسیطرح وجود انسانی جس کی پرورش اور حفاظت میں انسانی کوشش ہمہ تن مصروف ہی اور جسکو انسان اپنا وجود تسلیم کرتا ہے اور پایئدار تصور کرتا ہے در اصل پایئدار نہیں ہی وہ ایسا ہی موہوم ہے جیسا کہ خواب جسوقت تک انسان حالت خواب میں ہوتا ہے عالم خواب کے جملہ مناظر اُسکو درست اور پایئدار معلوم ہوتے ہیں اور اُس حالت خواب میں اُسکو ہرگز یقین نہیں ہوتا کہ یہہ ہنگامۂ وہم ہے اور درست نہیں ہے الا جب خواب سے بیدار ہوجاتا ہے تو اُسکو یقین ہوتا ہے کہ وہ حالت خواب تہی اور جو منظر پیش نظر تہا وہ ہنگامہ وہم تہا۔ اسیطرح جب جسم کی حقیقت پر نظر پڑیگی تو جان لیگا کہ یہہ وجود باطل اور بیدار خواب کی طرح وہم و خیال ہے۔

مدعا یہہ ہے کہ حیات انسانی اور وجود انسانی پر نظر تعمق ڈالی جاوے کل جانداران کا مادہ حیات جان ہے

جو حی دائم و قایم ہے وہ اس وجود انسانی میں پوشیدہ طور پر محیط اور ساری ہے اُسکی موجودگی انسانی وجود کی حرکت
جسمانی اور نفس کی آمد و رفت اور دل اور خیال کی قوتوں کا استعمال اور حس و محسوسات کا ادراک اور خودی کا علم ان
سب کا باعث ہو رہی ہے۔ مگر چونکہ وہ حس و محسوسات۔ دل عقل اور خیال سے بالاتر اور نظر سے غائب ہے اُسکی بجائے
اپنے وجود کی ہستی کا علم (اہنکار۔ انانت۔ خودی) جو جان کی اعلیٰ صفت ہے اس وجود میں قایم ہو جاتا ہے۔ جان کی
ہستی فراموش ہو جاتی ہے اور اپنی ہستی تسلیم ہوتی ہے۔ یہی غلطی۔ یہی غفلت۔ یہی نادانی۔ یہی پندار ہے۔ جو تمام مخلوقات
کو گھیرے ہوئے ہے اور وہ جان کی ہستی کو اپنی ہستی قرار دیتے ہیں اس وہم باطل کی موجودگی میں جو افعال اُن سے سرزد
ہوتے ہیں اُنکو اپنے وجود سے سرزد ہوا خیال کرتے ہیں اور اپنے آپ کو نیکی۔ بدی۔ ثواب و عذاب۔ راحت و رنج کا
پابند کر لیتے ہیں انسانی زندگی کا فرض یہہ ہے کہ اسی زندگی میں اس غلطی کو رفع کرکے اپنی اصل حقیقت سے باخبر ہو جاوے
اور اس پندار خودی کو ترک کردے۔ صاحبان ہوش نے اس مسئلہ کی حل کرنے کی کوشش کی ہے اور اُن کو کامیابی
نصیب ہوئی ہے۔ اور بعد کامیابی کے اُنہوں نے شاہراہ حقیقت کو دکھلا دیا ہے مگر قلب انسان خواہشات نفسانی
اور تعلقات جسمانی اور واہمات ذہنی میں ایسا گرفتار ہو رہا ہے کہ اس شاہراہ کی طرف سے بالکل غافل ہے۔ اور
انجام کار غفلت اور ناکامی کا شکار رہتا ہے اور تناسخ میں مقید رہتا ہے۔

کسی بزرگ کا قول ہے۔ سر برہنہ نیستیم دارم کلاہ چار ترک۔ ترک دنیا۔ ترک عقبیٰ۔ ترک مولیٰ۔ ترک ترک۔ اسکے
مفہوم پر نظر ڈالئے اور غور کیجئے۔ ترک دنیا۔ سے استھول تیاگ مراد ہے۔ جو لوگ گھر بار کو چھوڑکر اور مال و دولت زن
و فرزند خیل و حشم کو چھوڑکر جنگلوں میں چلے جاتے ہیں وہ استھول تیاگ کرتے ہیں۔ استھول تیاگ میں اپنا بار دوسروں پر
پڑتا ہے اگر فکر اور تعلقات دامنگیر دل رہے تو کوئی نتیجہ اس ترک کا نہ نکلا بلکہ ایک جانب فکر نان اور دوسری جانب
افزایش پندار ہوئی کہ ترک دنیا کی گئی ہے جسکی وجہہ سے اہل عالم کی نظر میں عظمت اور فضیلت ہماری ثابت ہوگی
اگر تعلقات کو دل سے رفتہ رفتہ ہٹایا جاوے تو ترک دنیا اسی دنیا میں رہکر حاصل ہو سکتا ہے دنیا قایم رہتی ہے
مگر دلبستگی اُسمیں نہیں ہوتی یہہ مراد ترک دنیا اور استھول تیاگ سے ہے۔ ترک عقبیٰ۔ سوکشم تیاگ ہے۔ یعنی جو
افعال نیک اس طمع سے کئے جاتے ہیں کہ عقبیٰ میں ان کا اجر نیک ہمکو ملیگا اور لذات بہشتی سے ہم کامیاب
ہونگے یہہ فعل بالمعاوضہ ہے اور پندار وجود سے سرزد ہوتا ہے خواہش اور پندار سے خالی نہیں ہے فعل کو محض فرض
جانکر انجام دینا اور نتیجہ فعل سے نظر اُٹھا لینا ترک عقبیٰ ہے اور یہہ بھی اسی دنیا میں رہکر حاصل ہو سکتا ہے۔ جب
نتیجہ فعل سے نظر اُٹھ جاتی ہے تو فعل قدرت کا ہو جاتا ہے اور انسان عذاب اور ثواب جزا اور سزا سے بری

ہو جاتا ہے۔ اس صورت کو ترک عقبی کہا ہے۔ ترک مولیٰ کا مفہوم یہہ ہے کہ جب نفس خواہشات سے پاک ہو گیا اور بے پندارہ افعال سرزد ہوئے اور سوکشم تیاگ ہو چکا تو آئینہ دل میں نور وحدت کا جمال جلوہ آرا ہوا اور تمام عالم کون و مکاں اُسکے جلوہ سے منور نظر آگیا اور ذرہ ذرہ میں آفتاب ذات درخشاں نظر آیا اُسوقت وہ کیفیت قلبی جو عبد اور معبود۔ بندہ اور مولیٰ کو دوگانگی ظاہر کر رہی ہے معدوم ہو جاتی ہے اور سوکشم اہنکار کا تیاگ ہو جاتا ہے اور جلوہ توحید میں بندہ و مولیٰ کا تفاوت محو ہو جاتا ہے اور اسیکو ترک مولیٰ کہتے ہیں جزویت کلیت میں مبدل ہو کر جزو کل واحد نظر آتے ہیں۔ ترک ترک تیاگ کی سب سے اعلےٰ منزل ہے جسمیں ہر سہ عالم کا فقدان ہو جاتا ہے اور محویت کا عالم باقی رہتا ہے۔ جہاں نہ خاموشی ہے نہ گفتار نہ حرف ہے نہ صوت نہ نشاں ہے نہ بے نشاں نہ مکان ہے نہ لامکان نہ اسم ہے نہ صفت نہ نام ہے نہ روپ صرف ایک عالم محویت کا ہے جو ذات بحت کا سرور ہے۔

پندار وجود کے ترک سے انسان اپنی ذات کی حقیقت سے باخبر ہو جاتا ہے۔ اس پندار وجود میں عالم کی ہستی کا قیام ہے جس وقت پندار وجود رفع ہو جاتا ہے عالم کی ہستی نیست ثابت ہو جاتی ہے اس پندار کو رفع کرنے کی تدابیر ہشتگانہ بیان ہوئی ہیں۔ یگہ تپ کرم اوپاسنا دھیان۔ یوگ اور سانکھ تلقین نجم کے خلاصہ میں ان کی تشریح کر دی گئی ہے۔ اور شریمد بھگوت گیتا طبع چہارم کے دیباچہ میں تصریح کی گئی ہے جس کا اعادہ کرنا اس جگہ ناموزوں ہوگا۔

اہل تصوف نے چار منازل قرار دئے ہیں۔ شریعت۔ طریقت حقیقت اور معرفت۔

انانیت کے ساتھ افعال کا سرزد ہونا شریعت کی پیروی اور افعالی تثلیث کی پابندی ہے۔ ترک انانیت کے وسیلہ سے صفائی قلب کا حاصل کرنا طریقت ہے اور یہہ افعالی تثلیث سے آزادی کی صورت ہے۔ قلب مصفا سے حق و باطل کی تمیز کرنا اصل حقیقت ہے اور یہہ علمی تثلیث کی پابندی مانی جاتی ہے ترک پندار سے سکون قلب پیدا کرنا منزل معرفت ہے جہاں علمی تثلیث سے رستگاری ہے۔

شائقین کے غور اور فکر کے لئے ایک نقشہ ذیل میں درج کیا جاتا ہے۔ جس میں ان چاروں منازل کی تشریح۔ طلب۔ ترک اور وصل کے اعتبار سے کی گئی ہے۔

نقشہ صفحہ ۱۲۸ پر ملاحظہ ہو

شریعت			طریقت	حقیقت	معرفت
برہم چاری یعنی طالب ذات			بھکتی یعنی وسیلہ	سنیاسی یعنی تارک	یوگی یعنی واصل
مدارج	قابلیت	تعلیمات	اختیار	جبر	
ادنےٰ	پابند حواس	عمل	کرم یعنی فعل امر ونہی	سنیاس یعنی ترک ہر تعلقات	یوگ یعنی تسلیم مساوات
اوسط	پابند دل	بیم ورجا	بھکتی یعنی عشق		
اعلیٰ	پابند عقل	علم ثلاثہ	گیان یعنی علم توحید		

شریمد بھگوت گیتا میں سری کرشن بھگوان نے تین دہارنا تسلیم کی ہیں۔ اول ناساگر دہارنا جس کے وسیلہ سے حواس خمسہ اور دل کو قابو میں لایا جاتا ہے۔ دویم بھرکٹی دھیان جسکے وسیلہ سے قلب مصفا میں دیدار واجب الوجود کا ہوتا ہے۔ سویم گایتری منتر جسکی برکت سے جزو اور کل کی یکتائی عیاں ہوجاتی ہے اور آٹھوں طبقات عالم کی سیر میں جلوہ توحید نظر آتا ہے

بحریم و در تلاطم ہنگامۂ ظہور

مانند موج گم بہ کنار خودیم ما

ماہ دسمبر ۱۹۲۱ء

تمت بالخیر

(کتبہ احقر العباد محمد نجات خان)

Sunday 6
Sunday 20